باسمہٖ تعالیٰ شانہٗ

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (آل عمران: ۸۵)

ترجمہ: اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کریگا تو وہ اُس سے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

نعمتِ ایمان

اور

اس سے محرومی کے اسباب

شریعت کی روشنی میں ایمان سے محروم کرنے والے کلمات اور اعمال پر مشتمل جامع و مفصل دستاویز جسے علماء، فقہاء اور اہل اللہ نے ہر صاحبِ ایمان کی اہم ترین ضرورت قرار دیا ہے۔

مؤلف

سید عبد الرحیم الحسنی

ناشر

مولانا سید عبد الولی اکیڈمی بارہمولہ کشمیر

فون: ۰۱۹۵۲۳۴۰۹۹ پن کوڈ: ۱۹۳۱۰۱

باسمہ تعالیٰ

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۔(آل عمران: ۸۵)

''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔''

نعمتِ ایمان

اور

اس سے محرومی کے اسباب

شریعت کی روشنی میں ایمان سے محروم کرنے والے کلمات اور اعمال پر مشتمل جامع و مفصل دستاویز جسے علماء، فقہاء اور اہل اللہ نے ہر صاحبِ ایمان کی اہم ترین ضرورت قرار دیا ہے۔

مؤلف

سید عبدالرحیم الحسنی

مفتی و صدر مدرس، دارالعلوم المصطفوی، محلّہ توحید گنج بارہ مولہ

ناشر

مولانا سید عبدالولیؒ اکیڈمی، بارہمولہ، کشمیر

فون: 01952[illegible]099 پن کوڈ: 193101

کتاب کا نام : ''نعمتِ ایمان اور اس سے محرومی کے اسباب''

مؤلف : مفتی سید عبد الرحیم الحسنی

ناشر : مولانا سید عبد الولیؒ اکیڈمی، بارہمولہ، کشمیر

اشاعت : (طبعِ اوّل ۱۴۲۲ھ-۲۰۰۱ء) ۱۰۰۰

صفحات : ۱۹۶

قیمت : ۱۰۰ روپے (Rs. 100.00)

مطبوعہ : افکار پبلی کیشن، ذاکر نگر، اوکھلا، نئی دہلی-۲۵، فون: ۶۸۴۴۶۰۳

درجِ ذیل مقامات میں یہ کتاب دستیاب ہے:

(۱) دار العلوم المصطفوی، محلّہ توحید گنج، بارہمولہ، کشمیر-۱۹۳۱۰۱

(۲) مفتی مظفر حسین صاحب، دار العلوم مہاراج پورہ، سوپور، کشمیر

(۳) مفتی عبد الرشید صاحب، دار العلوم بلالیہ، لال بازار، سری نگر، کشمیر

(۴) مولانا حمید اللہ صاحب، دار العلوم سواء السبیل، کھانڈی پورہ، کلگام، اسلام آباد، کشمیر

(۵) کتب خانہ قاسمیہ نزد جامع مسجد، تالاب کھٹیکاں، جموں

(۶) افکار پبلی کیشن، ذاکر نگر، اوکھلا، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

(۷) مولانا غلام نبی صاحب قاسمی، استاذ حدیث دار العلوم (وقف) دیوبند

(۸) مولانا بشیر احمد شاہ صاحب، مہتمم مدرسہ بیت العلوم، پانپور، ضلع پلوامہ، کشمیر

خاتم النبیین، محبوب رب العٰلمین، سید الکونین رحمۃ للعٰلمین، محسنِ انسانیت،

ماحی شرک وبدعت، ماہتابِ نور وہدایت

حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اٰلہ و اصحابہ و اتباعہ و سلم (فداہ روحی)

کی ذاتِ اقدس کے نام کہ

جن کی بعثت اہلِ ایمان پر اللہ جل شانہ کا عظیم احسان اور کفروشرک کی ظلمتوں

کے لئے موت کا پیغام ہے

''لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ''

یا رب صل و سلم دائما ابدا

علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

فہرست مضامین

تیسرا باب: کفر-شرائط، اقسام اور احکام

چوتھا باب: "کفر، کفار اور مشرکین" قرآن و حدیث کی روشنی میں

پانچواں باب: ''ارتداد'' اقسام، شرائط اور احکام

چھٹا باب: "تکفیر کے متعلق چند اہم تنبیہات اور اصولی مباحث"

ساتواں باب: "شرک" حقیقت، اقسام اور احکام"

آٹھواں باب: " نعمتِ ایمان سے محروم کرنے والے کلمات اور اعمال

نواں باب: "گمراہ اور غیر اسلامی فرقوں کے عقائد واحکام"

خاتمہ: "قرآن و سنت کی روشنی میں ایمان کی حفاظت، استقامت اور حسن خاتمہ کے لئے مجرّب و مفید نسخے"

JUSTICE MUHAMMAD TAQI USMANI

Member Shariat appellate Bench
Supreme Court of Pakistan
Deputy Chairman : Islamic Fiqh Academy (OIC) Jeddah
Vice President Darul-Uloom Karachi-14 Pakistan.

محمد تقي العثماني

قاضي مجلس التمييز الشرعي للمحكمة العليا باكستان
نائب رئيس : مجمع الفقه الإسلامي، بجدة
نائب رئيس : دار العلوم كراتشي ١٤ باكستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی و محترمی جناب مولانا سید عبد الرحیم الحسنی صاحب، زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے بھیجے ہوئے "داعیٔ حق" کے کئی شمارے اور انکے ساتھ آپکی تالیف "نعمتِ ایمان" موصول ہوئی۔ آجکل مشاغل کے سخت ہجوم میں اوقات گذرتے ہیں، انکی وجہ سے کتاب سے استفادے کا موقع تو نہیں ملا، لیکن سرسری نظر سے کتاب اور "داعیٔ حق" کے تمام شمارے مفید اور نافع مضامین پر مشتمل نظر آئے۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکی اس کاوش کو آپ کیلئے ذخیرۂ آخرت اور قارئین کیلئے نافع بنائیں، اور رسالہ "داعیٔ حق" کو دین کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ میں بھی دعاؤں کا بہت محتاج ہوں۔

والسلام

بندہ

۱-۴-۱۴۲۷ھ

Darul-Uloom Karachi-14 Pakistan.
PC :75180 Ph :5043192-Res :312788-Fax :9221-5040234

دار العلوم كراتشي ١٤ باكستان
الرمز البريدي ٧٥١٨٠ هاتف ٥٠٤٣١٩٢ منزل ٣١٢٧٨٨ فاكس ٩٢٢١-٥٠٤٠٢٣٤

باسمہ تعالیٰ

فون نمبر: ۳۴۵۳۳
فیکس: ۳۴۰۱۳
کوڈ نمبر: ۰۵۸۵۲

ذاتی مراسلت
احقر ابرار الحق ناظم مدرسہ اشرف المدارس و مجلس دعوۃ الحق
هردوئی یوپی
ہندوستان
پوسٹ کوڈ ۲۴۱۰۰۱

تاریخ ۱۱/۷/۱۴۲۲ھ
مطابق یکم ستمبر ۲۰۰۱ء
حوالہ ——

مکرمی جناب مفتی عبدالرحیم صاحب زید لطفہ السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی کتاب نعمت ایمان اور اسکی محرومی کے اسباب
پر نظر ثانی — اور اسکو دیکھنے کا کام مدرسہ اشرف المدارس کے
اساتذہ کرام مفتی شفقت اللہ صاحب اور مفتی نعیم احمد صاحب اور
مولوی افضال الرحمن صاحب کے سپرد کیا گیا تھا مگر ان لوگوں کی
بیماری اور مشاغل خاصہ کی وجہ سے تاخیر ہوتی چلی گئی ان حضرات نے
اسکو اولاً انفرادی طور پر دیکھا پھر اجتماعی دیکھا اسمیں جو امور قابل ترمیم
واصلاح محسوس ہوئے اسکی نقل مرسل ہے۔
کتاب کے مضامین مفید و نافع ہیں
اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے آمین

والسلام
ابرار الحق

تاثرات

از حضرت الاستاذ مولانا الحاج محمد ایوب صاحب مدظلہ

صدر مدرس مدرسہ بحر العلوم، کشن پور، مظفر نگر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ! امابعد

اللہ تعالیٰ اپنے دین کے خود محافظ ہیں لیکن بظاہر یہ خدمت اہلِ ایمان کے کندھوں پر ہے اور اہلِ ایمان میں سے بعض وہ حضرات جو دینی حمیّت اور اہلِ ایمان کے ایمان و آخرت کی فکر رکھتے ہیں۔ جب اہلِ ایمان کے ایمان پر چوٹ لگتی ہے تو ان کا آرام مکدّر ہو جاتا ہے، انہیں حضرات میں سے مولانا و مفتی سید عبد الرحیم صاحب بن مولانا سید ولی شاہ صاحب کشمیری بھی ہیں جنہوں نے بعض حضرات کے کلمۂ کفر کہنے کی وجہ سے تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کرایا پھر ایک کتاب مسمّی ''نعمت ایمان اور اس سے محرومی کے اسباب'' مرتب فرمائی جس میں ایمان کی حقیقت و فضائل وغیرہ کے ساتھ کلماتِ کفر کو جمع فرمایا۔

دعاء ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

العبد محمد ایوب

تقریظ

محدثِ کبیر حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی، استاد حدیث دار العلوم، دیو بند

الحمد لله و كفى و سلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ — امابعد!

موجودہ دور میں مسلمانوں کا اسلام سے رشتہ کمزور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ رشتہ کے اس اضمحلال کی وضاحت میں متعدد چیزوں کو شمار کیا جاسکتا ہے لیکن سب سے زیادہ اہم بات اسلامی علوم سے ناواقفیت ہے، جس کی وجہ سے ایک عام آدمی ہی نہیں تہذیب یافتہ مسلمانوں کی زبان سے بھی ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جو انہیں دولتِ ایمان سے محروم کر دیتی ہیں۔

اسی لئے اسلامی تعلیمات میں سب سے زیادہ تاکید زبان کی حفاظت کے لئے کی گئی ہے کہ اس عضو کو حرکت میں لانے کے لئے کوئی دشواری پیش نہیں آتی، اور انسان اس کے بے جا استعمال سے دنیا و آخرت کی ہزاروں مشکلات سے دوچار ہو جاتا ہے۔

فقہاءِ کرام نے اس موضوع کو بڑی اہمیت دی ہے اور زبان کی بے احتیاطی سے پیدا ہونے والے نقصانات کو بیان فرمایا ہے۔ ان میں سے سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ایک لحظہ کی غفلت سے انسان آخرت کی منزل سے محروم ہو جائے اور کفر کے دائرہ میں پہنچ جائے۔

عزیز محترم مولانا عبد الرحیم صاحب کشمیری زید مجدہم نے اس موضوع پر ایک قابل قدر کتاب تحریر فرمائی ہے اور ایسے تمام کلمات اور تعبیرات کو یکجا کر دیا ہے جو مسلمان کی لاعلمی اور غفلت کی بنیاد پر اسے دائرۂ کفر میں لے جاتے ہیں۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم اپنے فضل و کرم سے مولف محترم کی محنت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا کرے اور تمام مسلمانوں کو زبان کی حفاظت اور اس کے درست استعمال کی توفیق دے۔ آمین

نعمت اللہ غفرلہ

تقریظ

حضرت مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہ العالی، مفتی و مرتب فتاویٰ، دار العلوم دیوبند

الحمدللہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی سیدالمرسلین و علی آلہ و صحبہ اجمعین. اما بعد

آج کل مسلمانوں میں دینی معلومات کی جو کمی پائی جاتی ہے وہ سبھوں پر ظاہر ہے۔ دن رات کی گفتگو میں مسلمان مرد و عورت ایسے کلمات بول جاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں اور کفر کے دائرہ میں آجاتے ہیں۔ یہ بڑی ہی خطرناک صورتِ حال ہے۔

فقہ و فتاویٰ کی کتابوں میں ایک مستقل باب قائم کر کے ایسے تمام کلماتِ کفر کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اس وقت اردو میں ایسی کوئی قابلِ ذکر کتاب نہیں ہے، جس میں یہ کلماتِ کفر یکجا کر دئے گئے ہوں تاکہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں وہ کتاب دے دی جائے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے مولانا سید عبدالرحیم کشمیری زید مجدہ کو کہ انہوں نے اس کی ضرورت محسوس فرمائی اور فقہ و فتاوی کی مختلف کتابوں سے ان جیسے تمام کلمات کفر کو جمع کرنے کی زحمت گوارہ فرمائی اور ''نعمت ایمان اور اس سے محرومی کے اسباب'' کے نام سے یکجا کرنے کی سعی کی ہے۔ کوئی شبہ نہیں کہ کافی محنت کی ہے۔ افسوس ہے کہ میں پوری کتاب نہیں دیکھ سکا۔ اس لئے کہ مؤلف جلدی میں تھے۔ میں صرف فہرست مضامین پڑھ سکا اور ایک نظر سرسری ڈال لی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائے اور زیر نظر کتاب ان کے لئے زادِ آخرت ثابت ہو۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

طالب دعا: محمد ظفیر الدین غفرلہ

تقریظ

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمی مدظلہ العالی
صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ و اسلامک فقہ اکیڈمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی مولانا سید عبدالرحیم کشمیری دامت برکاتہم کی زیرِ بحث تصنیف ''نعمتِ ایمان اور اس سے محرومی کے اسباب'' کا مسودہ میری نظر سے گزرا۔ میں نے فہرستِ مضامین غور سے دیکھی۔ فہرستِ مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصنیف عقیدۂ توحید کے تعارف اور اس کے لئے ضروری لوازم کی تشریح کرتی ہے۔ توحیدِ ذات، توحیدِ صفات، توحیدِ افعال اور اس کے مقابلہ میں شرک اور شرک کی تمام قسموں پر مولانا محترم نے پوری روشنی ڈالی ہے۔ آج کے زمانہ میں جب کہ شرک چیونٹی کی بے آواز رفتار سے دلوں میں جاگزیں ہوتا جارہا ہے، اس طرح کی وضاحت بے حد ضروری تھی، مولانا نے اکثر معتبر کتبِ حدیث کے حوالہ سے سب کچھ لکھا ہے۔ مجھے یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے فائدہ پہنچائے گا اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مصنف کو اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین

مجاهد الاسلام قاسمی

۷؍محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

رائے گرامی

فقیہ اسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب دام مجدہ ناظم مدرسہ مظاہر علوم وقف سہارنپور
وحضرت مولانا و مفتی مجد القدوس صاحب زیدہ مجدہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم وقف سہارنپور

عزیز گرامی قدر حافظ مولوی مفتی سید عبدالرحیم صاحب، جیلانی کشمیری سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے جو کام انجام دیا ہے، وہ میری دلی خواہش تھی کہ اردو میں بھی باقاعدہ ایسے کلمات اور ان کے شرعی احکام جمع کردئے جائیں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق عطا فرمائی۔ **ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔**
مخدومی حضرت ناظم صاحب دامت برکاتہم نے مسودہ دیکھ کر فرمایا کہ "ماشاء اللہ کافی ذخیرہ جمع کردیا، آپ حضرات ملاحظہ فرمالیں میں نے خود بھی جستہ جستہ دیکھ لیا ہے" چنانچہ احقر نے تقریباً باستیعاب ہی دیکھا اور بعض مقامات پر مشورۃً مختصراً حاشیہ پر لکھ دیا ہے۔ میرے خیال میں اس مجموعہ کا نام "نعمت ایمان و اسلام اور کفریہ کلمات کے شرعی احکام" ہونا چاہئے۔ ماشاء اللہ پوری کتاب معتبر کتب کے حوالہ سے مدلل ومحول ہے جو اعتماد کے لئے کافی ووافی ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف زید فضلہ کو جزائے خیر نصیب فرمائے اور قارئین کو نعمتِ ایمان واسلام کی قدردانی بخشے اور مرتے دم تک استقامت کی دولت سے مالامال رکھے اور ہم سب کو وقتِ موعود آنے پر حسنِ خاتمہ عطا فرمائے۔ آمین

بحکم حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب دامت برکاتہم

مجد القدوس

یکم محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

تقریظ

حضرت مولانا غلام نبی صاحب، قاسمی کشمیری استاذ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم. امابعد

ایمان ہمارے تمام اعمال کی اساس ہے جس کے بغیر ہر عمل بے بنیاد ہے، وہ ہماری سیرابی کا اصل سرچشمہ ہے جس کے فقدان سے ہمارے کاموں کی حقیقت سراب سے زیادہ نہیں رہتی، وہ ہمارے دل کا نور ہے اگر یہ نہ ہو تو پوری زندگی تیرہ و تاریک نظر آئے۔ زیرِ نظر کتاب ایمان اور ایمانیات سے متعلق ایک قیمتی دستاویز ہے۔ مصنف کتاب حضرت مولانا سید عبدالرحیم الحسنی القاسمی زیدہ مجدہ بارہمولہ کشمیر جیسی مردم خیز زمین سے تعلق رکھتے ہیں جس کو علامۃ العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے مدرسہ فیض عام کے نام سے ایک دینی مدرسہ کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ اس کے ساتھ مصنف کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ وہ حضرت مولانا سید عبدالولی علیہ الرحمۃ (جو حکیم الامۃ حضرت تھانویؒ کے فیض یافتہ تھے) کے فرزندِ ارجمند ہیں اور حضرت حکیم الامت ہی کے سلسلہ سے باضابطہ طور وابستہ ہیں۔ راقم سطور خود بھی اس کتاب کے مسودہ کی زیارت اور مطالعہ سے محظوظ و مستفید ہوا اور اپنے دینی بھائیوں کے حق میں بھی یہی خوش فہمی رکھتا ہے کہ وہ ان شاء اللہ اس کتاب کے مطالعہ سے اپنے ایمان کو تازہ کریں گے۔ دعا ہے کہ کتاب ہذا بارگاہ خداوندی میں شرفِ قبول حاصل کرکے نافع خاص و عام ہو اور مصنف زید مجدہ کی صلاحیتوں میں خداتعالیٰ برکت دے۔ زورِ قلم عطا فرمائے اور مزید تحریری، تصنیفی، دعوتی اور علمی خدمات کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

احقر غلام نبی خادمِ حدیث نبوی

۱۸ ذی الحجہ بروز پنجشنبہ ۱۴۲۱ھ

رائے گرامی

حضرت مولانا و مفتی محمد طاہر صاحب دامت برکاتہم مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم!

بلاشبہ ایمان خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ فلاح آخرت اور ابدی نعمتوں کا مدار ایمان ہی پر ہے۔ جنت کی آسائش و آرائش بقاءِ ایمان ہی میں منحصر ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے۔ اس نے انسانوں اور خصوصاً مسلمانوں کو آخرت کی نعمتوں سے محروم کردینے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ اس لئے وہ اپنی تمام طاقت وقوت اس بات پر صَرف کرتا ہے کہ مسلمان کسی طرح ایمان سے محروم ہو جائے اور یہ دولت و نعمت اس سے چھن جائے اور وہ اس کو اپنی سب سے بڑی کامیابی تصور کرتا ہے۔ چنانچہ مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے ایمان پر حملہ کرتا ہے۔ دانستہ و نادانستہ ایسے اقوال و افعال میں مبتلا کر دیتا ہے جن سے ایمان ضائع ہو جائے یا خطرہ میں پڑ جائے اور پھر مسلمان کو اس کا احساس تک نہیں ہونے دیتا۔ بالخصوص جب کہ کفریہ اقوال و افعال سے واقفیت نہ ہو تو شیطان آسانی سے اپنا جال بچھا دیتا ہے اور پھر بہت جلد اس میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے اس کے برعکس آدمی کو اگر کفریہ اقوال و افعال کا علم ہو تو وہ حتی الامکان دامِ شیطانی کا شکار ہونے سے محفوظ و ماموں رہتا ہے۔

چنانچہ عربی کتب فقہ میں اس موضوع پر ایک مستقل باب ہوتا ہے لیکن عربی میں ہونے کی وجہ سے اس کا دائرۂ افادہ علماء اور عربی داں حضرات تک ہی محدود

رہتا ہے۔ عوام الناس اس سے قطعاً ناآشنا ہوتے ہیں۔ نتیجتاً باآسانی دام شیطانی کا شکار ہو کر گمراہ ہو جاتے ہیں اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ لہذا ضرورت تھی اس بات کی کہ اردو میں اس کا خلاصہ ایک ایسے رسالہ کی شکل میں پیش کر دیا جائے جو کفریہ اقوال و افعال کے ساتھ ساتھ ایمان و یقین کی معرفت و اہمیت اور کفر و شرک کی حقیقت و مذمّت پر محیط و حاوی ہو جس کو پڑھ کر عوام الناس مکائدِ شیطانی سے محفوظ رہیں اور گمراہی سے بچ سکیں۔

لائق ستائش ہیں محترم مولانا عبدالرحیم کشمیری زیدہ مجدہ جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور زیر نظر رسالہ تالیف فرما کر اس اہم ضرورت کی احسن طریقہ پر تکمیل فرمائی۔ خدائے تعالیٰ اس رسالہ کو مسلمانوں کے ایمان کے لئے ذریعۂ حفاظت اور ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

ایمان کی حقیقت و اہمیت، اس کے شرائط، ایمان پر اثر انداز ہونے والے اقوال و افعال، کفر و شرک کی حقیقت و مذمت، اس کے اقسام، تکفیر کے اصول نیز حسنِ خاتمہ کی دولت کی قدر و منزلت اور اس کے حصول کے لئے اعمال و ہدایات جیسے اہم مضامین کے ساتھ ساتھ حسنِ ترتیب، اعتدالِ بیانی اور افراط و تفریط سے اجتنابِ کلّی نے رسالہ کی افادیت میں اضافہ کر دیا ہے۔ راقم الحروف دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس علمی کاوش کو شرفِ قبول سے ہمکنار کرے اور اسے مفید عام و نافع تام بنائے۔ آمین

العبد محمد طاہر

تاثرات

حضرت مولانا و مفتی محمد عبداللہ صاحب کشمیری زیدہ مجدہ، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمان کے پاس سب سے اہم اور بڑی دولت اور نعمت ایمان ہے جو اس کو اپنے مال و دولت، اعزّہ و اقارب حتی کہ اپنی جان سے بھی عزیز تر ہے مگر یہ اپنی لاعلمی اور ناواقفیت کی وجہ سے بسا اوقات یہ عزیز تر دولت و نعمت بھی کھو دیتا ہے اور اسے پتہ تک بھی نہیں ہوتا۔ علامہ اقبالؒ نے سچ فرمایا ہے:

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اسی نومِ غفلت سے بیداری کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے جس کی تالیف کی سعادت حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم کشمیری سلمہ نے حاصل کی ہے۔ اس کتاب میں نعمتِ ایمان کے فضائل، اس کی حفاظت کے طریقے اور اس دولتِ عظمیٰ سے محرومی کے اسباب۔ مولف سلمہ نے بیان فرما کر اس اہم ذمہ داری کو انجام دیا ہے۔ بندہ نے اس کتاب کو از اوّل تا آخر غور سے دیکھا ہے اور بعض جگہ ترمیم کا بھی مشورہ دیا ہے جس کو مؤلف سلمہ نے خندہ پیشانی سے قبول فرمایا ہے۔ الحمدللہ اپنے موضوع کے اعتبار سے کامل و مکمل کتاب ہے۔ تقریباً ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری محسوس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلف کی اس مخلصانہ محنت کو قبولیت سے نوازے اور امت مسلمہ کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

العبد محمد عبداللہ کشمیری

رائے گرامی

حضرت مولانا و مفتی حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ، صدر مفتی دار العلوم، دیو بند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین و علی آلہ و صحبہ اجمعین. وبعد

انسان کے لئے ایمان ایسی گرانقدر نعمت ہے کہ اس کی بدولت وہ رفعت و بلندی کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے، عزت و احترام اور قدر و منزلت میں بامِ ثریا تک پہنچ جاتا ہے۔ جنت جیسی لازوال عیش و آرام کی جگہ کا حقدار اور خداوند قدوس کا محبوب بن جاتا ہے، اس کی زندگی نہایت پاکیزہ ہو جاتی ہے۔

اس کے برخلاف کفر و شرک ایسی گندگی ہے کہ اس میں پھنس جانے کے بعد آدمی کے عقائد و خیالات، اعمال و اخلاق، ظاہر و باطن سب ہی گندے ہو جاتے ہیں۔ اپنے مالکِ حقیقی کا احسان فراموش، پتھروں، درختوں، آگ اور دیگر حقیر اشیاء کا پجاری بن جاتا ہے اور خدا کی نگاہ میں ذلیل و نکما ہو کر جہنم کے دائمی عذاب کا حقدار ہو جاتا ہے۔

زیر نظر کتاب ''نعمتِ ایمان'' میں مؤلف نے ایمان اور کفر و شرک کی حقیقت، ایمان کی خوبیاں، اس پر مرتب ہونے والے نتائج و ثمرات، نیز کفر و شرک کے نقصانات، اس سے دنیا و آخرت دونوں جہاں میں ناکامی کو خوب واضح طریقہ پر تحریر فرمایا ہے۔ عقلی اور نقلی دونوں قسم کے دلائل سے مدلل کیا ہے اور ماشاء اللہ اپنی اس کوشش میں بڑی حد تک کامیاب ہیں۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس محنت کو قبول فرمائے، اس میں خیر و برکت عطا فرمائے۔ اسے لوگوں کے لئے نفع بخش بنائے اور مؤلف کے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین

حبیب الرحمٰن خیرآبادی عفا اللہ عنہ

خادم دار الافتاء دار العلوم، دیو بند

تقریظ

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب زید مجدہ ناظم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد، دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان دنیا میں پہلے نہیں تھا۔ وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اس نے خود اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا، وہ اس کائنات میں ہمیشہ نہیں رہے گا، بلکہ ایک نہ ایک دن اسے اس دنیا سے رخصت ہو جانا ہے۔ اس دنیا سے رخصت ہو کر وہ کہاں جائے گا؟ اسے یہ بھی معلوم نہیں، نہ یہ معلوم کہ وہ پیدا ہونے سے پہلے کہاں تھا؟ نہ اسے اس کی خبر ہے کہ اس دنیائے آب وگل میں اسے کس نے بھیجا ہے؟ اور کیوں بھیجا ہے؟ ---- یہ سوالات ہر سنجیدہ انسان کے ذہن میں ابھرتے ہیں، لیکن اس کا جواب کون دے؟ انسان کوئی بھی ہو، ان سوالات کا خود جواب دینے سے قاصر ہے اور دوسری مخلوقات تو اپنے فہم وشعور میں انسان سے بھی کمتر ہیں، وہ اس کا کیا جواب دے سکتی ہیں!

انہیں سوالات کے جواب کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں ہی میں سے اپنے منتخب بندوں کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور ان کے ذریعہ اپنی کتابیں نازل فرمائیں۔ اسی سلسلہ نبوت کی آخری کڑی پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ ہیں۔ یہ آسمانی کتابیں ہمیں انہی ان سوالات کا جواب دیتی ہیں، کہ ہمیں اور اس پوری کائنات کو خدا نے ایک منصوبہ کے تحت پیدا فرمایا ہے ہے۔ ہم اس دنیا میں اس کے احکام کی اطاعت کریں اور جن باتوں سے ہمیں اللہ نے بچنے کا حکم دیا ہے، ان سے اجتناب کریں، خدا ہی ہمیں موت دیتا ہے اور موت کے ذریعہ ہم عمل کی دنیا سے جزاوسزا کی دنیا کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس نے ہماری ہدایت کے لئے انبیاء کو مبعوث فرمایا اور فرشتوں کے ذریعہ ان تک اور ان کے ذریعہ ہم تک اپنی کتابیں بھیجیں ---
انہیں حقیقتوں کو ماننے کا نام ایمان اور ان کا صراحتہً یا بالواسطہ انکار کفر ہے۔

عبادات اور عملی زندگی کے دوسرے احکام سے متعلق تو بہت سی کتابیں منظر عام پر آتی رہتی ہیں، لیکن بدقسمتی سے ایمانیات پر کم لکھا گیا ہے اور اس پہلو پر کم توجہ دی گئی ہے، محبت

گرامی قدر جناب مولانا عبدالرحیم کشمیری زیدت حسناتہ کواللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس جانب توجہ کی اور یہ اہم کتاب تالیف فرمائی جس میں اسلام اور ایمان کی حقیقت، ایمان کے لئے شرائط، قرآن وحدیث کی روشنی میں ایمان اور صاحبِ ایمان کا درجہ و مقام، کفر کی حقیقت، کفر کی اقسام اور کفار ومشرکین کے بارے میں اللہ اور رسول ﷺ کے ارشادات، شرک کی اقسام، ایمان سے محروم کردینے والے کلمات و اعمال اور ایمان پر استقامت اور حسنِ خاتمہ کے لئے احادیث صحیحہ سے ثابت اعمال وافعال پر روشنی ڈالنے کے علاوہ، تکفیر کے اصول بیان کئے گئے ہیں اور اس سلسلہ میں افراط وتفریط سے بچنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے نیز ارتداد اور اس کی اقسام وشرائط پر گفتگو کرتے ہوئے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ ضروریاتِ دین کا انکار یا ان کی بے جا تاویل بھی موجبِ کفر ہے اور اسی پس منظر میں اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ ضروریاتِ دین کیا کیا ہیں اور تواتر کی کیا کیا صورتیں ہیں۔اس سلسلہ میں مصنف نے خاتم المحدّثین علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی وہ تحقیق بھی پیش کی ہے جو حدیثِ متواتر کے دائرہ کو وسیع کرتی ہے اور جس سے بہت سی علمی اور فقہی مشکلات کی عقدہ کشائی ہوتی ہے۔مصنف نے اس ذیل میں ان گمراہ فرقوں کا بھی ذکر کیا ہے جو اپنے آپ کو مسلمان اور اہل قبلہ قرار دیتے ہیں لیکن درحقیقت وہ دین کی ضروریات اور قطعیات کے منکر ہیں۔اور مسلمانوں کو ان کے دامِ ہم رنگِ زمین سے بچانا زیادہ ضروری ہے کیونکہ ان کے ظاہری طور وطریق کی وجہ سے بھولے بھالے مسلمان بھی غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

راقم الحروف کو چونکہ دورانِ سفر مسودہ دیکھنے کا موقع ملا، اس لئے جستہ جستہ مختلف مقامات سے ہی مسودہ کو دیکھ سکا لیکن اندازہ ہوا کہ مصنف نے ایک مفید، علمی اور دینی خدمت انجام دی ہے۔مصنف دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور ایک دینی درسگاہ کے استاذ ہیں اور ماشاء اللہ اعلیٰ علمی ذوق رکھتے ہیں۔دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف سے زیادہ سے زیادہ علم اور دین کی خدمت لے۔وباللہ التوفیق و ھو المستعان

خالد سیف اللہ رحمانی

(خادم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد)

تاثرات

حضرت مولانا و مفتی نذیر احمد صاحب قاسمی مفتی دار العلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

انسان کو اللہ تعالی نے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، یہ نعمتیں مادی بھی ہیں اور روحانی بھی، عمومی بھی ہیں اور خصوصی بھی، ظاہری بھی ہیں اور معنوی بھی۔ ان نعمتوں میں حقیقی اور کامل، لازوال اور خود خالق کی نظر میں سب سے بڑھکر ''نعمت ایمان'' ہے اسی لئے اس نعمت کو عام کرنے، اسکی معرفت پیدا کرنے اور اس کے مقتضیات و ثمرات کو سمجھانے کے لئے اللہ نے انبیاء کرام علیہم السلام کا عظیم الشان سلسلہ قائم فرمایا اسی غرض کے لئے کتابیں نازل فرمائیں، اسی نعمت سے سرفراز کرنے کے لئے انسان کو عقل و شعور ودیعت فرمائی اور جب تک یہ نعمت دنیا میں باقی ہے چاہے کسی ایک ہی فرد کے پاس ہی کیوں نہ ہو تو یہ سارا نظام برقرار و باقی ہے اور جب وہ آخری ایمان والا بھی دنیا سے رخصت ہوگا تو اس کا رخصت ہونا اس کائنات کے فنا کا اعلان ہے حدیث مبارک ہے:

لاتقوم الساعة حتی لا یقال فی الارض اللّٰہ اللّٰہ. (مسلم)

اگر انسان کو یہ نعمت مل گئی تو اسے سب بڑی نعمت مل گئی۔ چاہے وہ دنیا کی دیگر مادی نعمتوں، اسباب آسائش و آرائش سے کتنا ہی تہی دست کیوں نہ ہو اور جو اس نعمت سے محروم رہا، چاہے وہ ہفت اقلیم پر قابض ہو، اور چاہے بظاہر کتنا ہی نازاں و فرحاں کیوں نہ ہو اس کے لیے آخرت میں حرمان و خسران ہی ہے۔

ہمارے رفیق محترم جناب مولانا سید عبد الرحیم صاحب کو اللہ جل شانہ جزائے خیر توفیقِ مزید اور عنایت خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے اس اہم ترین موضوع پر نہایت دل

سوزی وفکرمندی سے قلم اٹھایا۔اور مضمون کو جامعیت سے،حزم واحتیاط سے، آیات قرآنی اور احادیث شریفہ کے استناد سے اور مستند کتب فقہیہ کے حوالہ جات سے مزین کر کے مرتب کیا۔ دلنشین اسلوب، سلیس زبان، عام فہم نہج، اعتماد وتصلّب کے ساتھ حدود کی رعایت کرتے ہوئے نہایت اعتدال وتوازن کا طرز اپنایا اور اس طرح یہ کتاب ترتیب دی فجزاہ اللہ خیر الجزاء

امت کا غالب تر طبقہ، اور خاص کروہ طبقہ جو مروجہ علوم کی تعلیم گاہوں سے وابستہ ہے اور ایمان وایمانیات سے نہ واسطہ ہے نہ وابستگی، نیز عامۃ المسلمین کا وہ طبقہ جو سواد اعظم ہے ایمان کے متعلق ان تصریحات، توضیحات اور تنبیہات کا شدید اور بے حد محتاج ہے جو اس کتاب کا موضوع ہیں۔

ایمان کی حقیقت، اسکی عظمت سے لاعلمی اور خود اہل ایمان کی نظر میں اس نعمت کے کم اہم یا بعضوں کے یہاں غیر اہم ہونے کی نہایت دردناک اور پوری امت کے لئے بہت ہی المناک وہ صورتحال ہے کہ کہیں عیسائی مبلغین اور ان کی مشنیر یاں ہیں اور کہیں مرزائی اور انکی طرف سے پیش کی جانے والی طرح طرح کی لالچیں اور منافع دنیویہ کے نوع بنوع کی پیشکشیں ہیں تاکہ اہلِ ایمان سے اس کا ایمان چھین سکیں اور مسلمانوں کے اندر اس طرح کے واقعات پائے جانے کے نتیجے میں ان کی سرگرمیاں اور بھی بڑھتی جاتی ہیں بعض دفعہ مسلمان وقتی منافع کا حصول خصوصا معاشی استحکام اور زر وزن کو یہ سوچ کر قبول کر لیتا ہے کہ وقتی طور پر ایمان سے ہاتھ بھی دھونا پڑے تو شاید یہ کوئی بڑا نقصان نہیں اور کتنے ہی مسلمان اپنی اولاد کو صرف اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے دھوکہ میں ایسے ماحول میں پہونچانا بڑی کامیابی سمجھتے ہیں جہاں یہ نسل نو اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر معاشی طور پر تو شاید مطمئن ہوگا مگر نعمت ایمان بھی باقی رہ جائے گی یا نہیں اس کی فکر نہ والدین کو ہے نہ خود اولاد کو۔

ایسی صورت حال میں ایمان کی عظمت قلوب میں راسخ کرنا اور اس نعمت پر استقامت اور ثبات کا جذبہ پیدا کرنا وقت کا اہم ترین فریضہ ہے اس لئے کہ کوئی صاحب ایمان اپنی معاشی تنگدستی کی بنا پر، یا کسی دینوی منفعت کی حرص میں یا ایمانیات سے لاعلمی کی بنا پر مرتد ہو جائے امت کے لئے اس سے بڑا امر حلہ، غم اور کیا ہو سکتا ہے۔

زیر نظر کتاب اس پہلو کے اعتبار سے بھی امید ہے مفید تر ثابت ہوگی کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ کی سعادت تو اب انشاء اللہ طباعت کے بعد ہی ہوگی لیکن مصنف کی زبانی بیان کردہ تفصیلات اور فہرست مضامین کو دیکھنے سے یہ تصورات دوران سفر ارتجالاً لکھے گئے۔ اللہ تعالیٰ افراط وتفریط سے حفاظت فرمائے، کتاب کو نافع بنائے اور زیادہ سے زیادہ اہل ایمان کے لئے حفاظت ایمان، زیادتیٔ ایمان اور اشاعت ایمان کا ذریعہ بنائے آمین۔

نذیر احمد

۲۳ محرم ۱۴۲۲ھ

تقریظ

حضرت مولانا و مفتی مظفر حسین صاحب قاسمی مفتی دار العلوم سوپور کشمیر

تمام انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور بندے کا کام یہ ہے کہ وہ بندگی کرے اور جو بندہ بندگی نہ کرے وہ بندہ کہلانے کا مستحق نہیں ہے جیسے تاجر جو تجارت نہ کرے تاجر کہلانے کا حقدار نہیں ہے اور اللہ کی بندگی یہ ہے کہ خدا کو خدا مانے اور رسول کو رسول جانے۔ اور خدا کو خدا ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اسی کا نام توحید ہے اس کی ضد شرک ہے اور رسول ماننے کے معنی یہ ہیں کہ اسی کے راستہ پر چلے اسی کا نام سنت ہے اور اس کے مقابل کی چیز کو بدعت کہتے ہیں گویا بندگی توحید و سنت کا نام ہے اور اسی کا ہمیں حکم بھی دیا گیا ہے اور اس کے برخلاف شرک و بدعت سے اجتناب کے ہم مامور ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انبیاء علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً توحید و سنت کی ترویج اور شرک و بدعت کی قباحت بیان کرنے کے لئے بھیجتے رہے۔ اور یہ سلسلہ حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا۔ البتہ ان کی امت کو خیر امت کے عظیم لقب سے ملقب کرتے ہوئے ان پر یہ ذمہ داری ڈالدی کہ وہ انبیاءؑ کی تعلیم کو پیغمبرانہ طریقہ پر لوگوں تک پہنچاتے رہیں اور واضح الفاظ میں ان سے کہا گیا کہ خیر امت کا عظیم لقب اسی صورت میں ان کے ساتھ لگا رہے گا جب تک کہ وہ ایمان کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔

ظاہر ہے کہ یہ کام وہ ہی حضرات کر سکتے ہیں جو معروف و منکر کا علم رکھتے اور قرآن وسنت سے باخبر ہونے کے ساتھ ذی ہوش اور موقع شناس ہوں ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی معروف کو منکر یا منکر کو معروف خیال کر کے بجائے اصلاح کے سارا نظام ہی مختل کر دے یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کے

حدوث کا موجب ہو جائے یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کے موقعہ میں نرمی برتنے لگے۔

(تفسیر عثمانی ص:۸۱)

لیکن امر بالمعروف کے مقابلے میں نہی عن المنکر کا کام اہم بھی ہے اور مشکل بھی ہے اور منکر (برے کاموں) میں کفر، شرک، بدعات، رسوم قبیحہ، فسق وفجور اور ہر قسم کی بداخلاقی اور نامعقول باتیں شامل ہیں ان سے روکنا بھی کئی طرح ہوگا کبھی زبان سے کبھی ہاتھ سے کبھی قلم سے کبھی تلوار سے غرض ہر قسم کا جہاد اس میں داخل ہے یہ صفت جس قدر عموم و اہتمام سے امت محمدیہ علیہ میں پائی گئی پہلی امتوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی (تفسیر عثمانی، ص ۸۲)

لیکن بدقسمتی سے کچھ عرصہ سے امت محمدیہ میں مجموعی طور پر امر بالمعروف پر جس قدر محنت ہو رہی ہے نہی عن المنکر کی طرف اتنی توجہ نہیں دی جارہی ہے اور دین کا کام کرنے والی مختلف جماعتیں یا تو اس کا نام مصلحت رکھتی ہیں یا منکرات کے شیوع کے سامنے انہوں نے سپر ہی ڈال دی ہے۔ ایسے وقت میں جب منکرات کا منکر ہونا بھی ذہنوں سے محو ہو چکا ہو ان کی اصلاح کے لیے قلمی یا لسانی جہاد کرنا جہاد اکبر ہوگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے ''مخلص رفیق'' دارالعلوم دیوبند کے ذی استعداد فاضل جن کو اللہ تعالیٰ نے گونا گوں فضائل وکمالات سے نوازا ہے جن کو باپ کی طرف سے توحید وسنت کی حمایت اور شرک وبدعت کی نفرت ورثہ میں ملی ہے اور اس کو مزید جلا ان کے مرشد ''حضرت مولانا ابرار الحق صاحب زید مجدہ' خلیفہ اجل مجددِ ملّت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی صحبت بابرکت ومُربّیانہ تربیت نے بخشی'' نے ان منکرات کے خلاف حالات کو نظر انداز کرتے ہوئے قلم اٹھایا جو اس طرح ہماری (عوام وخواص) کی زندگیوں میں رچ بس گئے ہیں کہ علماء بھی اس کتاب کو پڑھ کر حیرت میں پڑیں گے کہ روز مرّہ کتنی ایسی باتیں ارادی اور غیر ارادی ہنسی مذاق کے طور پر ہماری اور عوام الناس کے زبانوں سے صادر ہوتی ہیں جنسے ہمارا ایمان بھی سالم نہیں رہتا ہے اور ہمیں خبر بھی

نہیں ہوتی اسی وجہ سے علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ ''ان الفاظ کا جاننا فرض ہے جو نکاح کو حرام کرنے والے ہیں اور جو کفر تک پہنچاتے ہیں'' (تاکہ انسان ان سے بچ جائے اور کفر سے محفوظ رہے) علامہ شامیؒ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اس زمانے میں ان چیزوں کا جاننا بہت زیادہ ضروری ہے اس لئے کہ عوام الناس کو ایسے الفاظ بہت کثرت سے کہتے ہوئے سنتے ہیں جو موجبِ کفر ہیں حالانکہ انکو اس کا پتہ بھی نہیں چلتا ہے اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ عام آدمی روزانہ ایمان کی تجدید کیا کرے اور دو گواہوں کے سامنے ہر ماہ میں ایک دو مرتبہ تجدیدِ نکاح بھی کرے کیونکہ ایسی غلطیاں اگرچہ مردوں سے صادر نہیں ہوتی ہیں لیکن عورتوں سے ان کا صدور بہت زیادہ ہوتا ہے (شامی ج:۱ص:۴۲)

فاضل مُرتّب نے کتاب کو محض حسنِ ظن کی بنا پر میرے پاس بھیجا میں نے حکم کی تعمیل میں پوری کتاب کو غور سے دیکھا حوالجات کو ملایا محوّلہ کتب کے علاوہ دیگر کتابوں میں بھی مسائل کو بار بار دیکھا مجھے حیرت ہوئی کہ انہوں نے کتنی محنت سے مختلف کتابوں سے منتخب کر کے مسائل کو چن لیا اور حسین گلدستہ کی شکل میں سب سے احوط قول کو اختیار کر کے عوام الناس کے سامنے ایک ایسی چیز پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جس سے ان کے سب سے عظیم وعزیز سرمایہ یعنی ''ایمان'' کی حفاظت ہوگی میں نے اپنے ناقص مطالعہ کی حد تک مؤلف کے حکم واصرار پر کچھ مشورے بھی دیئے ہیں۔امید ہے کہ ناظرین اس کے مطالعہ سے اپنی زندگی اور خاص کر اپنے ایمان کا فکر کرتے ہوئے مؤلف کا شکریہ ادا کریں گے البتہ دو باتوں کا ناظرین خاص خیال رکھیں۔

(۱) چونکہ ناواقفیت کی بنا پر روزمرہ موجبِ کفر باتیں عوام الناس سے صادر ہوتی رہتی ہیں اس لئے کتاب پڑھکر کوئی یہ نہ کہے کہ ہم کو کافر بنایا جارہا ہے بلکہ مؤلف کا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگ آئندہ ایسی باتوں سے احتراز کریں جو مسلمانوں کو دائرہ ایمان سے خارج

کرتی ہیں۔اس کی مثال بالکل یہ ہی ہے کہ ایک کینسر کا مریض ''جسکو اپنی بیماری کا علم نہیں ہے'' ڈاکٹر کے پاس جائے ڈاکٹر نے اس کو اس مہلک بیماری کی خبر دی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ڈاکٹر کے کہنے کی وجہ سے وہ کینسر میں مبتلا ہوا بلکہ یوں کہنا صحیح ہے کہ ڈاکٹر نے اسکے اندر موجود بیماری کی اس کو خبر دی۔

(۲) اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اگر کتاب میں موجود موجبِ کفر الفاظ کا صدور کسی مسلمان سے ہوتے ہوئے آپ دیکھیں تو از خود مفتی بنکر آپ اس پر کفر کا حکم چسپاں نہ کریں بلکہ اسکو کسی دیندار صاحبِ علم مفتی کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیں وہ خود معاملہ کی چھان بین کر کے اس کو شرعی حکم سے باخبر کرینگے۔

آخر میں میں مؤلف موصوف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ کتاب لکھکر ایک عظیم فریضہ انجام دیا ہے کیونکہ میرے محدود مطالعہ میں اردو زبان میں اس طرح کی جامع کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ مؤلف کے علم وعمر میں برکت دے اور اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ مفید بنائے آمین یارب العالمین

مظفر حسین قاسمی تجر شریف
استاد دار العلوم سوپور کشمیر

مقدمہ

ابن انورؒ حضرت مولانا انظر شاہ صاحب دام ظلہ شیخ الحدیث، دار العلوم وقف دیو بند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اللہ مظاہرِ قدرت میں کیسے کیسے عجائبات انسان کی عبرت کے لئے مہیا کردیے ہیں۔ نعمت کے پہلو بہ پہلو زحمت، زحمتوں کے دوش بہ دوش رحمت وانعام، غربت وافلاس اوراس کے آہنی پنجے، لیکن اس میں بھی رحمت موجود، عمارت وریاست کے ٹھاٹھ باٹھ لیکن حکمت اس میں بھی جلوہ ریز، یاد کیجئے اس حدیث کو کہ ''بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے لئے اگر شاہانہ دستر خوان مہیا نہ ہو تو کفر پر اتر آئیں جب کہ بعض سیر شکمی سے ہی محروم، لیکن ان کا یہ حال، یہ نکبت، یہ تنگ حالی، ان کے ایمان کے تحفظ کا ذریعہ'' بیماری، تطہیر ذنوب کا زینہ، صحت وتندرستی پر شکر کا مطالبہ، آگ کھانا پکار ہی ہے، یہ ہی بڑھ جائے تو بستیوں کو خاکستر کردے۔ پانی حیات کا سر چشمہ، طغیانی وتموّج پیدا ہو تو قریوں کو اُلٹ کرر کھ دے۔ ہوائیں روح افزا لیکن صرصر بنتی ہیں تو نباتات وحیوانات کو جھلسا کر رکھتی ہیں۔ اور تو اور ''علم'' سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ ہدایت کے دروازے یہاں سے واہوتے ہیں، قلب و دماغ کے لئے آبشار یہاں موجود لیکن یہی علم کبھی موجبِ ضلال تو کبھی سببِ زوال۔ بَل اَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلیٰ عِلم ۔۳۲ دانتوں میں محفوظ، پھر اس پر لبوں کا غلاف، لیکن اندر ایک ڈیڑھ انگل کا ٹکڑا، کس درجہ کار آمد اور کتنا نقصان رساں، یہ ہی زبان دوست بناتی ہے۔ یہی دشمنوں کا حلقہ تیار کرتی ہے۔ یہی شکر بار، یہی زہر کے قطرے ٹپکانے والی، کلمہ طیبہ اس

پر جاری ہو تو نجات، کفریہ کلمات کی ترجمان بن جائے تو "السعیر" کی سیڑھی، خدا نے تو محفوظ کیا تھا اور محفوظ رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ ہم اور آپ نے اسے آزاد کیا بلکہ بے لگام، کبھی اسی زبان سے ایسا کلمہ نکل گیا جس نے دین و دنیا کو آراستہ کیا، بے شعوری میں کوئی ایسی بات نکلی، جس سے سرمایۂ ایمان لٹا۔ یقین کی پونجی تاراج ہوئی، عقائد کی دنیا میں ایسا تہلکہ مچا جو زلزلے سے زیادہ خطرناک، طوفانوں سے بڑھ کر خوف ناک، امنڈتے ہوئے سیلاب سے بڑھ کر تباہ کن، لیکن بربادی، تباہی، بلاکتوں کا احساس ہم کو نہیں۔ سچ کہا کہنے والے نے "وَاَنتُم لَا تَشعُرُونَ."

مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب قاسمی کشمیری نے اچھا کیا کہ ان کے قلم کی جولانیاں مفید موضوع کو ڈھونڈ نکالنے میں کامیاب ہوئیں۔ ایمان و اسلام، عمل کو سمجھاتے ہوئے صرف سمجھانا نہیں بلکہ تحقیقی مضامین، مدلل مزّین، مضبوط و مستحکم پھر ان کلماتِ کفریہ کی تفصیل بلکہ طویل و عریض فہرست، جو بلا تامل زبان پر آتے ہیں اور ایمان کو گھن کی طرح لگتے ہیں۔ اس موضوع پر پہلے بھی بہت لکھا جا چکا لیکن مؤلف نے جم کر لکھا اور خوب لکھا۔ خدا تعالیٰ قبولیت و محبوبیت عطا فرمائے اور نافع خلائق بنائے۔ آمین

یہ اس لئے کہ ارشاد ہے مَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَن یَّشَاءَ اللّٰہُ کشمیر کے ماحول میں اس تالیف کی ضرورت تھی، دین سے دوری، علم سے ناآشنائی، ایمان و ایمانیات سے بے خبری، کے تاریک تر ماحول میں دعاء ہے کہ یہ قندیلِ آسمانی برابر روشن رہے۔

و ما ذلک علی اللہ بعزیز

حضرت مولانا (انظرشاہ) صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للّٰہ رب العٰلمین، رافع درجات المومنین و موھن کید الکافرین و الصلوۃ و السلام علی خاتم النبیین امام الموحدین و المتقین وقامع اساس الکفرۃ والظالمین وعلی آلہ وصحبہ الذین اھتدوا بھدیہ و قاموا باحیاء سنتہ و نشر دعوتہ الی الناس اجمعین و علی منِ اتبعھم باحسان ونَفَوُا عن الدین تحریف الغالین وانتحال المبطلین و تاویل الجاھلین الی یوم الدین -- اما بعد

انسان خالقِ کائنات کی تخلیق کا عظیم الشان شاہکار ہے جسے اس نے بے پناہ صلاحیتوں، ظاہری اور باطنی کمالات وخوبیوں اور اپنی خلافت و نیابت کی خصوصیات و امتیازات کے ساتھ پیدا کیا چنانچہ کارخانۂ عالم میں موجود دیگر تمام مخلوقات پر نہ صرف اسے فوقیت وفضیلت بخشی بلکہ انہیں اس کا خادم و مطیع بنا کر اس پر واضح کر دیا کہ تیرا مقام و مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ تیری جبینِ نیاز صرف خدائے واحد کے سامنے ہی جھکنی چاہیے، تیری عبادت واطاعت صرف اسی کے لئے خاص ہونی چاہیے اور تیرا اعتماد وبھروسہ صرف اسی کی ذات پر ہونا چاہیے، تجھے امید ہو تو اسی سے، ڈر ہو تو اسی کا، محبت ہو تو اسی کی اور اسی کے لئے اور عداوت ہو تو اسی کی وجہ سے، تو دے تو صرف اسی کی خاطر اور محروم کرے تو اسی کے حکم کے تحت، تو لڑے تو صرف اسی کی رضا کے لئے اور صلح کرے تو صرف اس کے کہنے پر، تو جئے تو اس کے دین کی سربلندی کے لئے اور مرے تو اس کے نام کی عظمت پر۔ اب اگر تو

اپنے مقام ورفعت کو پہچان کر اس کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہو گیا تو
"یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں"، لیکن اگر تو معرفتِ خداوندی سے نابلد
عرفان ذات سے محروم اور اپنے مرتبہ وعظمت سے غافل ہو کر خدا کی دیگر مخلوقات (جو
درحقیقت تجھ سے ادنیٰ اور تیرے خادم ہیں) کی چوکھٹ پر سر رگڑنے لگا، ان سے خدا کی
طرح حاجات، مرادیں اور بھیک مانگنے لگا اور خدا کو چھوڑ کر ان کی محبت، اطاعت، لالچ، اور
خوف میں گرفتار ہو گیا تو ایسا کر کے تو نے نہ صرف یہ کہ اپنے خالق و مالک کے ساتھ بدترین
بغاوت و نمک حرامی کی بلکہ اگر تجھے شعور، فہم اور اچھے و برے میں تمیز کا ذرا بھی سلیقہ حاصل
ہے تو یاد رکھ: تو نے خود اپنی ہی ذات پر اتنا ظلم کیا اور اپنی حیثیت و مرتبہ کو اتنا مجروح و پست کر
دیا کہ تیرے یہ جھوٹے معبود بھی تجھ پر لعنت بھیجتے ہونگے اور تیری غدّاری و بے فائی سے
شرمندہ و خوف زدہ ہو کر تھرّا رہے ہونگے، کائنات کا سارا نظام تیرے اس جور و فساد اور
گستاخانہ و باغیانہ جسارت کو دیکھ کر ہیبتِ خداوندی سے لرزہ براندام ہوگا اور خدا کی زمین
جس کے سینے پر چڑھ کر تو یہ ڈھٹائی اور کمینہ پن دکھا رہا ہے، شق ہو کر تجھے نگلنے اور بے غیرتی
کا مزا چکھانے کے لئے بے تاب ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تو خود اپنی ہی نظروں سے گر
جائے گا جو کہ ذلت و پستی کی بالکل آخری حد ہے اور اس حد سے آگے ذلت و پستی، غداری
و بے وفائی اور خود فراموشی و خدا فراموشی کا مزید تصور بھی ممکن نہیں۔ چنانچہ انسان جس پاکیزہ
فطرت، عقل و شعور اور جذبۂ حق شناسی سے آراستہ کر کے اس کارگاہِ حیات میں بھیجا گیا ہے
اگر نفس و شیطان کی فریب کاریاں اور خارجی عوامل اس فطرتِ سلیمہ کو مسخ، عقل و شعور کو کند اور
جذبۂ حق شناسی کو ختم نہ کر دیں تو اسے "اَلَسْتُ بِرَبِّکُم" کے جواب میں "قَالُوْا بَلٰی" کے
عہد و میثاق کی یاد دہانی کی چنداں ضرورت نہ تھی مگر ربّ کائنات نے اس کے ضعف و نسیان
کی رعایت اور اپنی بے پناہ رحمت و محبت کا کچھ ایسا اظہار فرمایا کہ خود انسانوں میں سے ہی

اپنے برگزیدہ بندوں کو پے در پے بھیج کر معبودِ حقیقی کی معرفت، اس کی اطاعت و بندگی، پیغمبروں کی مخلصانہ اتباع و پیروی اور اپنے عظیم مقام و مرتبہ کو پہچان کر خدا سے کیے ہوئے عہدِ وفا کی پاسداری کی بار بار یاد دہانی کرائی جس کا سلسلہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم الانبیاء حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تک برابر جاری رہا اور جن خوش نصیب انسانوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوتِ ایمان، توحید، رسالت و آخرت اور دعوتِ اتباع واطاعت کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا، وہ دنیا میں بھی سرخرو ہو کر پاکیزہ اور امن و عافیت سے بھر پور زندگی گذار کر چلے گئے اور آخرت میں بھی ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے وہ سامان ان کے منتظر ہیں جو ان کے تصور اور وہم و گمان سے بھی بالاتر ہیں لیکن جو ظالم و احسان فراموش نفس و شیطان کے پھندے میں پھنس کر، خداوندِ قدوس کے بھیجے ہوئے رسولوں کے خلاف صف آرا ہو کر اپنے عہدِ وفا سے مکر گئے اور خدا کی زمین پر شرک و کفر اور ظلم و فساد برپا کرتے رہے، ان کے عبرتناک انجام اور تباہی و بربادی کی سرگذشت نہ صرف خدا کی آخری اور سچی کتاب قرآن مقدس میں ہی موجود ہے بلکہ عاؔد و ثموؔد کی اجڑی ہوئی بستیاں قومِ لوؔط وارؔم کے بے نام ونشان مسکن، باؔبل و مدیؔن کے وحشتناک کھنڈرات اور ''اَنَا رَبُّکُمُ الاَعْلٰی'' کی متکبرانہ و گستاخانہ صدائیں لگانے والے فرعون کا مسخ شدہ لاشہ خارجی طور پر آج بھی عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے منکروں، مشرکوں، ملحدوں اور بے دینوں و کافروں کے اس دنیا میں ہی کیفرِ کردار تک پہنچنے کے منہ بولتے ثبوت پیش کر رہے ہیں جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ ''نعمتِ ایمان'' کو قبول کر کے اس کی قدر کرنے والوں اور اس کے تقاضے پورے کرنے والوں کو اگر چہ اس چند روزہ زندگی میں مصائب و آلام سے بھی گذرنا پڑے، دنیا کی ظاہری چمک دمک اور ٹھاٹھ باٹھ و عیش آرام سے اگر چہ وہ تہی دست ہوں اور اہلِ دنیا کے نزدیک اگر چہ ان کو اپنی حیثیت اور مرتبہ کے مطابق مقام نہ مل سکے مگر اس کائنات کے حقیقی

مالک کی حمایت ونصرت، محبت ورحمت اور ولایت ودوستی کے دارین میں صرف اور صرف وہی حقدار ہیں جبکہ اس ''نعمتِ ایمان'' کو ٹھکرا کر کفر وشرک، بغاوت وسرکشی اور فساد وبگاڑ کی دلدل اور تاریکیوں میں بھٹکنے والے چاہے فرعونؔ ونمرودؔ جیسے خدائی کے دعویدار ہوں یا قارونؔ وشدادؔ جیسے مال ودولت کے حریص، ابوجہلؔ، ابولہبؔ اور امیہ بن خلف جیسے دشمنان دین ہوں یا قیصر وکسریٰؔ جیسے ہوسِ اقتدار سے بدمست، عبداللہ ابن اُبی وابنِ سبا جیسے منافقین ومکّار ہوں یا مسیلمہؔ کذّاب، اسودؔ عنسی اور مرزا قادیانی جیسے جھوٹی نبوت کے دعویدار، مارکسؔ ولینن جیسے ملحد وبددین ہوں یا تحریف شدہ لکیروں کے فقیر یہودؔ ونصاریٰؔ بالآخر دنیا میں ہی ان کے تخت وتاج بلالؓ وصہیبؓ اور عمارؓ وابوذرؓ جیسے مومنینِ صادقین کی ٹھوکروں میں ہونگے وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰی ''اور آخرت کا عذاب زیادہ شدید اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے'' لہٰذا انبیاء علیہم السلام اور ان کے مخلص فرمانبرداروں کی فتح ونصرت اور فلاح وکامرانی کا راز کوئی معمہ نہیں جو دماغ کی چولیں ہلا کر بھی حل نہ ہو سکے بلکہ اس کا سیدھا سادھا، واضح اور کھلا ہوا سبب یہی ''نعمتِ ایمان'' اس کی قدر دانی اور اس کے تقاضوں کی تکمیل ہے بالخصوص افضل الانبیاء وخاتم المرسلین حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں بدر وحنینؔ، خیبرؔ وتبوک اور غزوۂ احزاب وفتحؔ مکہ اور آپ ﷺ کے بعد آپ کے خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے عہدِ مبارک میں مصر وشام، روم وافریقہ، ایران وآذربائجان وغیرہ کی فتح، ''وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ'' کے وعدۂ الٰہی اور نصرتِ خداوندی کی ہی کرشمہ سازیاں تو ہیں۔ چنانچہ فتح ونصرت، عزت وعظمت، ہیبت وشوکت اور غلبۂ اسلام کی یہ روح افزا بہاریں برابر اس وقت تک انسانیت کے مشامِ جاں کو معطر کرتی رہیں بلکہ صحیح معنی میں ظلم وجبر، بدامنی وبدحالی، بے حیائی واخلاقی انارکی، طبقاتی اور نسلی اونچ نیچ، شرک والحاد اور کفر ومظاہر پرستی سے جکڑی ہوئی انسانیت اور فریاد کرتی ہوئی خلقِ خدا پر خدا کا بھیجا ہوا یہ نظام

رحمت ابرِ رحمت بن کر مسلسل برستا رہا تا آنکہ خود کلمہ گو اور اہل اسلام ہی اس ''نعمتِ ایمان'' کی ناقدری اور اس کے تقاضوں کی تکمیل سے غفلت برتنے کے مرض میں مبتلا ہو کر مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے کر دیئے گئے اور ایک ایک کر کے وہ اپنی شان و شوکت، اقتدار و سلطنت، امامت و قیادت، للّٰہیت و معرفت، علوم و فنون کی بالادستی، تہذیب و معاشرت کے تشخص و انفرادیت، علم و عمل کی جامعیت، جہاد و اجتہاد کی سطوت و ندرت، خلقِ خدا کی بے لوث خدمت، اتحاد و حدت، باہمی یگانگت و محبت اور غیر مسلموں کو دینِ حق کی دعوت جیسے اوصاف و امتیازات سے مجموعی طور پر یا تو محروم ہو گئے یا انتہائی ضعف و اضمحلال کے شکار ہو گئے پھر کیا تھا ''بُنیَانٌ مَرْصُوصٌ'' کے مصداق مسلمان ''رُحَمَاءُ بَیْنَھُم'' کی صفت سے عاری ہو کر آپسی انتشار اور ایمان و اخلاق کے ضعف میں گرفتار ہو کر دشمنوں کے لئے لقمۂ تر بن گئے نتیجہ یہ ہوا کہ کبھی چنگیز و ہلاکو ان کی خوشحال بستیوں کو پامال کرنے، عظیم الشان شہروں و عمارتوں کو کھنڈرات میں تبدیل کرنے اور ان کی کھوپڑیوں کے مینار بنانے کے لئے ان پر مسلّط ہوئے تو کبھی تہذیبی، معاشی و فوجی یلغار کر کے شکوک و شبہات کے بیج بونے اور انہیں پروان چڑھانے والے علوم و فنون کو لے کر فرنگی اور غیر ملکی قوتیں ان پر ٹوٹ پڑیں۔ کبھی مرزائیت و سبائیت انہیں لقمۂ تر سمجھ کر ان پر حملہ آور ہوئیں تو کبھی عیسائی مشنریاں ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے پہنچ گئیں، کہیں فحاشی، عریانیت، بے پردگی اور بے حیائی کا سیلِ رواں ان کے دین سے غافل معاشرے کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جانے کی ٹھان چکا ہے اور کہیں فرسودہ و خلافِ فطرت روایات، بدعات و خرافات اور بے بنیاد رسوم و رواج نے انہیں طریقِ سنّت و ہدایت سے دور اور متوحّش کر دیا ہے، کہیں اکثریت کے گھمنڈ میں مبتلا اور نشۂ اقتدار سے بد مست لوگ ان کے مذہبی معاملات میں مداخلت اور نصابِ تعلیم میں شرک و بد دینی کی ملاوٹ کر کے انہیں ارتداد کی دعوت دے رہے ہیں، کہیں خود اکثریت

میں ہو کر بھی ان کے نام نہاد حکمراں اسلامی نظام وقوانین شریعت کو رجعت پسندی، پسماندگی اور انتہا پسندی جیسے ناقابل برداشت عنوانات دیکر اپنی بے دینی، خدا فراموشی اور ذہنی پسماندگی پر مہر تصدیق ثبت کررہے ہیں اور **سب سے زیادہ خطرناک بات** یہ ہے کہ عمومی طور پر مسلمانوں کے قلب وذہن پر مادّیت کا شدید غلبہ ہو چکا ہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے، سطحی مفادات اور حقیر دنیوی فوائد کے لئے ''نعمتِ ایمان'' تک کو داؤ پر لگا دینے کے واقعات بھی بکثرت سننے میں آرہے ہیں۔ اپنے اہل وعیال، بچوں اور اہل قرابت کے ایمان وعقائد کی نگرانی وحفاظت تو بہت بڑی بات ہے خود اپنے ایمان وعقیدہ کی اصلاح وحفاظت سے بھی عموماً غفلت برتی جارہی ہے چنانچہ نشست وبرخاست، خرید وفروخت، تقریبات ومجالس اور عام گفتگو میں کلمات کفر اور متاع ایمان کو غارت کرنے والے اعمال کا نہایت تباہ کن سلسلہ پوری ڈھٹائی اور بے باکی کے ساتھ شروع ہو چکا ہے کہیں خدا تعالی، انبیاءِ کرام علیہم السلام، فرشتوں اور امورِ آخرت کے متعلق زبان درازی کرکے اپنی عاقبت خراب کی جارہی ہے اور کہیں قرآن کریم، احکامِ شریعت، شعائرِ اسلام اور علمِ دین وعلماءِ حق کا مذاق اڑا کر یا ان کو صراحۃً مسترد کرکے متاع ایمان سے محرومی کا سامان کیا جارہا ہے پھر ستم بالائے ستم یہ کہ ان حرکتوں اور سیہ کاریوں کے باوجود اپنے حق میں خدا کی اس نصرت وحمایت اور بخشش ومغفرت کا یقین بھی کئے بیٹھے ہیں جو صرف مومنینِ صادقین اور توبہ کرنے والوں و بخشش چاہنے والوں کا حصہ ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ:

وعدۂ غلبہ ہے مومن کے لئے قرآن میں
پھر جو تو غالب نہیں کچھ ہے کسر ایمان میں

الغرض صورتِ حال انتہائی نازک ہے اور بے دینی والحاد کا تباہ کن سیلاب مسلمانوں کے اعمال واخلاق سے گذر کر اب براہِ راست ان کے ایمان ویقین کی دیواروں

سے ٹکرا رہا ہے جبکہ اس سیلاب کا رخ موڑنے کے لئے جن سیسہ پلائی ہوئی ایمانی دیوار وں کی ضرورت ہے وہ اگر مسلمانوں میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہیں اور قانونِ خداوندی یہ ہے کہ جب کسی جگہ خباثت اور خدا بیزاری کا غلبہ ہو جائے تو بدکاروں کے ساتھ نیکوکار بھی دنیا میں عذابِ عام میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں **البتہ** معاشرے کو اس خوفناک اور بدترین انجام سے بچانے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو صحیح معنی میں انجام دینا اور اس کے لئے ہر قسم کا ایثار و قربانی پیش کرنا کوئی شبہ نہیں کہ جو خوش نصیب اس عظیم کام کا بیڑا اٹھائیں گے وہ نہ صرف اس ڈوبتی نیّا کو پار لگا کر خود کو اور اپنی قوم و ملت کو اس عذابِ عام سے بچا کر لے جائیں گے بلکہ قرون اولیٰ کے عظیم المرتبت اہلِ ایمان جیسا اجر بھی پائیں گے جیسا کہ حدیثِ مبارک میں بشارت موجود ہے ''کَانَ لَهُمْ مَثَل أُجُوْرِ اوّلهم '' اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر زمانے میں اور خصوصاً قربِ قیامت کے اس نازک تر دور میں امتِ مسلمہ کو سب سے زیادہ ضرورت اور حاجت اسی پیغمبرانہ مشن اور اس کے علمبردار وارثانِ انبیاء علیہم السلام کی ہی ہے چنانچہ پیش نظر کتاب انہی جذبات واحساسات کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھی گئی ہے جس کی بظاہر تقریب یہ ہوئی کہ راقم الحروف کو ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ کے ایام میں قصبہ بارہمولہ کے اندر پے در پے کئی مسلمان بھائیوں کے تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کا فریضہ انجام دینا پڑا جو سب ہی کلماتِ کفر کہنے کی بنا پر ''نعمتِ ایمان'' سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ دوسری طرف اپنے محبوب ادارہ دار العلوم المصطفوی محلّہ توحید گنج بارہمولہ (جو امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے مشہور زمانہ مدرسہ ''فیضِ عام'' کا جانشین اور والد مرحوم مولانا سید عبد الولیؒ کے خوابوں کی تعبیر ہے نیز داعی حق مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب کی محنت، ہمت اور آہِ نیم سحر گاہی نے جسے قلیل مدت میں بفضلہٖ تعالیٰ اسلام کا مضبوط قلعہ اور اہل ایمان کے دلوں کی دھڑکن بنا دیا ہے) میں

خدمات انجام دینے کے دوران قرب وجوار کے دیہاتوں وشہروں سے بھی مسلسل ایسے استفتاء پہنچتے رہے اور حالات وواقعات معلوم ہوتے رہے جو اگر ایک طرف اہل ایمان کے ارتداد کی ہلاکت خیز خبروں پر مشتمل تھے تو دوسری طرف کسی بھی صاحبِ ایمان کے رونگٹے کھڑے کر دینے اور اسے بدحواس ونیم جان کرنے کے لئے بھی کافی تھے اسی اثنا میں دیگر علماء خصوصاً حضرت مولانا حمید اللہ لون صاحب دامت برکاتہم اور رفیقِ محترم مولانا مفتی مظفر حسین صاحب زید مجدہ، نے بھی کچھ اسی قسم کے حالات وواقعات کا ذکر کر کے اس کے تدارک کی ضرورت پر زور دیا اور باہمی مشورے سے یہ طے ہوا کہ اس سلسلہ میں سرِ دست کوئی رسالہ یا پمفلٹ مرتب کر کے طبع کیا جائے جس سے اس خوفناک سلسلے پر کچھ روک لگ سکے نیز بالکل غیر متوقع طور پر ''قرعہ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند'' والی صورتِ حال پیش آئی اور مجھ حقیر وکم علم، کم کوش وبے عمل کو یہ نازک ترین اور اہم کام سپرد کیا گیا جسے میں نے محض اللہ جلّ شانہ، کے بھروسے پر قبول کیا اور اپنی نجات وسعادت مندی سمجھ کر اس سلسلے میں مطلوب علمی مواد اور معتبر کتابوں کی تلاش وجستجو میں لگ گیا چنانچہ ربِ کریم نے ہر معاملہ میں غیبی مدد اور گمان سے بڑھکر نصرت فرما کر موجودہ شکل میں اس کام کو کرنے کی توفیق بخشی فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃ کتاب کی تبییض کے بعد اسے ناچیز نے برصغیر اور عالمِ اسلام کے عظیم علمی مراکز دار العلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے حضرات اکابر علماء وفقہاء اور محدثین، ہندستان کے مایۂ ناز علماءِ کرام، اپنے اساتذۂ کرام ورفقاء خصوصاً اپنے مرشد محترم ومشفق مکرم حضرت محی السنۃ مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم خلیفۂ حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں بغرض ملاحظہ وتصدیق پیش کیا چنانچہ اللہ کے فضل وکرم سے ان سبھی حضرات نے ناچیز راقم کی انتہائی پذیرائی وحوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس کتاب کو وقت کی نہایت اہم ترین ضرورت اور اہلِ ایمان کے ایمان کی حفاظت کا موثر ذریعہ قرار دیا

اور راقم کو اپنی مشفقانہ، مومنانہ ومخلصانہ دعاؤں سے نواز کر نہایت قیمتی ہدایات اور مشوروں سے بھی بہرہ ور فرمایا فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اکابر کا سایہ امت پر تادیر قائم رکھے آمین **بہر حال** اب کتاب آپ کے سامنے ہے راقم الحروف علم وفضل کے میدان میں اپنی بے بضاعتی کا برملا اعتراف کرتے ہوئے تمام مومنین، خصوصاً حضرات علماءِ کرام ومفتیانِ عظام سے گذارش کرتا ہے کہ اگر کوئی بات خلافِ حق وحقیقت انہیں محسوس ہوتو لوجہ اللہ مطلع فرما کر ''اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ'' کا انعامِ ربّانی حاصل فرمائیں ان شاء اللہ مبنی برحقیقت اعتراضات واصلاحات کا خیر مقدم کر کے آئندہ اشاعت میں ان سے بھرپور استفادہ کیا جائے گا تاہم ان کی سہولت کے پیش نظر کتاب کے مسائل سے متعلق درج ذیل گذارشات پیش خدمت ہیں:

(۱) احقر نے اکثر مسائل میں مفتیٰ بہ یا جمہور مشائخ کے اقوال اور قوتِ دلیل سے مزّین روایات کو ہی درج کیا ہے۔

(۲) لیکن اگر کسی مسئلہ میں مسلمانوں کا ابتلا محسوس ہوا تو وہاں بعض مشائخ یا کسی ایک فقیہ کا قول بھی درج کر دیا ہے کیونکہ میری اس تالیف کا مقصد مسلمانوں کی تکفیر یا ان پر شدت ہرگز نہیں العیاذ باللہ بلکہ جیسا کہ کتاب میں بھی واضح کیا جاچکا ہے کہ ان مسائل کو بیان کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ مسلمان اس قسم کے کلمات و افعال صادر ہونے کی صورت میں بلا کسی تاخیر کے شریعت کی طرف رجوع کریں اور مستند مفتیان کرام جو فتویٰ دیں اسی پر عمل پیرا ہوں، اسی میں ان کے دین وایمان کی بھلائی اور دنیا و آخرت کی کامیابی مضمر ہے اور کسی بھی شخص کے لئے ہرگز یہ جائز نہیں کہ کتاب میں درج مسائل کو دیکھ کر تکفیر بازی کی فیکٹری کھول کر بیٹھ جائے کیونکہ ایسا کر کے وہ از خود ''نعمت ایمان'' سے محروم ہوسکتا ہے لہٰذا غیر مفتیٰ بہ قول کو اپنانے میں یہ حکمت ہے کہ خود قائل

ومرتکب تو پشیمان ہو کر شریعت کی طرف رجوع کرے کیونکہ کسی بھی فقیہ کے نزدیک کفر لازم آنے کی صورت میں احتیاطاً تجدیدِ ایمان و نکاح کی تاکید معتبر کتبِ فقہ میں موجود ہے۔ (شامی) اور دوسرے حضرات اس کو کافر کہنے کی جسارت نہ کر سکیں میرے ناقص خیال میں آجکل کی غفلت زدہ امت کے لئے یہی طرزِ عمل مناسب ہے واللہ اعلم

اس کے بعد میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا اپنے اوپر لازم سمجھتا ہوں جو کسی بھی درجے میں اس کتاب کے منظر عام پر آنے کا سبب بنے ہیں بالخصوص عزیزان گرامی قدر مولوی محمد حسن مولوی اعجاز احمد، مولوی بشیر احمد اور ان کے دیگر رفقاء (جو کہ دار العلوم المصطفوی کے فیض یافتہ اور دار العلوم دیوبند میں زیر تعلیم ہیں) کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے مختلف معاملات میں رفاقت فرمائی ''بارک اللہ فیھم وبارک علیھم'' اسی طرح رفیق محترم اور قابلِ فخر دوست حضرت مفتی مظفر حسین صاحب زید مجدہ' کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود کتاب کے مسائل کو مراجع سے ملا کر اور قیمتی ومفید مشورے دیکر حقِ رفاقت وحقِ نصیحت للمسلم ادا کیا۔ فَلِلّٰہِ دَرُّہٗ وَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا اس موقع پر اپنے مخلص دوست مولانا محی الدین صاحب مظاہری زید فضلہ' کو کیسے بھلا سکتا ہوں کہ جنہوں نے میری اس مصروفیت کے دوران دار العلوم المصطفوی کے نظم ونسق کو نہایت عمدگی وخلوص سے چلا کر اپنی عظمت کے انمٹ نقوش ثبت کئے ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اس مرحلے پر اپنے محسن ومُربی مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب، اپنی والدہ ماجدہ، دیگر اقرباء اور دار العلوم المصطفوی کی انتظامیہ سے وابستہ ان مخلصین کو فراموش کر دوں جن کی حوصلہ افزائی، فراخ دلی اور نیک دعائیں اس دینی خدمت میں میرے ہمرکاب رہیں آخر میں نہایت ناسپاسی اور احسان فراموشی ہو گی اگر میں اپنے برادر اکبر سید عبد الرحمٰن گیلانی اور انکے اہل خانہ، برادر عزیز سید بسم اللہ گیلانی اور اپنے دیگر متعلقین کا خلوص دل سے شکریہ ادا کر کے

اپنے فریضہ سے سبکدوش نہ ہو جاؤں جنکی مخلصانہ توجہات اور نوع بنوع کی امداد و اعانت سے میں نے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا دعا ہے کہ ربِ کریم ان تمام ہی مخلصین کو اپنی شان مبارک کے مطابق بہترین بدلہ عطا فرمائے اور انہیں، مجھے اور تمام مومنین ومومنات کو ''نعمتِ ایمان'' کی قدر کرنے، اسے عام کرنے، اس پر جمے رہنے اور اس کے تقاضے پورا کرنے کی توفیق بخشے اور میری اس ٹوٹی پھوٹی کاوش کو محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرما کر میرے، میرے اہل وعیال ومتعلقین، والدین، اساتذہ، مشائخ اور احباب کے لئے اپنے قرب کا ذریعہ، نجات ابدی کا سبب اور تمام انسانوں کے لئے ذریعۂ ہدایت بنائے آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدا لانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

احقر عبدالرحیم عفی عنہ، نزیل، بکھر جی نگر، دہلی

۲۶ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰۰۱/۵/۲۱ء

وَ مَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ.
(النساء: ۱۲۵)

''اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص ہو۔''

پہلا باب

اسلام، ایمان اور مسلمان

باسمہٖ تعالیٰ شانہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

اسلام کیا ھے؟

اسلام خدا کی رضامندی کی ایک زبردست دستاویز، اعتقادیات وعملیات کا مکمل نقشہ، انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے لئے غیر فانی دستورالعمل، زمانہ کفر کی ہر گمراہی کے عفو کا ضامن اور آئندہ اس کے ہر ضعف ونسیان پر تسامح (درگذر) کرنے کا روادار، اپنے حلقہ بگوشوں کی معمولی جدوجہد کا بڑا قدردان اور انتہائی شکرگذار۔ غور فرمائیے اس کے بعد آپ چاہتے کیا ہیں؟ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی زمین پر آپ کی عقل کا بنایا ہوا یا آپ کی پسند کے موافق قانون نافذ ہو؟ تو کیا آپ کے نزدیک ایک انسانی دماغ تمام عالم کی مختلف ضروریات کا احاطہ کر بھی سکتا ہے؟ یا پورے طور پر ان کا ادراک بھی کرسکتا ہے؟ اور اگر اس ناممکن مرحلہ سے گذر بھی جائے تو کیا ان کی ضروریات کے احساس کے بعد ان کے لئے مناسب آئین وضع بھی کرسکتا ہے اور اگر یہ مشکل بھی آسان ہو جائے تو اس کی کیا ذمہ داری ہے کہ تمام عالم اس پر متفق بھی ہوسکتا ہے اور اگر فردِ واحد کے ساتھ اس آئین سازی میں کچھ اور افراد بھی شامل کر لئے جائیں تو یقیناً وہ بھی انسانوں کی غیر محدود کثرت کے مقابلہ میں ایک ہی فرد کا حکم رکھیں گے تو اگر درحقیقت ان سب مشکلات کا حل مشکل ہی مشکل ہے تو مذہب سازی کی دردسری اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ اسی مذہب کو کیوں قبول نہیں کر لیتے جسے قدرت کے رمز شناس ہاتھ نے تمام مزاجوں اور ضرورتوں کو سامنے رکھ کر بنایا ہے جس میں گزشتہ مذاہب کے محاسن چن چن کر اٹھا لئے گئے ہیں پھر اس مجموعہ میں اور بہت سے محاسن شامل کر کے اس کو بہت مکمل اور انتہائی دل پذیر صورت میں آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ دنیا

اس پر عمل کر کے زمین کی مالک اور آخرت کی وارث بن چکی جنہوں نے اس کو چھوڑا انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اب اگر اس کے بعد بھی آپ کے تلاشِ مذہب کی تشنگی نہیں بجھتی تو یقین کیجئے کہ آئندہ تا قیامت بجھے گی بھی نہیں۔ ایسی عالمگیر تعلیم، جذبات سے اتنی خالی، فرقہ پرستی اور تعصب سے اتنی دور، گذشتہ اور موجودہ ادیانِ سماویہ کا اتنا احترام سکھانے والی، پھر ضروریاتِ زمانہ کے لئے اتنی مناسب اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے ایک ایک شوشے کے ساتھ اتنی محفوظ۔ اگر دینِ اسلام کے سوا یہ خوبی کسی اور دین میں موجود ہو تو بیشک اس کو اسلام کے مقابلہ میں آنے کا حق ہو سکتا ہے لیکن ان تمام صفات کے ساتھ موصوف تو کیا اگر کسی ایک صفت میں بھی (کوئی مذہب یا فکر) اس کے ہم پلہ نہیں ہے تو یقیناً آج بھی اُن کی پیروی نامنظور اور کل بھی خسارہ و نقصان کا موجب ہونا چاہئے۔ (۱)

اسلام کی حقیقت

رسول کریم ﷺ نے فرمایا "اسلام" یہ ہے (یعنی اس کے ارکان یہ ہیں کہ دل وزبان سے تم یہ شہادت ادا کرو کہ "اللہ کے سوا کوئی الہٰ" (کوئی ذات عبادت و بندگی کے لائق) نہیں، اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور ماہِ رمضان کے روزے رکھو اور اگر حج بیت اللہ کی تم استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو۔

تشریح:- "اسلام" کے اصل معنی ہیں اپنے کو کسی کے سپرد کر دینا اور بالکل اسی کے تابع فرمان ہو جانا اور اللہ کے بھیجے ہوئے اور اس کے رسولوں کے لائے ہوئے "دین" کا نام اسلام اسی لئے ہے کہ اس میں بندہ اپنے آپ کو بالکل مولا کے سپرد کر دیتا ہے اور اس کی مکمل اطاعت کو اپنا دستورِ زندگی قرار دے لیتا ہے اور یہی ہے اصل حقیقت "دین اسلام" کی اور اسی کا مطالبہ ہے ہم سے۔

(۱) ترجمان السنۃ ۵۳۲ تا ۵۳۴، ج ۱

فرمایا گیا: ''تمہارا اللہ وہی الٰہ واحد ہے، لہذا تم اسی کے ''مسلم'' مطیع ہو جاؤ'') (حج: ۵)

اور اسی اسلام کے متعلق فرمایا گیا ہے:

''اور اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے اپنے کو خدا کے سپرد کر دیا اور وہ اس طرح ''مسلم بندہ ہو گیا''۔ (النساء: ۱۷)

اور اسی اسلام کے متعلق اعلان فرمایا گیا ہے:

''جس نے ''اسلام'' کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہا تو وہ ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آدمی آخرت میں بڑے گھاٹے اور ٹوٹے والوں میں سے ہوگا'' (آل عمران: ۹)

بہر حال 'اسلام' کی اصل روح اور حقیقت یہی ہے کہ بندہ اپنے کو کلی طور پر اللہ کے سپرد کر دے اور ہر پہلو سے اس کا مطیعِ فرمان بن جائے۔

پھر انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی شریعتوں میں 'اسلام' کے لئے کچھ مخصوص ارکان بھی ہوتے ہیں جن کی حیثیت اس ''حقیقت اسلام'' کے ''پیکرِ محسوس'' کی سی ہوتی ہے اور اس حقیقت کا نشو ونما اور اس کی تازگی بھی انہی سے ہوتی ہے اور وہ صرف تعبدّی (بندگی پر مشتمل) امور ہوتے ہیں اور ظاہری نظر انہی ''ارکان'' کے ذریعہ فرق و امتیاز کرتی ہے ان لوگوں کے درمیان جنہوں نے اپنا دستورِ حیات ''اسلام'' کو بنایا ہے اور ان کے درمیان جنہوں نے نہیں بنایا۔

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''اسلام'' کا جو آخری اور مکمل دستور ہمارے پاس آیا ہے اس میں توحید خداوندی اور رسالتِ محمدی کی شہادت ---نماز--- زکوٰۃ--- روزہ اور حج بیت اللہ کو ''ارکان اسلام'' قرار دیا گیا ہے--- ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے ''اسلام کی بنیاد ان پانچ چیزوں پر ہے۔''

بہر حال یہ پانچ چیزیں جن کو آپ ؐ نے یہاں اس حدیث میں ''اسلام'' کے جواب میں بیان فرمایا: ''ارکان اسلام'' ہیں اور یہی گویا ''اسلام'' کے لئے ''پیکرِ محسوس'' ہیں اسی واسطے اس حدیث میں انہی کے ذریعہ اسلام کا تعارف کرایا گیا ہے۔(۱)

ایمان مذہب کی روح اور بنیاد ہے

حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ صفحہ ۹۱ پر فرماتے ہیں کہ عقل انسانی جب نشہ یقین سے مخمور ہو جاتی ہے تو قلب و نفس بھی اس سے اس قدر متاثر ہو جاتے ہیں کہ پھر عالم غیب پر ان کو محسوسات کی طرح یقین نصیب ہو جاتا ہے، فقر و غنا، حیوٰۃ و موت کے خرخشہ سے انسان بے نیاز ہو جاتا ہے، اسباب کے قید و بند سے رستگاری میسر آ جاتی ہے۔

یہ ہے وہ ایمان جس پر مذہب کی تمام بنیاد قائم ہے۔ کوئی عقیدہ اپنے دامن میں خواہ کتنی ہی نزاہت اور رفعتیں کیوں نہ رکھتا ہو مگر اس نورِ ایمانی کے بغیر نظرِ شریعت میں وہ صرف ایک ظلمت کدہ اور سرتاسر تاریکی ہے۔ کوئی عمل مجاہدات و ریاضات کے خواہ کتنے ہی مراحل کیوں نہ طے کر چکا ہو مگر بغیر اس روحِ ایمانی کے ایک تنِ مردہ اور میزانِ آخرت میں قطعاً بے وزن ہے۔

﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُم يَومَ القِيَامَةِ وَزنًا﴾ (الکھف)

''پس ہم قیامت کے دن ان کے لئے کوئی تول قائم نہ کریں گے۔''

عقائد و اعمال کا تو ذکر کیا ہے کوئی معمولی سے معمولی نیت بھی خواہ کتنی ہی صاف و ستھری کیوں نہ ہو اس سرمایۂ ایمان کے بغیر بارگاہِ بے نیاز میں کوئی اعتبار نہیں رکھتی۔ یہ

---

(۱) معارف الحدیث، ص ۵۸-۶۰-۶۱، ج ۱

''ایمان'' عقائد و اعمال اور نیتوں کی وہ واحد روح ہے جس کے بعد کفر کی تہ بتہ تاریکیاں چشمِ زدن میں کافور ہوسکتی ہیں۔ آتش کدۂ جہنم اس کے روبرو سرد ہوسکتا ہے اور گلزارِ عدن اس کا ایک طے شدہ معاوضہ بن جاتا ہے۔ ایک معمولی سجدہ طاعتِ صد سالہ کے لئے مایۂ رشک اور مٹھی بھر جَو کا صدقہ بے شمار تضاعیف (بے پناہ اجر و ثواب) کا مستحق نظر آنے لگتا ہے غرض سعادتِ ابدیہ اسی مبداء کی خبر ہے اور شقاوتِ ازلیہ اس سے محرومی کا نشان ہے۔ یہ سب کچھ اس سچی کتاب میں موعود ہے جو غلط گوئی سے بالکل منزّہ اور مبالغہ آمیزی سے یکسر مبرّا ہے۔(۱)

ایمان کی حقیقت

حدیث جبرئیل میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا پہلا سوال یہ تھا کہ اسلام کیا ہے؟ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے پانچ ارکان ذکر فرمائے (جیسا کہ گذر چکا)۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا دوسرا سوال یہ تھا کہ ایمان کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور ایمان لاؤ اچھی بری تقدیر پر''۔ ایمان ایک نور ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے دل میں آجاتا ہے اور جب یہ نور دل میں آتا ہے تو کفر و عناد اور رسومِ جاہلیت کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور آدمی ان تمام چیزوں کو جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، نورِ بصیرت سے قطعی سچی سمجھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا ہے یہاں تک کہ اس کی خواہش اس دین کے تابع نہ ہوجائے جس کو میں لے کر آیا ہوں۔'' آپ کے لائے ہوئے دین میں سب سے اہم ترین چھ باتیں ہیں جن کا ذکر اس حدیث پاک میں فرمایا ہے۔ پورے دین کا خلاصہ انہی چھ باتوں میں آجاتا ہے۔

---
(۱) ترجمان السنۃ، ص ۴۶۹، ج ۱

۱- اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات وصفات میں یکتا سمجھے۔ وہ اپنے وجود اور اپنی ذات وصفات میں ہر نقص وعیب سے پاک اور تمام کمالات سے متصف ہے۔ کائنات کی ہر چیز اسی کے ارادہ ومشیّت کی تابع ہے۔ سب اسی کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ کائنات کے سارے تصرفات اسی کے قبضہ میں ہیں، اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔

۲- فرشتوں پر ایمان یہ کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک مستقل نورانی مخلوق ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم ہو بجالاتے ہیں اور جس کو جس کام پر اللہ تعالیٰ نے مقرر کردیا ہے، وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس مین کوتاہی نہیں کرتا۔

۳- رسولوں پر ایمان یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت اور انہیں اپنی رضامندی اور ناراضی کے کاموں سے آگاہ کرنے کے لئے کچھ برگزیدہ انسانوں کو چن لیا، انہیں رسول اور نبی کہتے ہیں۔ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی خبریں رسولوں کے ذریعے ہی پہنچتی ہیں۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت نہیں ملے گی بلکہ آپؐ ہی کا لایا ہوا دین قیامت تک رہے گا۔

۴- کتابوں پر ایمان یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کی معرفت بندوں کی ہدایت کے لئے بہت سے آسمانی ہدایت نامے عطا کئے، ان میں چار زیادہ مشہور ہیں۔ توراتؔ، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتاری گئی۔ زبورؔ جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ انجیلؔ جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی اور قرآن مجیدؔ جو حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا۔ یہ آخری ہدایت نامہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے پاس بھیجا گیا۔ اب اس کی پیروی سارے انسانوں پر لازم ہے اور اس میں ساری انسانیت کی نجات ہے جو

شخص اللہ تعالیٰ کی اس آخری کتاب سے روگردانی کرے گا، وہ ناکام اور نامراد ہوگا۔

۵- قیامت پر ایمان یہ کہ ایک وقت آئے گا کہ ساری دنیا ختم ہو جائے گی۔ زمین و آسمان فنا ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سب کو زندہ کرے گا اور اس دنیا میں لوگوں نے جو نیک یا برے عمل کئے ہیں، سب کا حساب کتاب ہوگا۔ میزانِ عدالت قائم ہوگی اور ہر شخص کی نیکیاں اور بدیاں اس میں تولی جائیں گی، جس شخص کے نیک عملوں کا پلّہ بھاری ہوگا، اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا پروانہ ملے گا اور وہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کے مقام میں رہے گا جس کو جنت کہتے ہیں اور جس شخص کی برائیوں کا پلّہ بھاری ہوگا اسے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا پروانہ ملے گا اور وہ گرفتار ہو کر خدائی قید خانے میں جس کا نام جہنم ہے، سزا پائے گا۔ اور کافر اور بے ایمان لوگ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے۔ دنیا میں جس شخص نے کسی دوسرے پر ظلم کیا ہوگا، اس سے رشوت لی ہوگی، اس کا مال ناحق کھایا ہوگا، اس کے ساتھ بدزبانی کی ہوگی یا اس کی بے آبروئی کی ہوگی، قیامت کے دن اس کا بھی حساب ہوگا اور مظلوم کو ظالم سے پورا پورا بدلہ دلایا جائے گا۔ الغرض خدا تعالیٰ کے انصاف کے دن کا نام قیامت ہے۔ جس میں نیک و بد کو چھانٹ دیا جائے گا۔ ہر شخص کو اپنی پوری زندگی کا حساب چکانا ہوگا اور کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں ہوگا۔

۶- ''اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانے'' کا مطلب یہ ہے کہ ''کارخانۂ عالم'' آپ سے آپ نہیں چل رہا بلکہ ایک علیم و حکیم ہستی اس کو چلا رہی ہے۔ اس کائنات میں جو خوشگوار یا ناگوار واقعات پیش آتے ہیں، وہ سب اس کے ارادہ و مشیّت اور قدرت و حکمت سے پیش آتے ہیں۔ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کے تمام حالات اس علیم و خبیر کے علم میں ہیں اور کائنات کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ نے ان تمام حالات کو جو پیش آنے والے تھے، لوح

محفوظ میں لکھا لیا تھا۔ بس اس کائنات میں جو کچھ بھی وقوع میں آرہا ہے، وہ اسی علمِ ازلی کے مطابق پیش آرہا ہے نیز اسی کی قدرت اور اسی کی مشیت سے پیش آرہا ہے۔ الغرض کائنات کا جو نظام حق تعالیٰ شانہ نے ازل ہی سے تجویز کر رکھا تھا، یہ کائنات اس طے شدہ نظام کے مطابق چل رہی ہے۔(۱)

مسلمان کی تعریف

آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے پورے دین کو ماننے والا مسلمان ہے۔ دینِ اسلام کے وہ امور جن کا دین میں داخل ہونا قطعی تواتر سے ثابت ہو اور عام و خاص کو معلوم ہو، ان کو ''ضروریاتِ دین'' کہتے ہیں۔ ان ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک بات کا انکار یا تاویل کرنے والا کافر ہے۔(۲)

ایمان اور ضروریاتِ دین

یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ تصدیق و اطاعت کا دائرہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے مسائل یا رسالت کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ہر ہر قول اور ایک ایک اشارہ کو شامل ہے، ارشادِ باری ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اُدخُلُوا فِی السِّلمِ کَآفَّۃً. (البقرۃ)

''اے ایمان والو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے۔''

حضرت مجاہدؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مسلمانوں کو شریعت کے ہر ہر جزء پر التزامِ طاعت کی دعوت دیتی ہے، خواہ وہ فرائض ہوں یا مستحبات، واجب علی الکفایہ (فرض کفایہ) ہوں یا علی الاعیان (فرض عین)۔ اگر اسلام کے فرائض علی الاعیان ہیں تو اعتقادِ

---

(۱) آپ کے مسائل، ص ۱۷، ۱۸، ۱۹، ج ۱، (۲) آپ کے مسائل، ص ۱۹، ج ۱

فرضیت کے ساتھ ہر ہر شخص پر اس کا اداء کرنا بھی فرض ہوگا اور اگر واجب علی الکفایہ ہیں تو اس کے وجوب کا اعتقاد ضروری ہوگا اور اگر مستحبات ہیں تو اس کے استحباب کا اعتقاد لازم ہوگا۔ غرضیکہ جس چیز کا دینِ محمدی میں داخل ہونا بداہۃً (اچھی طرح) معلوم ہو چکا ہے، وہ سب ایمانیات میں داخل ہیں اور کیوں نہ ہوں کیا ایمان رسولِ خدا ﷺ کی مطلقاً فرمانبرداری کا نام نہیں؟ کیا التزامِ طاعت میں بھی کوئی تفصیل ہے؟ اگر رسول ﷺ کا فرمان اس لئے واجب العمل ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کا پیغمبر ہے جو کہتا ہے وہ حق ہی کہتا ہے تو پھر اطاعت و تسلیم کا دائرہ اس کے سب احکام پر کیوں محیط نہ ہو؟ اس لئے علماء نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ جن چیزوں کا دینِ محمدی میں ہونا اتنا روشن ہو جائے کہ محتاجِ دلیل نہ رہے ان سب کا ماننا ایمان کے لئے ضروری ہے۔ انہی کو ضروریاتِ دین کہا جاتا ہے۔ مثلاً فرائض خمسہ (پانچ نمازیں)، زکوٰۃ، حج، روزہ، آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا، آپ ؐ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہ ہونا، عذابِ قبر، قیامت، قرآن کریم وغیرہ یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کے ثبوت میں دلائل کی حاجت نہیں بلکہ کفار بھی ان چیزوں کا دین میں داخل ہونا جانتے پہچانتے ہیں اس لئے ان کا انکار اسی طرح کفر ہوگا جیسا کہ توحید یا رسالت کا انکار کفر ہے۔ (۱)

ارکانِ ایمان

ایمان کے دو رکن ہیں (۱) اقرار باللسان یعنی دین کے احکام جو تواتر و ضرورت کے ساتھ "مجمل و مفصل" طور پر ہم تک پہنچے ہیں، ان کا زبان سے اقرار کرے۔ (۲) تصدیق بالقلب یعنی ایمان کی ہر دو اقسامِ مذکورہ (ایمانِ مجمل و مفصل) کی دل سے تصدیق کرے، دل سے ان کو مانے اور یقین کرے۔ اگر کوئی زبان سے خفیہ اقرار کر لے کہ جس کو کوئی دوسرا نہ سنے تو بھی جائز ہے اور عند اللہ مؤمن ہے۔

---

(۱) ترجمان السنۃ، ص ۴۸۰، ۴۸۱، ج: ۱

اب اس اقرار وتصدیق کی چار صورتیں ہوئیں-- (۱) وہ شخص جس نے زبانی اقرار اور قلبی تصدیق دونوں کا اظہار کیا، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی مومن ہے اور جنت کا مستحق ہے اور دنیا کے لوگوں کے نزدیک بھی مومن ہے اور دنیا میں حقوقِ مومن کا حقدار ہے۔ (۲) جو شخص ہر دو ارکان ایمان سے محروم رہا، وہ عنداللہ بھی کافر ہے ہمیشہ کی دوزخ کا مستحق ہے اور عندالناس بھی کافر ہے اور دنیا میں حقوق واحکام ایمان سے محروم ہے۔ (۳) وہ شخص جس نے دل سے تصدیق تو کی لیکن زبان سے اقرار نہیں کیا (یعنی موقع ملنے اور مطالبہ کیئے جانے پر اقرار نہ کیا) تو احکامِ دنیا میں اس کو مومن نہ کہا جائے گا اور دنیا میں جو رعایتیں اور حقوق مومن کو ملتے ہیں وہ ان سے محروم رہے گا کیونکہ تصدیق بالقلب ایک پوشیدہ چیز ہے ہر شخص اس کو نہیں جانتا اس لئے شریعت نے اقرارِ زبانی کو تصدیق قلبی کا قائم مقام کیا اور اس کے لئے علامت مقرر کی تا کہ دنیا میں احکامِ اسلام اس پر عائد ہوں۔ تاہم وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہے اور آخرت میں جنت کا مستحق ہے پس اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے مثلاً حالتِ اکراہ وجبر میں یعنی کوئی شخص کسی مومن کے قتل پر، یا عضو کاٹ ڈالنے پر آمادہ ہو کر یوں کہے کہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار کر، یا کوئی اور کلمہ کفر کہلوائے اور قتل وغیرہ کی دھمکی دے پس اگر مومن اس کو اس پر قادر سمجھے اور اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے زبان سے کلماتِ کفر کہہ دے اور دل میں وہی تصدیق واطمینان ایمانی باقی ہو جو پہلے تھا تو اس زبانی اقرار کے جاتے رہنے سے وہ شخص عنداللہ کافر نہ ہوگا بلکہ بدستور مومن ہی رہے گا، اگرچہ لوگ اسے کافر کہیں بشرطیکہ اس جبر واکراہ کے جاتے رہنے پر ایمان پر ثابت قدم رہا ہو۔ مگر افضل درجہ یہی ہے کہ جبر واکراہ کے موقع پر بھی قتل ہو جائے اور کلمۂ کفر نہ کہے۔ (۴) اور وہ شخص جس نے دل سے تصدیق تو نہ کی فقط زبان سے اقرار کرلیا تو وہ لوگوں کے نزدیک ظاہراً احکام میں مؤمن ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص

کافر ہے۔اس کو شرع شریف میں **منافق** کہتے ہیں۔ منافقین اگرچہ دنیا میں ایمان ظاہر کر کے اپنے آپ کو حدودِ شرعیہ کی رو سے دیگر کفار سے بچالیں لیکن آخرت میں ان کے لئے بھی ہمیشہ کی دوزخ ہے اور دردناک عذاب ہے:

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ط (النساء ۴: ۱۴۵)

''بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہوں گے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کچھ لوگ اس صفت کے، اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفر باطنی پر قرآن ناطق ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کی نشان دہی فرمادی اور فرمایا کہ یہ منافق ہے۔اب اس زمانے میں کسی خاص شخص کو یقین کے ساتھ منافق نہیں کہا جاسکتا بلکہ ہمارے سامنے جو دعوائے اسلام کرے جب تک اس سے ایسا قول یا فعل جو منافیٔ ایمان ہو، صادر نہ ہو جائے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے پس فی زمانا (آج کے زمانے میں) ایمان و کفر میں ظاہری اعتبار سے واسطہ نہیں یعنی آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر، تیسری کوئی صورت نہیں کہ نہ مسلمان ہو نہ کافر اور باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔کافر اگرچہ دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا اور برحق جانتے تھے لیکن ان کا یہ جاننا معرفت کے درجہ میں تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ. (البقرۃ ۲: ۱۴۶)

''وہ اس نبی کو پہنچانتے ہیں جیسا کہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔''

لیکن تصدیق (دل سے ماننا) معرفت سے الگ چیز ہے۔معرفت قدرتی چیز ہے اور تصدیق اختیار اور ارادے سے متعلق ہے جو ان میں نہ پائی گئی۔اس لئے کافر ہوئے اور عذابِ ابدی کا طوق ان کے گلے میں پڑا۔

مسئلہ: گونگا آدمی اقرارِ زبانی کی بجائے اشارے سے اقرار کرے اور گونگے کو لوگ

ایمان کی ظاہری علامات یعنی نماز وغیرہ سے بھی پہچان سکتے ہیں اور یہ اس کے لئے زبانی اقرار کے قائم مقام ہیں۔

ایمان کے احکام

جو شخص ایمان لایا ہو اس کے لئے ایمان کے سات حکم ہیں (ان کو حقوقِ مومن بھی کہہ سکتے ہیں) پانچ دنیا میں اس سے متعلق ہیں (۱،۲) اس کو سوائے حکمِ شرعی قتل یا قید نہ کریں گے۔ (۳) اس کا مال ناحق نہ کھایا جائے گا۔ (۴) اس کو ایذا نہ دی جائے گی۔ (۵) اس پر بدی کا ظن جائز نہ ہوگا جب تک کہ ظاہر نہ ہو جائے اور دو آخرت میں: (۶) مؤمن دوزخی قطعی یعنی دائمی نہ ہوگا اگرچہ اس نے کتنے ہی گناہِ کبیرہ کئے ہوں سوائے شرک کے اور بے توبہ مرا ہو آخر کسی نہ کسی وقت جنت میں جائے گا۔ (۷) نیکیاں اور بدیاں وزن کی جائیں گی جس کی نیکیاں بھاری ہوں گی، وہ کامیاب ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا کمال درجہ فضل و کرم ہوگا۔ اس کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کریں گے اور جس کی بدیاں غالب ہوں گی، وہ بقدرِ گناہ سزا بھگت کر جنت میں جائے گا۔ مؤمن عاصی (گناہگار) کو اللہ تعالیٰ چاہے تو بغیر عذاب کے محض اپنے فضل و کرم سے یا حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت یا دیگر انبیاء و اولیاء کی شفاعت سے بخش دے اور جنت میں داخل کر دے اور چاہے تو بقدر گناہ عذاب کر کے پھر جلد ہی جنت میں داخل کرے۔ مؤمن کو ناامید نہیں ہونا چاہئے جیسا کہ ابھی اوپر بیان ہوا کہ وہ مالک چاہے تو کبیرہ گناہ کو بھی بخش دے:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ "لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحمَةِ اللّٰهِ. (الزمر ۳۹: ۵۳)

"اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔"

اور بے خوف بھی نہ رہنا چاہئے کیونکہ وہ مالک چاہے تو صغیرہ گناہ پر بھی عذاب

دے۔اسی لئے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَلایمَانُ بَینَ الخَوفِ وَالرَّجَآءِ

''ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔''

شرائطِ ایمان

ایمان کی سات شرطیں ہیں: (۱) ایمان بالغیب یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اگرچہ اسے دیکھا نہیں اسی لئے مرتے وقت عذاب کے فرشتے دیکھ کر ان کے خوف سے توبہ کرنا اور ایمان لانا (ایمان بالبأس) معتبر اور مفید نہیں بلکہ غیر مقبول ہے کیونکہ یہ ایمان بالغیب نہیں رہا بلکہ یہ تو عذابِ آخرت دیکھ کر خوف سے ایمان لانا ہے (صحیح یہ ہے کہ مومن کی توبہ بھی اس وقت غیر مقبول ہے)۔ (۲) عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہے جو غیب کا دعویٰ کرے اس کا ایمان فنا ہو جاتا ہے۔ (۳) ایمان اختیار اور عقل و ہوش سے لانا، ایمان بالجبر مثلاً کافر کو کوئی زبردستی کلمہ پڑھائے، نیز مست و بیہوش کے ایمان کا اعتبار نہیں۔ (۴،۵) اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام جاننا۔ (۶) قہرِ الٰہی اور اس کے عذاب سے ڈرنا۔ (۷) اس کی رحمت کا امیدوار رہنا۔ پس اگر کوئی دل میں خوفِ الٰہی نہ رکھتے ہوئے جائز سمجھ کر غیبت کرے یا جھوٹ بولے یا کسی مومن کو ایذا دے تو اس کا ایمان جاتا رہے گا اور جو رحمتِ الٰہی سے ناامید ہوا یعنی یہ یقین کیا کہ وہ تو ہرگز نہیں بخشے گا تو وہ شخص کافر ہو جائے گا اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلایمَانُ بَینَ الخَوفِ وَالرَّجَآءِ

''ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔''

ایمان کو دل اور زبان سے قبول کرنا اس کی حقیقت ہے اور عمر بھر میں ایک دفعہ ایمان

لانا اور اس پر مرتے وقت تک قائم رہنا فرض ہے۔ اس کے بعد تکرارِ ایمان سنت ہے۔
ایمان کے باقی رہنے کی چند تدبیریں درج ذیل ہیں:

(۱) ایمان کا شکر بجالانا، کیونکہ یہ فضل الٰہی ہے۔

(۲) خوفِ زوال یعنی یہ خوف رکھے کہ کہیں یہ دولت جاتی نہ رہے۔

(۳) مخلوق خدا پر ظلم نہ کرنا، ان باتوں پر عمل کرنے سے ایمان باقی رہتا ہے۔

ایمان اور اسلام

ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہے، شرع شریف میں جس کو مؤمن کہتے ہیں اس کو مسلمان بھی کہتے ہیں گو لغوی معنی کے اعتبار سے کبھی دونوں میں فرق بھی ہوتا ہے کہ تصدیقِ قلب کو ایمان اور اعمال و انقیاد (اطاعت) کو اسلام کہتے ہیں۔ گناہِ کبیرہ کرنے سے نہ ایمان جاتا ہے اور نہ کافر ہوتا ہے پس سب احکامِ ایمان اس پر جاری کئے جائیں مثلاً اس کے مرنے کے بعد اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا قبورِ مسلمین (مسلمانوں کے قبرستان) میں اس کو دفن کرنا اس کے مال میں توریث (وراثت) جاری کرنا وغیرہ۔ اگر مؤمن عاصی کو غرغرہ یعنی نزع سے پہلے (عذاب کے فرشتے مرتے وقت دیکھنے سے پہلے) توبہ کی توفیق حاصل ہو جائے تو نجات کی بڑی امید ہے۔ ایمانِ اجمالی کا مرتبہ ایمانِ تفصیلی سے کم نہیں اور ایمانِ اجمالی میں کلمۂ شہادت اَشھدُ اَن لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشھدُ اَنَّ مُحمدًا عَبدُہٗ وَ رَسُولُہٗ صدق دل سے کہنا کافی ہے پس جس نے یہ کہا وہ مؤمن ہوا۔ (۱)

(۱) عمدۃ الفقہ، ص ۵۵ تا ۵۷، ج ۱

﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰی لَہُمۡ وَ حُسۡنُ مَاٰبٍ﴾

(الرعد: ۲۹)

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیۓ ان کے لیۓ خوش حالی اور نیک انجامی ہے۔''

دوسرا باب

ایمان اور مومنین

قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآنی آیات

(۱) ایمان کانمونہ

﴿آمن الرسول بما انزل الیه من ربه و المومنون ط﴾ الآیة

''اعتقادر کھتے ہیں رسول (ﷺ) اس چیز (کے حق ہونے) کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور دوسرے مومنین بھی اس کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے سب پیغمبروں کے ساتھ کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے سنا اور خوشی سے مانا ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔''

(البقرۃ:۲۸۵)

(۲) مومن و کافر کی مثال

﴿اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ﴾ الآیة

''ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ (گمراہ) تھا ہم نے اس کو زندہ (مسلمان) بنادیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے۔ کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ وہ تاریکیوں میں ہے ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا۔'' (الانعام:۱۲۲)

(۳) گمراہوں کی دعوت ٹھکرا کر اللہ پر ایمان لانے والا انتہائی مضبوط و پائیدار حلقہ سے وابستہ ہو گیا

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ﴾ الآیة

''دین میں زبردستی نہیں، ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے سو جو شخص شیطان سے بداعتقاد ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کو کسی طرح شکستگی نہیں اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں اور خوب جاننے والے ہیں۔''
(البقرۃ:۲۵۶)

(۴) ایمان لانے والے تاریکیوں سے نکل کر روشنی میں آ جاتے ہیں

﴿اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِینَ اٰمَنُوا﴾ الاٰیۃ

''اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے ان کو تاریکیوں سے نکال کر یا بچا کر نور کی طرف لاتا ہے، اور جو لوگ کافر ہیں ان کے ساتھی شیاطین ہیں وہ ان کو نور سے نکال کر یا بچا کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔'' (البقرہ:۲۵۷)

(۵) ایمان کی نعمت حاجیوں کی خدمت اور مسجدِ حرام کی آبادکاری جیسے اہم کاموں سے بھی بدرجہا افضل و بہتر ہے

﴿اَجَعَلتُم سِقَایَةَ الحَآجِّ وَ عِمَارَةَ المَسجِدِ الحَرَامِ﴾ الآیۃ

''کیا تم لوگوں نے حجاج کے پانی پلانے کو اور مسجدِ حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص کی برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یہ لوگ برابر نہیں اللہ کے نزدیک۔'' (التوبۃ:۱۹)

(۶) ایمان لاکر اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہر قسم کے خسارے سے محفوظ ہیں

﴿وَ العَصرِ ۙ اِنَّ الاِنسَانَ لَفِی خُسرٍ ۙ﴾ الخ

''قسم ہے زمانے کی کہ انسان بڑے خسارہ میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو پابندی (صبر و تحمل) کی فہمائش کرتے رہے۔'' (سورۃ العصر)

(۷) ایمان پر جم جانے والے اللہ کی رحمت و فضل کے مستحق اور سیدھی راہ پر قائم ہیں

﴿فَاَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَ اِعتَصَمُوا بِه﴾ الآية

''سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کو مضبوط پکڑا سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کریں گے اور اپنے فضل میں اور اپنے تک ان کو سیدھا راستہ بتلا دیں گے۔'' (المائدۃ: ۱۷۵)

(۸) ایمان پر ہونے والی آزمائشوں پر صبر کرنے والوں کے لئے خوشخبری

﴿وَ لَنَبلُوَنَّكُم بِشَيءٍ مِّنَ الخَوفِ وَالجُوعِ﴾ ثلث اٰيات

''اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی مِلک ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانے والے ہیں۔ ان لوگوں پر خاص خاص رحمتیں بھی ان کے پروردگار کی طرف سے ہوں گی اور عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہیں جن کی رسائی ہوگئی۔'' (البقرۃ: ۱۵۵ تا ۱۵۷)

(۹) ایمان لاکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خدا سے محبت اور اس کا محبوب و مغفور ہونے کی علامت ہے

﴿قُل اِن كُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي﴾ الاٰية

''آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے عنایت فرمانے والے ہیں۔'' (آل عمران:۳۱)

(۱۰) اہل ایمان مخلوقات میں سب سے افضل و بہتر ہیں

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ؕ﴾

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔'' (البینۃ:۷)

سچے مومنوں کے لئے خدا تعالیٰ کے پکّے وعدے

(۱۱) الف:- وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے

﴿وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ الآیۃ

''اور جو لوگ ایمان لاویں اور نیک کام کریں ایسے لوگ اہلِ بہشت ہوتے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔'' (البقرہ:۸۲)

(۱۲) ب:- ان کو دائمی اور بہترین بدلہ ملے گا

﴿وَ یُبَشِّرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ﴾ الآیتین

''اور ان اہلِ ایمان کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں، یہ خوشخبری دے کہ ان کو اچھا اجر ملے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔'' (الکہف:۲،۳)

(۱۳) ج:- اللہ تعالیٰ ان کی ہمیشہ مدد فرمائے گا

﴿اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ الآیۃ

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے ہٹا دے گا (دشمنوں کو) بے شک اللہ تعالیٰ کسی دغاباز کفر کرنے والے کو نہیں چاہتا۔'' (الحج:۳۸)

(۱۴) د:۔ان کے لئے بے پناہ اجر وثواب ہے

﴿اِلَّا الَّذِینَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُم اَجرٌ غَیرُ مَمنُونٍ ﴾

''لیکن جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کے لئے اس قدر ثواب ہے جو کبھی منقطع (ختم) نہ ہوگا۔'' (التین:۶)

(۱۵) ھ:۔وہی غالب و سر بلند رہیں گے

﴿وَ لَا تَھِنُوا وَ لَا تَحزَنُوا﴾ الاٰیة

''اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مؤمن رہے۔'' (آل عمران:۱۳۹)

(۱۶) و:۔یہ اہلِ ایمان خدا کے نیک بندوں میں داخل کئے جائیں گے

﴿وَالَّذِینَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدخِلَنَّھُم فِی الصّٰلِحِینَ﴾ الاٰیة

''اور جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور نیک عمل کئے ہوں گے ان کو نیک بندوں میں داخل کر دیں گے۔'' (العنکبوت:۹)

(۱۷) ز:۔ ان کے گناہ معاف کر دئے جائیں گے

﴿وَالَّذِینَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُکَفِّرَنَّ﴾ الاٰیة

''اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں، ہم ان کے گناہ ان سے دور

کردیں گے اوران کوان کے اعمال کا زیادہ اچھا بدلہ دیں گے۔'' (العنکبوت:۷)

(۱۸) ح:- ان کے لئے جنت میں عمدہ ترین بالا خانے ہوں گے

﴿وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمۡ﴾ الاٰیتین

''اور جولوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ہم ان کو جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ کام کرنے والوں کا (یہ) کیا (خوب) اجر ہے جنہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر توکّل کیا کرتے تھے۔'' (العنکبوت:۵۱،۵۲)

(۱۹) ط:- ان کی دنیوی زندگی پاکیزہ اوراخروی زندگی سعادت سے بھرپور ہوگی

(۱) ﴿قُلۡ یٰعِبَادِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ﴾ الاٰیة

''آپ کہئے کہ اے میرے ایمان والے بندوتم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لئے نیک صلہ ہے اوراللہ کی زمین فراخ ہے مستقل رہنے والوں کوان کا صلہ بے شمار ہی ملے گا۔'' (الزمر:۱۱)

(۲) ﴿مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی﴾ الاٰیة

''جوشخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحبِ ایمان ہوتو ہم اس شخص کو بالطف زندگی دیں گے اوران کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر دیں گے۔ (النحل:۹۷)

(۲۰) ی:- خدا کے یہاں ان کا اجر محفوظ ہے اورانہیں کسی قسم کا خوف اورغم نہ ہوگا

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ﴾ الاٰیة

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور نماز کی پابندی کی اور زکوۃ دی ان کے لئے ان کا ثواب ہوگا ان کے پروردگار کے نزدیک اور ان پر کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔'' (البقرہ:۲۷۷)

(۲۱) ک:- اللہ تعالیٰ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے

﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُم وَ رَضُوا عَنه ط ذٰلِکَ لِمَن خَشِیَ رَبَّه﴾

''اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہے گا اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے یہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا رہے۔'' (البینة:۸)

(۲۲) ل:- وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوں گے

﴿لا تَقنَطُوا مِن رَّحمَةِ اللّٰهِ﴾ الآیة

''آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے''۔ (الزمر:۵۳)

(۲۳) م:- حاملین عرش فرشتے ان کے، انکے والدین اور ان کی اولاد وازواج کے لئے دعاءِ خیر کرتے ہیں۔''

﴿اَلَّذِینَ یَحمِلُونَ العَرشَ وَ مَن حَولَه﴾ ثلاث آیات

''جو فرشتے کہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اس کے گرداگرد ہیں، وہ اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت اور علم ہر چیز کو شامل ہے سو ان

لوگوں کو بخش دیجئے جنہوں نے توبہ کر لی ہے اور آپ کے رستے پر چلتے ہیں اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے۔ اے ہمارے پروردگار اور ان کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے، داخل کر دیجئے اور ان کے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو لائق ہوں ان کو بھی داخل کر دیجئے۔ بلاشک آپ زبردست حکمت والے ہیں۔ اور ان کو تکالیف سے بچایئے اور آپ جس کو اس دن کی تکالیف سے بچالیں تو اس پر آپ نے مہربانی فرمائی اور یہ بڑی کامیابی ہے۔'' (المومن: ۷تا۹)

(۲۴) ن:- سچے مومنوں کے لئے حکومت، خوف سے نجات، امن وامان اور دینِ حق کو قوت عطا فرمانے کا خدائی وعدہ

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ﴾ الآیتین

''تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرماوے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو ان کے لئے قوت دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مُبَدَّل بَامَن (امن میں تبدیل) کر دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص اس کے بعد ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ (النور: ۵۵،۵۶)

احادیث مبارکہ

ایمان خدا کے یہاں مقبولیت کی پہچان ہے سرمایہ و دولت نہیں

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے

جس طرح تم میں روزی کی تقسیم کی ہے اسی طرح تمہارے اخلاق کی بھی تقسیم کردی ہے (جیسے رزق تنگ وفراخ کر رکھا ہے ایسے ہی اخلاق بھی کسی کے تنگ اور کسی کے وسیع رکھے ہیں) وہ دنیا تو (سب ہی کو دیتا ہے) اس کو بھی جس سے محبت کرتا ہے اور اس کو بھی جس سے محبت نہیں کرتا لیکن دولتِ ایمان صرف اسی کو دیتا ہے جس کو محبوب رکھتا ہے۔ (رواہ الحاکم) (۱)

جنت میں صرف مومن جائیں گے

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ جب خیبر کی جنگ ہوئی تو اس میں آنحضرت ﷺ کے کچھ صحابہؓ شہید ہوگئے۔ لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ فلاں فلاں شہید ہوگئے یہاں تک کہ وہ ایک اور مقتول پر گذرے تو اس کے متعلق بھی یہی کہا کہ فلاں صحابی شہید ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میں نے اس کو ایک چادر یا عباء (چرانے کی) سزا میں دوزخ میں دیکھا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا جاؤ اور لوگوں میں یہ اعلان کردو کہ جنت میں صرف وہی لوگ جائیں گے جو "المومن" یعنی پورے پورے ایمان دار ہیں، اور میں نے یہ اعلان کردیا۔ (رواہ مسلم والترمذی وغیرہ) (۱)

مکمل دین کی بشارت اس امت کے سوا کسی کو نہیں دی گئی

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے کہا اے امیر المومنین! آپ کے قرآن میں ایک آیت ہے جسے آپ لوگ پڑھتے ہیں اگر کہیں وہ ہم یہودیوں کے لئے نازل ہوتی تو ہم اس دن عید منایا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ کونسی آیت ہے، اس نے کہا: یہ آیت:- (آج ہم تمہارا دین کامل کرچکے تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے حق میں دین صرف اسلام کو پسند کرلیا)۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہم وہ دن بھی جانتے ہیں اور وہ جگہ بھی جانتے ہیں جہاں یہ آیت آپؐ پر اتری تھی، جمعہ کا دن تھا اور عرفات کا میدان تھا

(۱) ترجمان السنۃ، ص ۵۰۵، ج ۱، (۲) ترجمان السنۃ، ص ۵۰۶، ج ۱

جہاں آپؐ کھڑے رکنِ وقوف ادا فرما رہے تھے (یعنی اس دن ہماری دو عیدیں تھیں)۔(۱)
(رواہ البخاری ومسلم وغیرہ)

گناہگار مومن کے حق میں مغفرت کی بشارت

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ خوشخبری لائے کہ آپؐ کی امت میں جو شخص اس حال پر مرجائے کہ اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرایا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے چوری اور زنا (گناہِ کبیرہ) کا ارتکاب کیا ہو آپ نے فرمایا اگرچہ چوری وزنا کا ارتکاب کیا ہو، میں نے پھر عرض کیا اگرچہ اس نے چوری اور زنا کا ارتکاب کیا ہو۔ آپؐ نے پھر وہی فرمایا چوتھی مرتبہ میرے اصرار پر فرمایا ہاں اگرچہ ابوذرؓ کو کتنا ہی ناگوار گذرے۔ حضرت ابوذرؓ کی عادت تھی کہ وہ اس حدیث کو نقل کرتے تو آپؐ کے اس فقرہ کو بھی نقل کردیتے تھے۔ (رواہ احمد والطبرانی) (۲)

اسلام زمانۂ کفر کے سب گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے

حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی حقانیت ڈال دی تو میں آپؐ کے پاس حاضر ہوا تاکہ آپؐ مجھے بیعت فرمالیں۔ آپ نے بیعت کے لئے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھادیا۔ میں نے کہا اس وقت تک آپؐ سے بیعت نہیں کروں گا جب تک کہ میرے سب پچھلے گناہ معاف نہ ہوں، آپؐ نے فرمایا اے عمرو کیا تمہیں یہ خبر نہیں کہ ہجرت پہلے سب گناہوں کو ختم کردیتی ہے۔ اے عمرو کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اسلام پہلے گناہوں کا تمام قصہ پاک کردیتا ہے۔ (رواہ احمد) (۳)

---

(۱) ترجمان السنۃ، ص ۵۰۷-۵۰۸ ج ۱، (۲) ترجمان السنۃ، ص ۵۰۸-۵۰۹ ج ۱، (۳) ترجمان السنۃ، ص ۵۱۱، ج ۱

ایمان کے بغیر اعمال صرف خوشنما قالب ہیں جن میں روح نہیں

حضرت ابواسحاقؒ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت براءؓ کو یہ کہتے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک شخص زرہ پہنے (سرتاپا لوہے میں ڈھکا ہوا) آیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں پہلے جہاد میں شریک ہو جاؤں یا پہلے اسلام لے آؤں پھر جہاد کروں۔ آپؐ نے فرمایا پہلے اسلام قبول کر اس کے بعد جہاد کرنا۔ چنانچہ وہ پہلے مسلمان ہوا اس کے بعد جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا اس نے کام تو کم کیا مگر ثواب بہت پائے گا۔ (بخاری) (یعنی زمانہ کفر کا بڑا عمل بھی بے وزن ہے اور ایمان کا تھوڑا سا عمل بھی بہت بھاری ہے۔) (۱)

اس کی مثال جو ایمان نہیں رکھتا اور قرآن پڑھتا ہے نازبو کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی مگر ذائقہ تلخ ہوتا ہے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو مومن قرآن پڑھتا اور اس پر عمل بھی کرتا ہے وہ رنگترے (سنگترے) کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا اور خوشبو بھی اچھی اور جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس کے احکام پر عمل کرتا ہے وہ کھجور کی طرح ہے جس کا ذائقہ تو اچھا مگر خوشبو کچھ نہیں اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ریحان (سیہ تلسی) کی سی ہے جس کی خوشبو تو بہت اچھی مگر ذائقہ تلخ اور جو قرآن بھی نہیں پڑھتا اس کی مثال درخت حنظل کی سی ہے جس کا ذائقہ بھی تلخ اور بو بھی ناگوار۔ (بخاری شریف)

تشریح: یعنی جس طرح پھل کی صرف خوشبو سے اس کے ذائقہ کا حال معلوم نہیں ہوتا اسی طرح صرف قرآن پڑھنے سے کسی کے ایمان کا حال نہیں کھلتا اور جس طرح کہ پھل کی اصل خوبی اس کا خوش ذائقہ ہونا ہے صرف اس کی خوشبو نہیں وہ ایک سامانِ تفریح ہے

---

(۱) ترجمان السنۃ، ص ۵۱۶ ج ۱

اسی طرح انسان کی اصل خوبی ایمان ہے صرف تلاوتِ قرآن نہیں۔ یہ مومن کے ایمان کی زینت ہے نہ کہ منافق کے نفاق کی مگر مشک جس کے پاس ہوگا خوشبو ہی دے گا اسی طرح قرآن جو تلاوت کرے گا اس کی خوشبو ضرور مہکے گی لیکن صرف اتنی بات پر دھوکا نہ کھانا چاہئے عمل کی اصل روح ایمان ہے۔(۱)

جو اپنے اسلام میں خوبی پیدا کرے اس کے لئے ایک نیکی پر سات سو گنا نیکیوں کی بشارت

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب تم میں کوئی سچا اور پکا مسلمان بن جاتا ہے تو پھر جو نیکی کرتا ہے، وہ اس کے نامۂ اعمال میں دس گنا سے سات سو گنا تک لکھی جاتی ہیں اور جو برائی کرتا ہے وہ صرف اتنی ہی لکھی جاتی ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ احتمال یہ بھی رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگذر فرمائے (تو اب ایک بھی نہیں لکھی جاتی۔) (بخاری و مسلم)(۲)

اچھے اسلام کے بعد زمانۂ کفر کی نیکیاں بھی اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی کے اسلام میں خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے تو اس کی تمام وہ نیکیاں جو اس نے شرک کے زمانہ میں کی تھیں، اسلام کے بعد سب لکھ دی جاتی ہیں۔ (دار قطنی) (۳)

آدمی کے اسلام کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ بیکار اور لایعنی باتوں سے کنارہ کش ہو جائے

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے آدمی کے اسلام کی

(۱) ترجمان السنۃ، ص ۵۱۷ ج ۱، (۲) ترجمان السنۃ، ص ۵۲۰ ج ۱، (۳) ترجمان السنۃ، ۵۲۱، ج ۱

ایک خوبی یہ ہے کہ وہ بیکار باتوں کا مشغلہ چھوڑ دے۔ (رواہ الترمذی وغیرہ) (۱)

دل کے خطرات اور بشری بھول چوک پر درگذر کی بشارت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے خاص میری امت کے حق میں وہ وساوس جو صرف ان کے دلوں میں گذریں معاف کردیئے ہیں جب تک کہ وہ اپنی زبان سے ان کو ادا نہ کریں یا عملی جامہ نہ پہنائیں۔ (مسلم)

تشریح: یہاں وساوس وخطرات کی وہی قسم مراد ہے جو کسی قول وعمل کے ابتدائی مراحل میں پیش آتی ہے۔ عقائدِ فاسدہ یا اخلاقِ رذیلہ جن کا تعلق صرف قلب سے ہے جوارح (اعضاء) سے نہیں وہ یہاں مراد نہیں ہیں پس اگر خدا کی وحدانیت یا رسول اللہ ﷺ کی رسالت میں وساوس داخل ہو کر تردّد کی حد تک پہنچ گئے ہیں تو قابلِ مواخذہ ہیں عقائد کے باب میں عزم ہی درکار ہے۔ اسی طرح حسد، کینہ، کبر، فریب، مسلمان پر ناحق بدگمانی، یہ سب کے سب اعمالِ قلبیہ ہیں۔ حدیثِ مذکور سے ان کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس حدیث میں صرف ان وساوس کا ذکر ہے جو زنا و سرقہ جیسے افعال یا غیبت وغیرہ جیسے اقوال سے پہلے انسان کے دل میں گذرتے ہیں پس اگر غیبت، زنا، سرقہ (چوری) وغیرہ کرنے کی نوبت نہیں آتی اور یہ خیالات صرف دل میں گذر کر رہ جاتے ہیں تو شانِ رحمت ان کی معافی کا اعلان کرتی ہے۔ (۲)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کی بھول، چوک اور وہ تمام باتیں معاف کردی ہیں جو اُن سے بہ جبر کرائی جائیں۔ (۳)

(رواہ ابن ماجہ والبیہقی وابن حبان وغیرہ)

---

(۱) ترجمان السنہ، ص ۵۲۳-۵۲۴، ج ۱، (۲) ترجمان السنہ، ص ۵۲۵-۵۲۶، (۳) ترجمان السنہ، ص ۵۲۷ تا ۵۲۸، ج ۱

دین محمدی کے سرتاسر سہل اور آسان ہونے کی بشارت

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دین بہت آسان ہے اور ''مسند احمد'' کی روایت میں ہے تمہارے سب دینوں میں بہتر وہ ہے جو سب میں آسان ہو۔ (اخرجہ احمد والبخاری فی الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دین بہت آسان ہے جو شخص دین میں سختی کرے گا وہ اس پر غالب آجائے گا لہذا سیدھے رہو اور زیادہ بلند پروازیاں مت کرو اور خوش ہو جاؤ (کہ تمہیں ایسا آسان دین ملا ہے) صبح اور دوپہر کے بعد اور کچھ رات میں عبادت کر کے (دین پر استقامت اور پابندی کے ساتھ عمل کرنے کی) قوت حاصل کرو۔ (رواہ البخاری فی الایمان) (۱)

دین اسلام کے مضبوط و متوازن ہونے کی خوشخبری

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دین نہایت موزوں اور مضبوط ہے اس کو نرمی کے ساتھ حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ (اور زیادہ سختیاں اٹھا کر) خدا کی عبادت سے اپنے دل میں نفرت نہ پیدا کرو کیونکہ زیادہ تیز رو مسافر اپنی سواری ہلاک کر دیتا ہے اور منزلِ مقصود طے کرنے سے بھی رہ جاتا ہے۔ (یہی مثال عبادت میں حد سے زیادہ جدوجہد کرنے والے کی ہے)۔ (رواہ احمد) (۲)

اسلام پر بیعت کرنا خدا کی اسٹیٹ میں حلفِ وفاداری کے ہم معنی ہے

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے (یہ بدر میں شریک تھے اور لیلۃ العقبہ میں بیعت کرنے والوں میں شامل تھے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صحابہ کی ایک مختصر جماعت

(۱) ترجمان السنۃ، ص ۵۲۹، ج ۱، (۲) ترجمان السنۃ، ۵۲۹-۵۳۰، ج ۱

بیٹھی ہوئی تھی آپ ؐ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا مجھ سے ان باتوں پر بیعت کرو۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنے بچوں کو قتل نہیں کرو گے، دیدہ و دانستہ کسی پر افتراء پردازی (الزام تراشنا) نہیں کرو گے اور اُن احکام میں جو شریعت کے مطابق ہوں میری نافرمانی نہیں کرو گے، جو شخص تم میں سے اس عہد کو پورا کرے گا، اس کا ثواب خدا کے ذمہ ہے اور جو (حسب الاتفاق) ان باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہو جائے گا پھر دنیا میں اس کی سزا مل جائے گی تو یہ سزا اس کا کفارہ ہو جائے گی اور اگر اس کو (سزا نہ ملی اور) اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس کی پردہ پوشی فرمائی تو اب یہ اس کی مرضی پر منحصر ہوگا اگر چاہے تو آخرت میں بھی درگذر فرمائے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے۔ ہم نے ان سب شرطوں پر آپ ؐ سے بیعت کر لی۔ (بخاری شریف)

تشریح: یہ ایک عام دستور ہے کہ ہر اسٹیٹ کی ابتدا اس کے ساتھ حلفِ وفاداری اٹھانے سے ہوتی ہے کیونکہ جب تک کسی اسٹیٹ اور کسی نظامِ حکومت کے ساتھ پوری وفاداری کا عہد نہ کیا جائے اس نظام کا چلنا ہی ممکن نہیں۔ اس عہد کو کرنے کے بعد نہ صرف یہی کہ اس نظامِ حکومت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے بلکہ سرِ مو اس کی مخالفت کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور اس کے ساتھ عملاً پوری ہمدردی کرنا بھی فرائض میں شمار ہوتا ہے اسی طرح اسلامی نظامِ حکومت بھی اپنے ہمنواؤں سے سب سے اوّل اپنے ساتھ حلفِ وفاداری اٹھانے کا مطالبہ کرتا ہے اس کی صورت یہاں کلمۂ توحید اور رسالت کی شہادت مقرر کی گئی ہے اسی کا نام ایمان و اسلام ہے اور اسی عہد کو اور زیادہ مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے بیعت لی جاتی ہے۔ پس ایمان اگرچہ بظاہر صرف رسالت اور توحید کے اقرار کا نام ہے مگر درحقیقت وہ پوری اسلامی اسٹیٹ کے ساتھ وفاداری کا ایک مؤکد اور مضبوط اقرار ہے اس لئے صرف ایمان لانے سے اسلام کے تمام احکام کا تسلیم کرنا بلکہ اس کی مشنری کا خود ایک پرزہ بن جانا ضروری ہو جاتا ہے۔ (۱)

(۱) ترجمان السنۃ، ص ۵۳۹-۵۴۰، ج۱

﴿بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ وَاللّٰهُ مِن وَرَائِهِم مُحِيطٌ﴾

(البروج)

''بلکہ یہ کافر تکذیب میں لگے ہیں، اور اللہ ان کو ادھر ادھر سے گھیرے ہوئے ہے۔''

''کفر''

شرائط، اقسام اور احکام

کفر کی تعریف، شرائط، قسمیں اور احکام

۱- کفر کی تعریف

جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آں حضرت ﷺ پر نازل ہوا، اس کا انکار کرنا کفر ہے اگرچہ وہ انکار ایک ہی چیز کا ہو بشرطیکہ وہ بالاتفاق تواتر سے ثابت ہو۔ (پس کفر ایمان کی ضد ہے)۔ (عمدۃ الفقہ ص:۶۰، ج:۱)

۲- کفر وارتداد لازم ہونے کی شرائط

تین ہیں (۱) عقل یعنی نشہ اور بے ہوشی نہ ہو۔ (۲) قصد وارادہ سے ہو یعنی غلطی اور سہو سے نہ ہو پس بغیر قصد کے کافر نہ ہوگا۔ (۳) اختیار سے ہو یعنی قتل وغیرہ کا جبر واکراہ نہ ہو۔ (بدائع الصنائع ص:۱۱۷، ۱۱۸، ج:۶)

۳- احکام کفر وارتداد

(۱) اس کافر کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ (نکاح جاتا رہتا ہے) (۲) اس کا ذبیحہ حرام ہے۔ (۳) اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ (یہ حکم حکام اور دار الاسلام کے ساتھ خاص ہے، ہر جگہ نہیں)۔ (۴) اس کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ (۵) وہ کسی کا نکاح بھی نہیں کر سکتا، کیوں کہ اسے ولایت حاصل نہیں۔ (نوٹ) یہ احکام اس کے لئے ہیں جو قصداً اپنے اختیار سے اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جائے۔ پس اگر ترک اسلام کا ارادہ نہ ہو بلکہ نادانی و بیوقوفی سے حرکتِ کفر سرزد ہو گئی ہو تو احتیاطاً دوبارہ نکاح کرنا واجب ہے اور اس کا ذبیحہ پھینک دیا جائے اور اس کو کفر سے توبہ کرنی چاہیے۔

(بدائع الصنائع ص:۱۱۸-۱۲۰، ج:۶) (عمدۃ الفقہ، ص:۶۰، ج:۱)

وضاحت: کفر کبھی قولی ہوتا ہے کبھی فعلی: مثلاً کوئی شخص ساری عمر نماز پڑھتا رہے اور تیس سال کے بعد ایک بت کے آگے سجدہ کرلے تو یہ کفر فعلی ہے۔ کفر قولی یہ ہے کہ کوئی شخص کہہ دے کہ خدا کے ساتھ صفتوں میں یا فعل میں کوئی شریک ہے۔ اسی طرح یہ بھی کفر قولی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی اور نیا پیغمبر آئے گا۔ کیوں کہ تواتر توارث کے ذیل میں ساری امت اس علم میں شریک ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ (ملفوظات محدث کشمیری)

(۴) کفر کی قسمیں

کفر کی چار قسمیں ہیں: (۱) **کفرِ جہل**: یعنی اپنے باطل گمان میں نبی کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) جھوٹا سمجھ کر آپ ؐ کے ارشادات کو کھلے عام جھٹلانا جیسے ابو جہل اور ابولہب وغیرہ کا کفر تھا۔ (۲) **کفر جحود و عناد**: آپ ؐ کو دل سے سچا مانتے ہوئے ضد اور عناد کی بنا پر بظاہر جھٹلانا۔ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور ابلیس اسی کفر میں مبتلا ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

(۱) "اَلَّذِیْنَ آتَیْنٰھُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَائَھُمْ" (البقرۃ، آیت:۱۴۶)

"جو اہل کتاب ہیں وہ نبی کریم ﷺ کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔"

(۲) وَجَحَدُوْا بِھَا وَ اسْتَیْقَنَتْھَا اَنْفُسُھُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا. (النمل، آیت:۱۴، رکوع:۱)

"اور (غضب تو یہ تھا کہ ظلم) اور تکبر کی راہ سے ان (معجزات) کے (بالکل) منکر ہو گئے حالانکہ (اندر سے) ان کے دلوں نے ان کا یقین کرلیا تھا۔" (بیان القرآن)

کفر شک: اکثر منافقین اسی کفر میں مبتلا تھے۔ (۴) **کفر تاویل**: یعنی نبی کریم ﷺ کے ارشادات کو اپنے اصل معنی سے ہٹا دینا یا آپ ؐ کے ارشادات کو (نعوذ باللہ)

تقیہ اور مصلحت پسندی کا نتیجہ قرار دینا۔ (اکفار الملحدین، ص: ۱۲۴)

اسی طرح کفار کی بھی کئی قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

علما نے لکھا ہے کہ کافر اس کو کہتے ہیں جو مؤمن نہ ہو۔ پھر اگر اس کے باوجود دھوکہ دہی کے لئے وہ ایمان کو ظاہر کرتا ہے تو وہ **منافق** ہے اور اگر حقیقتاً ایمان لانے کے بعد وہ کافر ہوگیا ہو۔ (نعوذ باللہ) تو وہ **مرتد** ہے اور اگر وہ دو یا دو سے زیادہ معبودوں کو مانتا ہو تو وہ **مشرك** ہے اور اگر کسی منسوخ شدہ آسمانی دین یا سابقہ آسمانی کتابوں میں سے کسی کتاب پر ایمان رکھتا ہو تو وہ **کتابی** ہے جیسے یہود و نصاریٰ، اور اگر عالم کے فنا ہونے پر یقین نہ رکھتا ہو بلکہ اس کائنات کو ازلی اور قدیم مانتا ہو نیز حوادث اور واقعات کو زمانہ کی گردش کا کرشمہ سمجھتا ہو (خدا کی قدرت سے نہ مانتا ہو) تو وہ **دہریہ** اور **ملحد** ہے اور اگر وہ خدا تعالیٰ کے وجود کا ہی قائل نہ ہو تو وہ **معطل** ہے اور اگر رسول اکرم ﷺ کی نبوت اور اسلامی شعائر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کا بظاہر تو اقرار کرے لیکن دل میں ایسے باطل نظریات وعقائد رکھتا ہو جو بالاتفاق کفر ہیں تو ایسا شخص **زندیق** ہے۔
(اکفار الملحدین ص: ۱۳-۷۱-۷۲)

منافق کے متعلق ضروری وضاحت

ایمان و کفر میں کوئی واسطہ نہیں یعنی آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر، تیسری صورت کوئی نہیں کہ نہ مسلمان ہو نہ کافر، نفاق یہ ہے کہ انسان زبان سے دعویٰ اسلام کا کرے اور دل میں اسلام سے انکار ہو، یہ بھی خالص کفر ہے بلکہ اشد درجہ کا کفر ہے اور ایسے لوگوں کے لئے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ (بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے) (النساء (۴)، آیت: ۱۴۵) حضور اقدس ﷺ کے زمانہ مبارک میں کچھ لوگ اس بری صفت کے ساتھ اس نام سے مشہور ہوئے کہ ان کے کفر باطنی پر قرآن ناطق ہوا، نیز نبی ﷺ نے وحی الٰہی اور نور نبوت سے ایک ایک کو پہچانا اور فرما دیا کہ فلاں فلاں شخص منافق ہے لیکن آپؐ کے بعد کسی زمانے میں بھی کسی خاص شخص کو قطعی طور پر منافق نہیں کہا

جاسکتا بلکہ ہمارے سامنے جو اسلام کا دعویٰ کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے اور کہیں گے جب تک اس سے وہ قول یا فعل جو ایمان کے خلاف ہو صادر نہ ہو، اور اس کو عملی نفاق کہیں گے۔ اس بنا پر جو شخص باطنی طور پر اسلامی عقائد کا معتقد ہو مگر ظاہری اعمال میں قاصر (کوتاہی کرنے والا) ہو اس کو عملی منافق کہا جاسکتا ہے اور نفاق عملی نفاق حقیقی کا سبب بھی بن سکتا ہے جیسا کہ بعض اوقات گناہوں کا ارتکاب کرتے کرتے کفر حقیقی کی نوبت بھی آ سکتی ہے۔ پس اپنے اعمال میں اس کا محاسبہ جاری رکھے (۱)۔ اور اللہ جل شانہ کی شان بے نیازی سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے ہوئے خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتا رہے اور رحمت خداوندی سے بھی ہرگز مایوس نہ ہو کیوں کہ ایمان اسی امید و بیم کی مرکب اور ملی جلی کیفیت سے عبارت ہے۔ (الایمان بین الخوف والرجاء (الحدیث)

---

(۱) عمدۃ الفقہ ص:۶۵، ج:۱

﴿وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِیْ كُنْتُ تُرَابًا.﴾ (النبا: ۴۰)

''اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہو جاتا۔''

چوتھا باب

''کفر، کفّار اور مشرکین''
قرآن وحدیث کی روشنی میں

قرآنی آیات

(۱) خدا کی آیتوں کو جھٹلانے والے بہرے، گونگے اور تاریکیوں میں گرفتار ہیں

﴿وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّ بُکْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ﴾ الاٰیۃ

''اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ تو بہرے اور گونگے ہو رہے ہیں طرح طرح کی ظلمتوں میں اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں بے راہ کر دیں اور وہ جس کو چاہیں سیدھی راہ پر لگا دیں۔'' (الانعام: ۳۹)

(۲) ان کے دلوں اور کانوں پر بند لگا دیا گیا ہے اور آنکھوں پر پردہ ہے

﴿خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ﴾ الآیۃ

''بند لگا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے سزا بڑی ہے۔'' (البقرہ: ۷)

(۳) وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے

﴿وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا﴾ الاٰیۃ

''اور جو لوگ کفر کریں گے اور تکذیب کریں گے ہمارے احکام کی یہ لوگ ہوں گے دوزخ والے، وہ اس میں ہمیشہ کو رہیں گے۔'' (البقرہ: ۳۹)

(۴) وہ خدا کے نزدیک نجس اور گندے ہیں

﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ﴾ الاٰیۃ

''اے ایمان والو! مشرک لوگ نرے ناپاک ہیں سو یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پاویں اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہے گا تو محتاج نہ رکھے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔'' (التوبۃ: ۲۸)

(۵) آخرت میں ان کے جھوٹے معبود بھی ان کے مخالف ہو جائیں گے

﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ آلِھَۃً﴾ الآیتین۔

''اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود تجویز کر رکھے ہیں تا کہ ان کے لئے وہ باعث عزت ہوں، ہرگز نہیں وہ تو ان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔'' (مریم ۸۱-۸۲)

(۶) آخرت کی سزا کے وقت ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا

﴿وَمَالَھُمْ مِنْ نّٰصِرِیْنَ﴾ الآیۃ

''اور آخرت میں بھی سزا کے وقت ان کا کوئی حامی و مددگار نہ ہو گا اور ان کی مغفرت نہ ہوگی۔'' (آل عمران :۲۲)

(۷) اللہ تعالیٰ ان کافروں کا دشمن ہے

﴿مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِلّٰہِ﴾ الآیۃ

''جو شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا اور پیغمبروں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا تو اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا۔'' (البقرۃ:۹۸)

(۸) ان کے جھوٹے معبود انہیں ہرگز کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے

﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ الآیۃ

''آپ کہیئے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہے آپ یہ کہئے کہ کیا پھر بھی تم نے خدا کے سوا دوسرے مددگار قرار دے رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے آپ یہ کہئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے۔'' (الرعد:۱۶)

(۹) وہ اللہ کے قہر و غضب کے مستحق بن چکے ہیں

﴿اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰہِ﴾ الآیۃ

سو ایسا شخص جو کہ رضائے حق کا تابع ہو گیا وہ اس شخص کے مثل ہو جاوے گا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہو اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہو اور وہ جانے کی بری جگہ ہے۔ (آل عمران:۱۶۲)

(۱۰) دین حق کے خلاف ان کی سازشیں ہمیشہ ناکام رہیں گی

﴿یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ﴾ الآیۃ

''یہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا گو کافر کیسے ہی ناخوش ہوں۔'' (الصّف:۸)

(۱۱) دنیا میں فساد اور بگاڑ کے اصل مجرم یہی ہیں

﴿اَمْ نَجْعَلِ الَّذِیْنَ آمَنُوْا﴾ الآیۃ

''ہاں تو کیا ہم ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ان کی برابر کردیں گے جو دنیا میں فساد کرتے پھرتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی برابر کردیں گے۔'' (ص:۲۸)

(۱۲) ان سے موالات اور قلبی تعلق منع ہے

﴿لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ﴾ الآیۃ

''مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو شخص ایسا کرے گا سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں مگر ایسی صورت میں کہ تم ان سے کسی قسم کا اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' (آل عمران:۲۸)

(۱۳) دین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرنا حرام ہے

﴿فَلَا تَکُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْکَافِرِیْنَ﴾

''سو آپ ان کافروں کی ذرا تائید نہ کیجئے۔'' (القصص:۸۶)

(۱۴) ان کی دوستی میں ہرگز کوئی عزت نہیں

﴿اَلَّذِیۡنَ یَتَّخِذُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ﴾ الآیۃ

''جن کی یہ حالت ہے کہ کافروں کو دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا ان کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں سو اعزاز تو سارا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔'' (النساء:۱۳۹)

(۱۵) ان کے تمام اعمال ضائع اور برباد ہو چکے ہیں

الف: ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ وَ لِقَآئِہٖ﴾ الآیۃ

''یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیتوں کا اور اس سے ملنے کا انکار کر رہے ہیں سو ان کے سارے کام غارت گئے تو قیامت کے دن ہم ان کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے۔'' (الکھف:۱۰۵)

ب: ﴿قُلۡ ہَلۡ نُنَبِّئُکُمۡ بِالۡاَخۡسَرِیۡنَ اَعۡمَالًا﴾ الآیتین

''آپ کہیے کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کری کرائی محنت سب گئی گذری ہوئی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔'' (الکھف:۱۰۳-۱۰۴)

(۱۶) دین حق سے روکنے کی خاطر مال خرچ کرنا ان کے لئے باعث حسرت و ذلت ہوگا

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ﴾ الآیۃ

''بلا شبہہ یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لئے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے پھر وہ مال ان کے حق میں باعث حسرت ہو جائیں گے پھر مغلوب ہو جاویں گے۔'' (الانفال:۳۶)

(۱۷) ان کے مال اور اولاد بھی حقیقتاً ان کے لئے عذاب ہیں

﴿فَلَا تُعۡجِبۡکَ اَمۡوَالُہُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُہُمۡ﴾ الآیۃ

''سو ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی میں ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جاوے۔'' (التوبۃ :۵۵)

(۱۸) اللہ ان کے دلوں میں سچے مومنوں کا رعب ڈال دیں گے

﴿سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ﴾ الآیۃ

''ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں ہول (خوف و ہیبت) کافروں کے دلوں میں بہ سبب اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھہرایا ہے جس پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کی اور ان کی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے بے انصافوں کی۔'' (آل عمران:۱۵۱)

(۱۹) وہ سب کچھ قربان کر کے بھی قیامت کے دردناک عذاب سے نہ بچ پائیں گے

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا﴾ الآیۃ

''یقیناً جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس تمام دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور ان چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تاکہ وہ اس کو دے کر روز قیامت کے عذاب سے چھوٹ جاویں تب بھی وہ چیزیں ہرگز ان سے قبول نہ کی جاویں گے اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔'' (المائدہ:۳۶)

(۲۰) کفار بالآخر اپنے کفر پر نادم ہوں گے

﴿وَلَوْ تَرٰی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ﴾ الآیۃ

''اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جاویں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماوے گا کہ کیا یہ امر واقعی نہیں ہے وہ کہیں گے بے شک قسم اپنے رب کی اللہ تعالیٰ فرماوے گا تو اب اپنے کفر کے عوض عذاب چکھو۔'' (الانعام :۲۷)

(۲۱) ان پر اللہ کی لعنت ہوگی

﴿وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ﴾ الآیۃ

''اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے معاہدوں کو ان کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے جن تعلقات کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے ان کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہوگی اور ان کے لئے اس جہاں میں خرابی ہوگی۔'' (الرعد:۲۵)

(۲۲) مرتد کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں

﴿وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ﴾ الآیۃ

''اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مر جاوے تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں یہ لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔'' (البقرہ:۲۱۷)

(۲۳) ارتداد و ناشکری کا انجام بدامنی اور فقر و فاقہ ہے

﴿وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً﴾ الآية

''اور اللہ تعالیٰ ایک بستی والوں کی حالت عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ امن و اطمینان میں تھے ان کے کھانے پینے کی چیزیں بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے ان کے پاس پہنچا کرتی تھیں سو انہوں نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی (یعنی خدا کے ساتھ شرک و کفر کیا) اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان حرکات کے سبب ایک محیط قحط اور خوف کا مزہ چکھایا۔'' (النحل:۱۱۲)

(۲۴) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت بھی اعمال کو برباد کر دیتی ہے

الف: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ شَاقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئاً وَ سَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ﴾

''بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان کو رستہ نظر آچکا تھا یہ لوگ اللہ کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مٹائے گا۔'' (محمد:۳۲)

ب: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ﴾

''اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔'' (محمد:۳۳)

نوٹ: ایمان و کفر سے متعلق تمام آیات کا ترجمہ بیان القرآن سے لیا گیا ہے البتہ عنوانات اور قوسین راقم نے لکھے ہیں۔

احادیث مبارکہ

شرک انسان کی فطرت نہیں

حضرت عیاض بن حمار مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: سن لو میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو کچھ آج اس نے مجھے بتایا ہے اس میں سے کوئی حصہ میں تم کو بھی بتادوں (اس نے فرمایا ہے) کہ جو مال میں نے کسی بندہ کو دیا، وہ اس کے لئے حلال ہے اور فرمایا کہ میں نے اپنے تمام بندوں کو دین فطرت پر پیدا کیا ہے پھر ان کے پاس شیطان آئے اور ان کو اپنے دین سے ہٹا کر جو چیزیں میں نے ان کے لئے حلال بنائی تھیں، حرام کر دیں اور اس پر ابھارا کہ میرا شریک ٹھہرائیں، جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ (رواہ مسلم، ترجمان السنہ ص:۲۹۷، ج:۲)

شرک کی مثال

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے اس کی مثال ایسی ہے جیسی اس غلام کی جس کو ایک شخص صرف اپنے سونے چاندی کے مال سے بلاشرکت غیرے خریدے اور اس کو یہ بتادے کہ دیکھ یہ تو میرا گھر ہے اور یہ میرا کام ہے تو مزدوری کرنا اور اس کی اجرت مجھے دے دیا کرنا۔ یہ غلام مزدوری تو کرے مگر اس کی اجرت اپنے آقا کی بجائے کسی اور شخص کو دے دیا کرے بھلا تم میں سے کون شخص یہ پسند کرسکتا ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو۔ (رواہ الترمذی، ترجمان السنہ ص:۲۹۹، ج:۲)

شرک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بدتر جرم ہے

الف:۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے

پوچھا سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اس خدا کا شریک ٹھہرائے جس نے تجھ کو تنہا، بلاشرکت پیدا کیا ہے (بخاری شریف، ترجمان السنہ ص: ۳۰۱، ج: ۲)

ب:- حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ میرے سب سے بزرگ محبوبؐ نے یہ وصیت فرمائی ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تمھاری بوٹی بوٹی کردی جائے اور تم کو جلا کر خاک بھی کردیا جائے۔(رواہ ابن ماجہ) (ترجمان السنہ ص: ۳۰۲، ج: ۲)

ج:- حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس عبادت میں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائے، نماز اچھی طرح پڑھے، زکوٰۃ ادا کرے، کبائر سے بچتا رہے، وہ ضرور بالضرور جنت میں جائے گا۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک، ترجمان السنہ، ص: ۳۰۲، ج: ۲)

د:- حضرت ابوذرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے گناہ برابر بخشتا رہتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت (اور اس کے بندہ کے درمیان) پردہ نہیں پڑتا۔ صحابہؓ نے پوچھا وہ پردہ کیا چیز ہے فرمایا: وہ پردہ یہ ہے کہ شرک کے عقیدہ پر کسی کی موت آجائے۔(رواہ البیہقی فی کتاب البعث والنشور، ترجمان السنہ، ص: ۳۰۲، ج: ۲)

شرک و کفر کی ملاوٹ کے ساتھ ایمان بھی سودمند نہیں

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ”الذین آمنوا“ الخ ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں کسی قسم کا ظلم شامل نہیں کیا ان کے لئے امن ہے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں“ (الانعام)۔ نازل ہوئی تو آپ ﷺ کے صحابہؓ کو سخت پریشانی لاحق ہوئی اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بھلا ہم میں ایسا کون شخص ہوگا جس نے کوئی بھی ظلم (گناہ) نہ کیا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہاں ظلم سے یہ ظلم مراد نہیں بلکہ (سب

سے بڑا ظلم) شرک مراد ہے۔ کیا تم نے لقمان کا وہ قول نہیں سنا جو انہوں نے بطور وصیت اپنے لڑکے سے فرمایا تھا: ''اے ولد عزیز دیکھو شرک نہ کرنا کیوں کہ یہ بڑا ظلم ہے۔'' (متفق علیہ) (ترجمان السنہ ص: ۳۰۶، ج: ۲)

مشرک کے حق میں شفاعت قبول نہیں

حضرت عوف بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے اختیار دیا کہ اگر میں چاہوں تو میری نصف امت جنت میں داخل ہو جائے اور چاہوں تو امت کے لئے شفاعت اختیار کرلوں۔ میں نے شفاعت کو پسند کرلیا ہے اور یہ ہر اس شخص کے لئے ہو کر رہے گی جو اس حالت پر مرجائے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرائے۔

(ترمذی، ابن ماجہ، ترجمان السنہ ص: ۳۰۷، ج: ۲)

غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے اگرچہ عقیدہ میں نفع ونقصان کا مالک خدائے تعالیٰ کی ذات ہی کو تصور کرتا ہو

حضرت عمرانؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے والد حصین سے پوچھا تم موجودہ حالات میں کتنے خداؤں کی پوجا کرتے ہو؟ میرے والد نے جواب دیا سات خداؤں کی جن میں چھ تو زمین میں ہیں اور ایک آسمان میں۔ آپ ﷺ نے پوچھا اچھا تو ان میں سے اپنی محبت اور خوف کے لئے تم نے کس کو بنا رکھا ہے انہوں نے جواب دیا آسمان والے کو۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: حصین! اگر تم اسلام قبول کرلیتے تو میں تم کو دو کلمے ایسے تعلیم کرتا جو تم کو بڑے سود مند ہوتے۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد جب حصینؓ حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وہ بات یاد دلائی اور عرض

کیا یا رسول اللہ ﷺ جن دو کلموں کا آپ ﷺ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا اب وہ مجھے بتا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا یہ پڑھ لیا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ الخ ''خدایا میرے مقدر کی ہدایت میرے دل میں ڈال دے۔ (کہ میں اس پر عمل پیرا ہو جاؤں) اور میرے نفس کے فریب سے مجھے بچا لے۔'' (ترمذی، ترجمان السنہ ص: ۳۲۷-۳۲۸، ج:۲)

اس حدیث سے مشرکین عرب کے شرک کی کچھ تفصیل بھی معلوم ہوتی ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ توحید کی اصل روح توحید فی العبادت (صرف خدا کی بندگی) ہے۔ جب تک رشتۂ عبادت غیر اللہ کے ساتھ وابستہ رہے توحید نصیب نہیں ہوتی اور اس کا شمار مشرکوں ہی میں رہتا ہے اگرچہ اپنے زعم میں نفع ونقصان کا مالک ایک ہی ذات کو تصور کرتا ہو۔ اسی لئے اسلام کی توحید کا نمایاں پہلو توحید فی العبادت ہے۔ (ایضاً)

اللہ تعالیٰ کی ذات پر جبر کرنیوالا کوئی نہیں اور نہ کوئی بڑے سے بڑا کام اس کے نزدیک بڑا ہے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم دعا مانگو تو یوں مت کہا کرو، اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخشدے اور تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما دے اور تو چاہے مجھے روزی دیدے بلکہ خوب اصرار کے ساتھ (جم کر اور ڈٹ کر) کسی شرط و تردد کے بغیر دعا مانگا کرو کیونکہ اس پر زبردستی کرنے والا کوئی نہیں وہ خود مختار ہے جو چاہے کرتا ہے۔ (بخاری شریف) ترجمان السنہ ص: ۳۲۸ ج:۲۔

بندہ کو چاہیے کہ وہ اپنی سب مرادیں اللہ تعالیٰ سے مانگے

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تم کو چاہیے کہ اپنی سب حاجتیں اللہ تعالیٰ ہی سے مانگا کرو۔ یہاں تک کہ اگر چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی خدائے

تعالیٰ سے مانگو اور ایک روایت میں ثابت بنانی سے مرسل طور پر اتنا اور اضافہ منقول ہے کہ نمک بھی اس سے مانگو۔ (ترمذی) ترجمان السنہ ص: ۳۳۳ ج: ۲

کسی مخلوق کے متعلق ظاہری سببیت بڑھ کر حقیقی تاثیر کا اعتقاد رکھنا کفر ہے

الف: حضرت زید بن خالد جہنیؓ کہتے ہیں کہ شب کو پانی برس چکا تھا اس کی صبح کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں ہم لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہو چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کچھ جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ سب نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی زیادہ جاننے والے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آج صبح میرے بندوں میں (دو فریق ہو گئے) ایک مومن ہو گیا اور ایک کافر ہو گیا۔ جس نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے پانی برسا وہ ہم پر ایمان لایا اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے یہ کہا کہ فلاں فلاں ستارہ کی وجہ پانی برسا وہ ہمارا منکر ہو گیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔ (بخاری شریف) ترجمان السنہ ص: ۳۳۸ ج: ۲

ب: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جو برکت بھی آسمان سے نازل فرماتا ہے لوگوں میں ایک نہ ایک فرقہ اس کا منکر ہو کر رہتا ہے (کتنا ظلم ہے کہ) بارش تو خدا بھیجے اور لوگ یہ کہیں کہ فلاں فلاں ستارہ کی رفتار کی وجہ سے ہوئی ہے۔ (مسلم شریف) ترجمان السنہ ص: ۳۳۸۔۳۳۹ ج: ۲۔

غیر اللہ کے نام کا جانور ذبح کرنا کفر ہے

حضرت ابو الطفیلؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے دریافت کیا گیا کہئے کیا آپؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امت سے علیحدہ کچھ خاص خاص تعلیمات بھی دی ہیں؟ انہوں نے فرمایا (اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی فرق نہیں کیا) ہمیں کوئی ایسی بات نہیں بتائی

جو عام لوگوں کو نہ بتائی ہو بجز ان چند امور کے جو میری اس تلوار کی میان میں لکھے ہوئے رکھے ہیں۔اس کے بعد انہوں نے ایک تحریر نکالی جس میں یہ احکام درج تھے: (۱) خدائے تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے تقرب (بڑا مرتبہ ونزدیکی حاصل کرنے) کی نیت سے جانور ذبح کرے۔ (۲) خدائے تعالیٰ لعنت کرے اس پر جو کسی راستے کے نشانات چرائے۔اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو ادھر ادھر کردے۔ (۳) خدائے تعالیٰ لعنت کرے اس پر جو اپنے والد پر لعنت کرے۔ (۴) اور خدائے تعالیٰ لعنت کرے اس پر جو کسی مجرم کو پناہ دے (مسلم) ترجمان السنہ ص:۳۴۳۔۳۴۴ ج ۲۔

غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا ایک قسم کا شرک ہے

الف:- حضرت ابنِ عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا سن لو جس کو قسم کھانا ہی ہو وہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی قسم کھائے۔قریش کی عادت تھی کہ وہ اپنے باپ داداؤں کی قسمیں کھایا کرتے تھے۔آپؐ نے منع فرمادیا کہ ان کے نام کی قسمیں مت کھایا کرو۔(بخاری شریف) ترجمان السنہ ص:۳۴۶۔۳۴۷ ج:۲

ب:- حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔(ترمذی) ترجمان السنہ ص:۳۴۷ ج:۲

غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی ممانعت

حضرت قیس بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مقام حیرہ میں پہنچا تو میں نے وہاں کے باشندوں کو دیکھا کہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں۔جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا، میں مقام حیرہ گیا تھا میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ

اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں۔ آپ تو اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کیا جائے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا بتاؤ اگر تم میری قبر پر گذرتے تو کیا اس کو سجدہ کرتے؟ میں نے کہا نہیں فرمایا تو پھر اب بھی مت کرو اگر میں کسی کو یہ حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو یقیناً عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو کیا کریں کیوں کہ شوہروں کا حق اپنی بیبیوں پر بڑا حق ہے۔ (ابوداؤد۔ احمد) ترجمان السنہ ص: ۳۵۴ تا ۳۵۶ ج: ۲۔

ریا کاری بھی ایک قسم کا خفی شرک ہے

حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تمام شرکاء میں سب سے زیادہ شرکت سے بے نیاز میں ہوں۔ جو شخص کوئی عمل کرتا ہے اور اس میں میرے ساتھ کسی غیر کو بھی شریک کر لیتا ہے تو میں اس کو اس شریک ہی کے لئے چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتا ہوں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں ایسے عمل سے بیزار ہوں بس وہ اسی کے لئے رہے جس کے لئے اس نے کیا ہے۔ (مسلم شریف، ترجمان السنہ، ص: ۳۵۲، ج: ۲)

بزرگوں کی قبروں کو سجدے کرنے اور ان پر چراغ جلانے کی ممانعت

الف:- حضرت عطا ابن یسارؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: خدایا! میری قبر کو ایک بت نہ بنا دینا کہ اس کی عبادت کی جائے۔ خدائے تعالیٰ کا غصہ ان لوگوں پر بھڑک اٹھا جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا ڈالا۔

(مالک، ترجمان السنہ، ص: ۳۵۹-۳۶۰، ج: ۲)

ب:- حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں پر جاتی ہیں اور جا جا کر ان کو سجدے کرتی اور چراغ جلاتی ہیں۔

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی - ترجمان السنہ ص: ۳۶۱، ج: ۲)

نماز کی حالت میں سترہ ٹھیک سامنے رکھنے کی ممانعت

حضرت مقداد بن اسودؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب کسی لکڑی یا ستون یا درخت کی طرف نماز پڑھتے دیکھا تو ہمیشہ یہی دیکھا کہ آپ ﷺ اس کو اپنے دائیں یا بائیں جانب کرلیا کرتے تھے اور اس کو ٹھیک اپنے سامنے نہ رکھتے۔ (ابوداؤد)

تشریح: کسی چیز کو سترہ بنا کر سامنے رکھ لینا بھی شرعی مصلحت کی بنا پر ضروری تھا مگر اس سے پہلے یہ ضروری تھا کہ غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنے کی عادی قوم اسلام میں پھر اس نقشہ کو کہیں دیکھنے نہ پائے، اس لئے اس مصلحت کے قائم رکھنے اور اس مفسدہ سے بچنے کے لئے یہ صورت تجویز کی گئی کہ سترہ تو رہے مگر اس کو دائیں بائیں کرلیا جائے تاکہ جس جگہ معبود حقیقی کے لئے سجدہ ادا کیا جارہا ہے، وہاں اسی کا تصور ہو اور کوئی نہ ہو۔

(ترجمان السنہ، ص:۳۶۸، ج:۲)

آں حضرت ﷺ کی شان مبارک میں ایسی مبالغہ آمیزیاں کرنے کی ممانعت جیسی نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی شان میں کیں

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اتنی زیادہ مبالغہ آمیز تعریفیں نہ کیا کرو جتنی نصاریٰ نے ابن مریمؑ کی شان میں کیں، میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا ایک رسول ہوں لہٰذا مجھ کو عبداللہ اور رسولؐ اللہ کہا کرو۔

(متفق علیہ، ترجمان السنہ، ص:۳۷۱، ج:۲)

اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سامنے بندہ کی مشیت کچھ نہیں

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوں مت کہا کرو کہ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور فلاں (یعنی محمد ﷺ) نے چاہا بلکہ یوں کہو کہ پہلے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا

اس کے بعد جو فلاں نے چاہا (یعنی ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک کے برابر کسی کا ذکر بھی نہ آئے۔ پہلے ہر چیز کی نسبت اس کے نام کی طرف ہو پھر کسی اور کی طرف ہو۔)

(مسند احمد) ترجمان السنہ ص:۳۷۹، ج:۲

آقا کو اپنے غلام کو ''عبد'' کہنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں کوئی شخص یوں نہ بولا کرے ''میرا بندہ''، ''میری باندی'' کیوں کہ تم میں جتنے مرد ہیں درحقیقت وہ سب ''عبد'' خدا کے ہیں اسی طرح جتنی عورتیں ہیں۔ وہ باندیاں اسی کی ہیں ہاں اس کے بجائے ''میرا غلام'' اور ''میری لونڈی'' کا لفظ بول سکتے ہو اسی طرح کسی غلام کو اپنے آقا کے حق میں ''رب'' کا لفظ استعمال نہ کرنا چاہئے ہاں سردار اور آقا کہہ سکتا ہے۔ ایک روایت میں یہ مضمون اس طرح ہے کہ غلام کو اپنے آقا کو میرا مولیٰ نہ کہنا چاہیے کیوں کہ تم سب کا مولیٰ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ (مسلم شریف، ترجمان السنہ، ص:۳۸۷، ج:۲)

یوں کہنا مومن کی شان کے خلاف ہے کہ اگر فلاں کام نہ کروں تو میں مسلمان نہیں

حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص یوں کہے کہ میں اسلام سے بیزار ہوں تو اگر اس نے یہ جھوٹ کہا تھا جب تو وہ درحقیقت مسلمان نہیں رہا اور اگر سچ کہا تھا جب بھی اس کا اسلام صحیح وسالم نہیں بچتا (کچھ نہ کچھ زخمی ہو جاتا ہے۔) (ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ۔ ترجمان السنہ، ۴۰۸، ج:۲)

کافروں کی چھو منتر بھی شیطانی کام ہیں

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ''نشرۃ'' کے متعلق پوچھا گیا

آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک شیطانی کام ہے۔ (ابوداؤد)

تشریح: ''نہایہ'' میں ہے کہ جس شخص کو یہ وہم ہو جاتا تھا کہ اس پر جن کا اثر ہو گیا ہے وہ اس منتر سے اپنا علاج کر لیا کرتا تھا۔ عرب کا گمان تھا کہ اس منتر کی جنات کے اثرات کے ازالہ میں بالذات تاثیر ہے۔ (ترجمان السنہ، ص: ۴۱۸، ج: ۲)

کسی کی طرف غیب دانی کی نسبت نہیں کرنی چاہیے

الف:- حضرت ربیعؓ دختر معوذؓ بیان کرتی ہیں کہ شب زفاف کی صبح کو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے بستر پر اس طرح بیٹھ گئے جیسے تم بیٹھے ہو۔ کچھ لڑکیاں دف بجا بجا کر میرے ان باپ دادوں کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں جو بدر میں مقتول ہو چکے تھے۔ یہاں تک کہ جب ان میں ایک لڑکی نے یہ کہا: ''ہم میں ایسے نبی موجود ہیں جو کل کی باتیں جانتے ہیں''۔ تو آپ ﷺ نے فوراً منع فرما دیا اور کہا: یوں مت کہو، بس وہی کہے جاؤ جو پہلے کہہ رہی تھیں۔ (بخاری شریف - ترجمان السنہ، ص: ۴۲۷ - ۴۲۸، ج: ۲)۔

ب:- حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مفاتیحِ غیب'' (غیب کی کنجیاں) پانچ ہیں جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ (۱) قیامت کب آئے گی، اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ (۲) وہی مینہ برساتا ہے، (اس کا صحیح علم بھی کسی کو نہیں) (۳) یہ بات بھی وہی جانتا ہے کہ رحم مادر میں کیا ہے؟ (یعنی اس کی جنس، نیک بختی و بد بختی وغیرہ) (۴) یہ بھی کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا۔ (۵) اور نہ یہ جانتا ہے کہ کس جگہ مرے گا بے شک اللہ ہی ان سب باتوں کا جاننے والا اور ان سے باخبر ہے۔ (بخاری شریف - ترجمان السنہ، ص: ۴۲۸، ج: ۲)

خلاف شرع امور میں غیر اللہ کی اطاعت کرنا بھی شرک کی ایک قسم ہے

الف:- حضرت عدیؓ بن حاتم روایت کرتے ہیں کہ میں آں حضرت ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت میرے گلے میں سونے کی صلیب لٹکی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عدی اپنی گردن سے اس بت کو نکال پھینک۔ اس وقت میں نے سورہ برأت کی یہ آیت بھی سنی۔ ''اتخذوا احبارھم'' الخ ---اس کی تفسیر میں آپ ﷺ نے فرمایا: خوب سن لو کہ وہ لوگ ان احبار ورہبان کی صریح عبادت تو نہیں کرتے تھے لیکن جس چیز کو وہ حلال بتادیتے اس کو وہ حلال سمجھ لیتے اور جس کو حرام کردیتے تھے اس کو حرام سمجھ لیتے۔ (اسی کو قرآن کریم نے رب ٹھہرانے سے تعبیر کیا ہے۔

(ترمذی شریف-ترجمان السنہ، ص: ۴۴۷، ج:۲)

ب:- حضرت نواس بن سمعانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے۔

(شرح السنۃ، ترجمان السنۃ، ص ۴۴۷، ج ۲)

استیصال شرک کے متعلق سلف کا اہتمام

حضرت عابس بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے دیکھا وہ بوسہ دیتے جاتے اور یہ فرماتے جاتے ''میں خوب جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اگر میں نے آں حضرت ﷺ کو بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو ہرگز تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔'' (متفق علیہ-ترجمان السنہ، ص: ۴۴۸-۴۴۹، ج:۲)

اللہ تعالیٰ کی سفارش کسی مخلوق کے سامنے کرنا اس کی عظمت سے ناواقفیت اور جہالت کا ثمرہ ہے

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک دیہاتی شخص آیا اور اس نے کہا: لوگوں کی جانیں مشقت میں پڑ گئیں، بچے بھوکے مر گئے، مال تباہ

ہو گئے، چوپائے ہلاک ہو گئے، اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے بارش کی دعا مانگئے، ہم خدا کے سامنے آپ ﷺ کی سفارش چاہتے ہیں اور آپ ﷺ کے سامنے خدا کی سفارش چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ اس کی اس بے جابات پر سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے اور اتنی دیر تک تسبیح فرماتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے رفقا کے چہروں پر بھی اس کا اثر محسوس ہونے لگا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے بیوقوف! خدا کی سفارش کسی کے سامنے پیش نہیں کی جاتی۔ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بالا و برتر ہے تو جانتا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کس قدر بلند ہے اس کا عرش آسمانوں پر اس طرح قائم ہے۔ اور اس کا نقشہ آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے قبہ کی شکل پر بنا کر دکھلایا۔ اور وہ اس کی عظمت سے اس طرح چر چر کر رہا ہے جیسا نیا کجاوہ سوار کے بوجھ سے چر چر کرتا ہے۔

(ابوداؤد-ترجمان السنہ، ۳۷۷-۳۷۸، ج:۱)

لہٰذا اس غلط طرز عمل کو چھوڑ کر مسنون طریقے سے رسول رحمت ﷺ کے وسیلے سے خدائے تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے جس کی حضور ﷺ نے اس کے بعد آنے والی حدیث مبارک میں تعلیم فرمائی ہے۔ وہ حدیث مبارک یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دربار میں آں حضرت ﷺ کا وسیلہ اختیار کرنا

الف:- حضرت عثمان بن حنیفؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص کی نظر میں کچھ نقصان تھا وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: "آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میری صحت کے لئے دعا فرما دیجئے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: چاہو تو دعا کر دوں اور چاہو تو صبر کر لو کیوں کہ یہ (رضا بقضاء کا مقام) تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا: آپ ﷺ دعا ہی فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو اچھی طرح وضو کرو، پھر اس طرح دعا کرو۔ اے اللہ!

میں تجھ سے دعا کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد ﷺ کا جو نبیؐ الرحمۃ ہیں تیرے دربار میں وسیلہ اختیار کرتا ہوں۔ اے نبیؐ میں نے اپنے رب کے دربار میں آپ ﷺ کا وسیلہ اس لئے اختیار کیا ہے تاکہ وہ میری یہ ضرورت پوری فرمادے۔ اے اللہ تو ان کی سفارش میرے حق میں قبول فرمالے۔ (ترمذی۔ ترجمان السنہ، ص:۳۷۶، ج:۱)

ب:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو عمر بن الخطابؓ، حضرت عباسؓ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے اور کہتے: ''اے اللہ پہلے ہم تیرے دربار میں اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ اختیار کیا کرتے تھے اور تو بارش برسا دیتا تھا اب ہم اپنے نبیؐ کے چچا کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں۔ تو بارش برسادے۔'' بارش ہو جاتی تھی۔ (بخاری شریف۔ ترجمان السنہ، ص:۳۷۶، ج:۱)

﴿وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا﴾ (النساء: ۱۴۴)

"اور جو شخص (جہاد سے خواہ اسلام سے) پھر بھی جاوے گا تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا (بلکہ اپنا ہی کچھ کھووے گا۔)

پانچواں باب

"ارتداد"

اقسام، شرائط اور احکام

ارتداد اور مرتد

ارتداد کے معنیٰ لغت میں پھر جانے اور لوٹ جانے کے ہیں اور اصطلاحِ شریعت میں ایمان و اسلام سے پھر جانے کو ارتداد اور پھرنے والے کو مرتد کہتے ہیں اور ارتداد کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ کوئی کم بخت صاف طور پر تبدیلِ مذہب کر کے اسلام سے پھر جائے۔ جیسے عیسائی، یہودی، آریہ سماجی وغیرہ مذہب اختیار کرے یا خداوند عالم کے وجود یا توحید کا منکر ہو جائے۔ یا آں حضرت ﷺ کی رسالت کا انکار کر دے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

دوسرے یہ کہ اس طرح صاف طور پر تبدیلِ مذہب اور توحید و رسالت سے انکار نہ کرے۔ لیکن کچھ اعمال یا اقوال یا عقائد ایسے اختیار کرے جو انکارِ قرآن مجید یا انکارِ رسالت کے مرادف و ہم معنیٰ ہیں مثلاً اسلام کے کسی ایسے ضروری و قطعی حکم کا انکار کر بیٹھے جس کا ثبوت قرآنِ مجید کی نص صریح سے ہو یا آں حضرت ﷺ سے بطریق تواتر ثابت ہوا ہو۔ یہ صورت بھی باجماعِ اُمّت ارتداد میں داخل ہے اگرچہ اس ایک حکم کے سوا تمام احکام اسلامیہ پر شدت کے ساتھ پابند ہو۔ ارتداد کی اس دوسری صورت میں اکثر مسلمان غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور یہ اگرچہ بظاہر ایک سطحی اور معمولی غلطی ہے۔ لیکن اگر اس کے ہولناک نتائج پر نظر کی جائے تو اسلام اور مسلمان کے لئے اس سے زیادہ کوئی چیز مضر نہیں، کیوں کہ اس صورت میں کفر و اسلام کے حدود ممتاز نہیں رہتے کافر و مومن میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ اسلام کے چالاک دشمن اسلامی برادری کے ارکان بن کر مسلمانوں کے لئے ''مارِ آستین'' بن سکتے ہیں۔ اور دوستی کے لباس میں دشمنی کی

ہر قرارداد کو مسلمانوں میں نافذ کر سکتے ہیں۔ **تنبیہ** :ہاں اس جگہ دو باتیں قابل خیال ہیں۔ اول تو یہ کہ کفر و ارتداد اس صورت میں عائد ہوتا ہے جب کہ حکم قطعی کے تسلیم کرنے سے انکار اور گردن کشی کرے اور اس حکم کے واجب التعمیل ہونے کا عقیدہ نہ رکھے لیکن اگر کوئی شخص حکم کو تو واجب التعمیل سمجھتا ہے مگر غفلت یا شرارت کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتا تو اس کو کفر و ارتداد نہ کہا جائے گا اگر چہ ساری عمر میں ایک دفعہ بھی اس حکم پر عمل کرنے کی نوبت نہ آئے بلکہ اس شخص کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ اور پہلی صورت میں جب کہ کسی حکم قطعی کو واجب التعمیل ہی نہیں جانتا اگر چہ کسی وجہ سے وہ ساری عمر اس پر عمل بھی کرتا رہے جب بھی کافر و مرتد قرار دیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص پانچوں وقت کی نماز کا شدت کے ساتھ پابند ہے مگر فرض اور واجب التعمیل نہیں جانتا یہ کافر ہے اور دوسرا شخص جو فرض جانتا ہے مگر کبھی نہیں پڑھتا وہ مسلمان ہے اگر چہ فاسق و فاجر اور سخت گناہ گار ہے۔

دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے احکامِ اسلامیہ کی مختلف قسمیں ہوگئی ہیں۔ تمام اقسام کا اس بارہ میں ایک حکم نہیں۔ کفر و ارتداد صرف ان احکام کے انکار سے عائد ہوتا ہے جو **قطعی الثبوت** بھی ہوں اور **قطعی الدلالت** بھی۔

قطعی الثبوت ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ ان کا ثبوت قرآن مجید یا ایسی احادیث سے ہو جن کے روایت کرنے والے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے لے کر آج تک ہر زمانہ اور ہر قرن میں مختلف طبقات اور مختلف شہروں کے لوگ اس کثرت سے رہے ہوں کہ ان سب کا جھوٹی بات پر اتفاق کر لینا محال سمجھا جائے (اسی کو اصطلاح حدیث میں تواتر اور ایسی احادیث کو احادیث متواترہ کہتے ہیں۔

اور **قطعی الدلالت** ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو عبارت قرآن مجید میں اس حکم کے متعلق واقع ہوئی ہے یا احادیثِ متواترہ سے ثابت ہوئی ہے وہ اپنے مفہومِ مراد کو

صاف صاف ظاہر کرتی ہو اس میں کسی قسم کی الجھن نہ ہو کہ جس میں کسی کی تاویل چل سکے۔
پھر اس قسم کے احکامِ قطعیہ اگر مسلمانوں کے ہر طبقہ خاص و عام میں اس طرح مشہور و معروف ہو جائیں کہ ان کا حاصل کرنا کسی خاص اہتمام اور تعلیم و تعلم پر موقوف نہ رہے بلکہ عام طور پر مسلمانوں کو وراثتاً وہ باتیں معلوم ہو جاتی ہوں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا فرض ہونا، چوری، شراب خوری کا گناہ ہونا، آں حضرت ﷺ کا خاتم الانبیا ہونا وغیرہ تو ایسے احکامِ قطعیہ کو **ضروریاتِ دین** کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور جو اس درجہ مشہور نہ ہوں وہ صرف قطعیات کہلاتے ہیں ضروریات نہیں۔

(تکفیر کے اصول ملحقہ جواہر الفقہ ،ص: ۲۳-۲۴، ۲۶-۲۷، ج:۱)

ضروریات دین کیا ہیں

ضروریاتِ دین علمائے حق کے نزدیک تین چیزوں میں منحصر ہیں:

(۱) **کتاب اللہ کا مدلول:** بشرطیکہ وہ مدلول و مفہوم ایسی نصِ صریح سے ماخوذ ہو جس کی تاویل ممکن نہ ہو مثلاً ماؤں اور بیٹیوں سے نکاح کا حرام ہونا اور شراب اور جوئے کا حرام ہونا اسی طرح اللہ جل شانہ کے لئے علم، قدرت، ارادہ اور کلام کا کتاب اللہ سے ثابت ہونا نیز سابقین اولین اور مہاجرین و انصار سے اللہ جل شانہ کا راضی ہونا جس کی وجہ سے ان کی توہین کرنا یا ان کا مذاق اڑانا حرام و ناجائز ہے۔

(۲) **سنت متواترہ کا مدلولِ لفظی و معنوی:** خواہ وہ اعتقادات سے متعلق ہو یا اعمال سے اور چاہے فرض ہو یا نفل جیسے آپ ﷺ کے اہل بیت یعنی ازواجِ مطہرات و بناتِ طاہرات کی محبت کا واجب ہونا اسی طرح جمعہ و جماعت کا اور اذان و عیدین وغیرہ کا ثبوت (اور چونکہ سنتِ متواترہ مختلف شکلوں میں موجود ہے،

لہٰذا ان کی تفصیل جاننا بھی ضروری ہے جو کہ حسبِ ذیل ہے:

تواتر کی اقسام

یہ تواتر چار قسم پر ہے (۱) تواتر اسنادی (۲) تواتر طبقہ (۳) تواتر قدر مشترک (۴) اور تواتر توارث۔

(۱) **تواتر اسنادی** : یہ ہے کہ صحابہؓ سے کوئی حدیث بہ سندِ صحیح و متصل مذکور ہو۔ جیسے حدیث "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً الخ ہے جو ابن حجرؒ کے مطابق صحیح، حسن اور تیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔

(۲) **تواتر طبقہ** : جب یہ معلوم نہ ہو کہ کس نے کس سے لیا ہے، اور صرف یہی معلوم ہو کہ پچھلی نسل نے اگلی نسل سے سیکھا ہے تو وہ تواتر طبقہ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کا تواتر ہے جو درس و تلاوت اور حفظ و قرأت کے لحاظ سے روئے زمین پر قائم ہے۔

(۳) **تواتر قدر مشترک** : یہ ہے کہ کئی حدیثیں بطورِ خبر واحد آئی ہوں اور ان میں قدر مشترک متفق علیہ حصہ وہ حاصل ہو جو تواتر کو پہنچ جائے مثلاً نبی کریم ﷺ کے معجزات، جو کچھ متواتر ہیں اور کچھ اخبار آحاد (خبر واحد کی جمع) ہیں، ان اخبار آحاد میں اگر کوئی مضمون مشترک ملتا ہے تو وہ قطعی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض ایسی حدیثیں جو باعتبارِ لفظ و سند متواتر نہیں ہیں وہ باعتبار معنیٰ کے متواتر ہو جاتی ہیں اگر ان معانی کو بہت سی سندوں سے اتنے راویوں نے بیان کیا ہو جن کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

(۴) **تواتر توارث** : یہ ہے کہ نسل نے نسل سے لیا ہو مثلاً بیٹے نے باپ سے لیا ہو اور باپ نے اپنے باپ سے۔ (جیسے رفع یدین اور عدم رفع یدین) ان جملہ اقسام کے تواتر کا انکار کفر ہے۔ (البتہ (۳) میں تفصیل ہے) اگر متواترات کے انکار کو کفر نہ کہا

جائے تو اسلام کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہتی ۔ ان متواترات میں تاویل کرنا یا مطلب بگاڑنا کفرِ صریح ہے۔ (اکفار الملحدین ص: ۵-۶، ملفوظات محدث کشمیری، ص: نقش دوام ص: ۳۸۸-۳۸۹)

ضروریات دین کی تیسری قسم

وہ دینی معاملہ ہے جس پر قطعی اجماع ہو چکا ہو جیسے حضرات شیخین ابو بکرؓ و عمرؓ کی خلافت وغیرہ، اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص ضروریات دین کی اس قسم (جس پر اجماع ہو چکا ہے) کا انکار کرے تو اس کا اللہ کی کتاب اور پیغمبروں پر ایمان بھی درست نہیں ہے اس لئے کہ اجماع قطعی کو غلط ٹھہرانا گویا تمام امت مسلمہ کو گمراہ قرار دینا ہے اور یہ **نقطۂ نظر** فرمانِ خداوندی (۱) کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ الآیۃ: ''تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔'' (آل عمران) یہ خطاب تمام امت محمدیہ کو عام ہے۔ منقول ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت خیر الامم ہے پھر ان میں سے صحابہؓ اول اور اشرف مخاطبین ہیں۔ (بیان القرآن ص: ۴۷، ج: ۲)

(۲) وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ الآیۃ ''اور جو شخص رسولؐ کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امرِ حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے۔ اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی۔'' (النساء) (۳) اور فرمان رسول ﷺ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ.
ترجمہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہ ہوگی (الحدیث) سے **قطعاً متصادم** ہے اور یہ حدیث معنی کے لحاظ سے متواتر ہے اور تواتر کی کسی بھی قسم کا منکر کافر ہے۔ لہٰذا اہل قبلہ (مسلمانوں) سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (اکفار الملحدین ص: ۱۲۲)

درجِ بالا تفصیل کے ذہن نشیں ہو جانے کے بعد یہ بھی سمجھ لیجئے کہ نماز فرض ہے، اس کے فرض ہونے کا عقیدہ رکھنا فرض ہے اور اس کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے۔ جب کہ اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ اسی طرح مسواک سنت ہے، اس کے مسنون ہونے کا عقید رکھنا فرض ہے اور اس سے متعلق احکام کو سیکھنا سنت ہے جب کہ اس کا انکار کفر ہے، اس سے ناواقفیت ہونا محرومی ہے اور اس کا ترک کرنا باعث ملامت وعذاب ہے۔ (اکفار الملحدین، ص:٦)

الغرض ارتداد صرف اسی کو نہیں کہتے کہ کوئی شخص اپنا مذہب بدل دے یا صاف طور پر خدا اور رسول علیہ کا منکر ہو جائے بلکہ ضروریات دین کا انکار کرنا اور قطعی الثبوت والدلالۃ احکام میں سے کسی ایک کا بعدِ علم انکار کر دینا بھی اسی درجہ کا ارتداد اور کفر ہے۔

(تکفیر کے اصول ص:٢٦)

ضروریات دین اور قطعیّات میں فرق

ضروریات دین اور قطعیّات کے حکم میں یہ فرق ہے کہ ضروریات دین کا انکار باجماعِ امت مطلقاً کفر ہے ناواقفیت و جہالت کو اس میں عذر نہ قرار دیا جائے گا اور نہ کسی قسم کی تاویل سنی جائے گی۔

اور **قطعیّاتِ محضہ** جو شہرت میں اس درجہ کو نہیں پہنچتے تو حنفیہ کے نزدیک ان میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی عامی آدمی بوجہ ناواقفیت و جہالت کے ان کا انکار کر بیٹھے تو ابھی اس کے کفر وارتداد کا حکم نہ کیا جائے گا بلکہ پہلے اس کو تبلیغ کی جائے گی کہ یہ حکم اسلام کے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت احکام میں سے ہے، اس کا انکار کفر ہے۔ اس کے بعد بھی اگر وہ اپنے انکار پر قائم رہے تب کفر کا حکم کیا جائے گا۔

(تکفیر کے اصول ملحقہ جواہر الفقہ ،ص: ٢٧-٢٨، ج:١)

ایک شبہہ کا جواب

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں اور کتبِ فقہ وعقائد میں بھی اس کی تصریحات موجود ہیں نیز بعض احادیث سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہے کما رواہ ابو داؤد فی الجھاد عن انس ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ : ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ و لاتکفرہ بذنب و لا تخرجہ من الاسلام بعمل. (الحدیث) ''حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی اصل تین چیزیں ہیں ایک یہ کہ جو شخص کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا قائل ہو اس کے قتل سے باز رہو۔ اور کسی گناہ کی وجہ سے اس کو کافر مت کہو اور کسی عمل بد کی وجہ سے اس کو اسلام سے خارج نہ قرار دو---اس لئے مسئلہ زیرِ بحث میں یہ شبہہ پیدا ہو جاتا ہے کہ جو شخص نماز، روزہ کا پابند ہے وہ اہل قبلہ میں داخل ہے تو پھر بعض عقائد میں خلاف کرنے یا بعض احکام کے تسلیم نہ کرنے سے اس کو کیسے کافر کہا جا سکتا ہے اور اسی شبہہ کی بنیاد پر آج کل بہت سے مسلمان قسم ثانی کے مرتدین یعنی ملحدین وزنادقہ کو مرتد و کافر نہیں سمجھتے۔ اور یہ ایک بھاری غلطی ہے جس کا صدمہ براہ راست اصولِ اسلام پر پڑتا ہے۔ کیوں کہ میں اپنے کلامِ سابق میں عرض کر چکا ہوں کہ اگر قسم دوم کے ارتداد کو ارتداد نہ سمجھا جائے تو پھر شیطان کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ اس شبہہ کے منشا کو بیان کر کے اس کا شافی جواب ذکر کیا جائے۔ اصل اس کی یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر وغیرہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ سے اور حواشی شرح عقائد میں شیخ ابوالحسن اشعریؒ سے اہل سنت والجماعت کا یہ مسلک نقل کیا گیا ہے:

و من قواعد اھل السنة والجماعة ان لا یکفر واحد من اھل القبلة (کذا فی شرح العقائد النسفیة ص : ۱۲۱) و فی شرح التحریر ص :

۳۱۸، ج: ۳ - و سیاقها عن ابی حنیفة و لا نکفر اھل القبلة بذنب انتھی فقیده بالذنب فی عبارة الامام و اصله فی حدیث ابی داؤد کما مر آنفا.

''اہل سنت والجماعت کے قواعد میں سے ہے کہ اہلِ قبلہ میں سے کسی شخص کی تکفیر نہ کی جائے (شرح عقائد نسفی) اور شرح تحریر ص: ۳۱۸، ج: ۳ میں ہے کہ یہ مضمون امام اعظم ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ ہم اہلِ قبلہ میں سے کسی شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے سو اس میں ''بذنب'' کی قید موجود ہے اور غالباً یہ قید حدیثِ ابو داؤد کی بنا پر لگائی گئی ہے جو ابھی گذر چکی ہے--- جس کا صحیح مطلب تو یہ ہے کہ کسی گناہ میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر مت کہو، خواہ کتنا ہی بڑا گناہ ہو (بشرطیکہ کفر و شرک نہ ہو) کیوں کہ گناہ سے مراد اس جگہ پر وہی گناہ ہے جو حدِ کفر تک نہ پہنچا ہو۔''

بہر حال اس شبہہ کے جواب کے طور پر خوب سمجھ لیجئے کہ لفظ **اہلِ قبلہ** ایک شرعی اصطلاح ہے۔ جس کے معنی اہلِ اسلام کے ہیں اور اسلام وہی ہے جس میں کوئی بات کفر کی نہ ہو۔ لہٰذا یہ لفظ صرف ان لوگوں کے لئے بولا جاتا ہے جو تمام ضروریاتِ دین کو تسلیم کریں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام پر (بشرط ثبوت) ایمان لائیں۔ نہ کہ ہر اس شخص کے لئے جو قبلہ کی طرف منہ کر لے۔ جیسے دنیا کی موجودہ عدالتوں میں اہل کار کا لفظ صرف ان لوگوں کے لئے بولا جاتا ہے جو باضابطہ ملازم اور قوانین ملازمت کا پابند ہو۔ اس کے مفہوم لغوی کے موافق ہر کام والے آدمی کو اہل کار نہیں کہا جاتا۔ اور یہ جو کچھ لکھا گیا علم فقہ و عقائد کی کتابیں تقریباً تمام اس پر شاہد ہیں۔ (تکفیر کے اصول ملحقہ، جواہر الفقہ، ص: ۳۰-۳۱-۳۲، ج: ۱)

مذکورہ حدیثِ ابو داؤد کی تشریح

جہاں تک حدیثِ ابو داؤد کی اصل تشریح کا تعلق ہے تو یاد رکھنا چاہیے کہ اس حدیث

میں تین باتوں کو اصولِ اسلام میں سے بتلایا گیا ہے، اول یہ کہ کسی گناہ اور بد عملی کی وجہ سے کسی ایسے شخص کی تکفیر نہ کی جائے، اور اس کے خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ نہ دیا جائے، جو کلمہ لا الہ الا اللہ کا قائل ہو۔ اس کے بارے میں ایک بات تو یہ ملحوظ رکھنے کی ہے، کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کے قائل ہونے کا مطلب وہی ہے جو پہلے بھی بار بار بیان کیا جا چکا ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی دعوت کو قبول کر کے مسلمان ہو جانا، پہلے بتلایا جا چکا ہے کہ عہدِ نبوی میں کلمہ لا الہ الا اللہ کا قائل ہو جانا'' اسلام قبول کر لینے کا عنوان تھا، خود ہماری زبانِ اردو میں بھی اسی محاورہ کے مطابق ''کلمہ پڑھ لینے'' کا مطلب اسلام قبول کر لینا سمجھا جاتا ہے۔

دوسری بات یہاں یہ قابل لحاظ ہے کہ اس حدیث میں کسی گناہ اور بد عملی کی وجہ سے ''کلمہ گو'' کی تکفیر سے منع فرمایا گیا ہے، گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد کے ذریعے اُمت کو اس غلطی اور گمراہی سے بچانے کی کوشش فرمائی ہے، جس میں معتزلہ اور خوارج مبتلا ہوئے، وہ صرف معاصی اور بداعمالیوں کی بنا پر بھی آدمی کو اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں اور اہلِ سنت کا مسلک اس حدیث نبوی کے مطابق یہی ہے کہ کوئی مسلمان صرف اپنی بد عملی اور اپنے معاصی کی وجہ سے اسلام سے نہیں نکلتا، اور کافر نہیں ہو جاتا --- الغرض حدیث کے اس جز کا مقصد و مدعا یہی ہے کہ جب ایک شخص کلمہ پڑھ کر ایمان لے آیا، اور اسلام کو اس نے اپنا دین بنا لیا، تو اس کے بعد اگر اس سے گناہ سرزد ہوں، اور وہ بداعمالیوں میں مبتلا دیکھا جائے تو صرف عمل کی اس خرابی کی وجہ سے اس کو کافر اور خارجِ اسلام نہ قرار دیا جائے --- پس ایسے لوگوں سے اس حدیث کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے جو کسی ایسی چیز کا انکار کر کے خود ایمان و اسلام کے دائرے سے نکل جائیں جس پر ایمان لانا مسلمان ہونے کی شرط ہے۔

فرض کیجئے کہ کوئی شخص جو کلمہ پڑھ چکا ہے، اور اپنے کو مسلمان کہتا ہے۔ قرآن مجید

کے کتاب اللہ ہونے سے منکر ہے، یا قیامت اور آخرت کا انکار کرتا ہے، یا خدائی کا یا نبوت کا دعوے دار ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ مسلمان نہیں رہے گا اور اس کو لازماً کافر اور خارج از اسلام قرار دیا جائے گا، لیکن یہ تکفیر کسی بدعملی اور فسق و فجور کی وجہ سے نہ ہوگی، بلکہ اصولِ دین کے انکار کی وجہ سے ہوگی --- بہر حال ان دونوں صورتوں میں جو فرق ہے وہ ملحوظ رہنا چاہیے۔ بعض لوگ اس فرق کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے اس حدیث کو بہت غلط استعمال کرتے ہیں۔ (معارف الحدیث، ص: ۱۲۷-۱۲۸، ج: ۱)

اہلِ قبلہ کے متعلق علمائے امتؒ اور علامہ کشمیریؒ کی حتمی تحقیق

۱- اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو ان چیزوں پر متفق ہوں جو ضروریات دین میں سے ہیں جیسے کائنات کا خدا کی ایجاد سے وجود میں آنا اور مخلوقات کا روزِ محشر جواب دہی کے لئے جمع ہونا اور اللہ جل شانہ کے علم کا تمام کلیات و جزئیات کو شامل ہونا اور اس جیسے اہم مسائل۔ لہذا جو شخص پوری عمر عبادات اور طاعات کا پابند رہے لیکن درجِ بالا عقائد نہ رکھتا ہو تو وہ اہل قبلہ میں سے نہیں اور اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ کو کافر قرار نہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کفر کی علامات میں سے کوئی علامت اور اسبابِ کفر میں سے کوئی سبب نہ پایا جائے اس وقت تک ایک مسلمان بدستور اہل قبلہ میں شامل رہتا ہے۔

(اکفار الملحدین ص: ۱۶)

۲- متکلمین کے نزدیک اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کرتے ہوں یعنی وہ چیزیں جن کا شریعت میں سے ہونا مشہور و معلوم ہو، لہذا جو شخص ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے جیسے دنیا کے فنا ہو جانے، مخلوق کے اللہ جل شانہ کے دربار میں حاضر ہونے، اللہ جل شانہٗ کے ہر چیز کو جاننے اور نماز و روزہ کے فرض ہونے کا انکار کر دے تو وہ اہل قبلہ میں باقی نہیں رہا اگرچہ عبادات میں انتہائی

جد و جہد و مجاہدہ ہی کیوں نہ کرتا ہو اسی طرح جو شخص کفر و شرک کی باتوں میں مبتلا ہو جائے جیسے بُت کو سجدہ کرنا یا کسی شرعی حکم کی توہین کرنا یا اس کا مذاق اڑانا وغیرہ تو ایسا شخص بھی اہل قبلہ میں سے نہیں رہا۔ (اکفار الملحدین، ص: ۱۷)

۳- سیدؒ نے **شرح مواقف** میں بیان فرمایا ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنا ایسا مسئلہ ہے جو شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور فقہاءؒ کے کلام کے موافق ہے جیسا کہ گذر چکا لیکن جب ہم مختلف اسلامی فرقوں کے عقائد کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں ایسے عقائد بھی ملتے ہیں جو قطعی طور پر کفر کو واجب کرتے ہیں جیسا کہ بعض نام نہاد اسلامی فرقوں میں (۱) خدائے تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے معبود کا وجود تسلیم کرنے (۲) خدائے تعالیٰ کا بقول ان کے کسی شخص میں حلول کر جانے۔ (۳) نبی کریم ﷺ کی نبوت کا انکار کرنے۔ (۴) آپ ﷺ کی نبوت کی برائی کرنے۔ (۵) اس کا مذاق اڑانے۔ (۶) حرام چیزوں کو حلال سمجھنے۔ (۷) شرعی احکام سے اپنے کو بری سمجھنے جیسے کفریہ عقائد موجود ہیں، بلکہ تحقیق یہ ہے کہ اہلِ قبلہ سے مراد اس قاعدہ میں وہ لوگ ہیں جو ضروریاتِ دین کا انکار نہ کرتے ہوں یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ جو شخص نماز میں اپنا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دے بس وہ مومن ہے چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: (لَیْسَ الْبِرَّ) الآیۃ "نیکی کچھ یہی نہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر۔" (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۷۷، از تفسیر شیخ الہندؒ) پس جو شخص ضروریاتِ دین کا انکار کردے تو وہ اہلِ قبلہ میں سے نہیں رہا۔ (اکفار الملحدین، ص: ۱۲۱-۱۲۲)

خلاصۂ بحث : خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے تمام تر احکام کی تصدیق کرنے والا مسلمان ہے اور کسی ایک حکم کا انکار کرنے والا کافر ہے اس کی معروف تعبیر یہ ہے کہ جمیع

(تمام) ضروریاتِ دین کی تصدیق کا نام اسلام ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص: ۲۰۷، ج: ۱)

ارتداد کا نتیجہ اور مرتد کے ساتھ مسلمانوں کا معاملہ

جو مسلمان کلمہ کفر کہے وہ مرتد ہو جاتا ہے، میاں بیوی میں سے کسی ایک نے کلمہ کفر کہا تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے، اس پر ایمان کی تجدید لازم ہے اور توبہ کے بعد نکاح دوبارہ کرنا ضروری ہے چنانچہ درمختار میں ہے (۱) ''شرح وھبانیہ للشرنبلالی میں ہے کہ جو چیز کہ بالاتفاق کفر ہو اس سے تمام اعمال باطل ہو جاتے ہیں اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اگر (اسی حالت میں صحبت کرتے رہے تو) اس کی اولاد ناجائز ہوگی اور جس چیز کے کفر ہونے میں اختلاف ہو اس سے توبہ واستغفار اور دوبارہ نکاح کرنے کا حکم دیا جائے گا'' (شامی، ص: ۲۴۶، ج: ۴) اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے (۲) ''اگر عورت نے اپنے شوہر سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے زبان سے کلمہ کفر بک دیا تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اس کو تجدید ایمان (اور تجدید نکاح) پر مجبور کیا جائے گا اور ہر قاضی کو حق ہوگا کہ (اس کو توبہ کرانے کے بعد) معمولی مہر پر دوبارہ نکاح کر دے، خواہ مہر ایک دینار ہی ہو، خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو، اور عورت کو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور سے شادی کرنے کا حق نہیں۔ (عالمگیری، ص: ۲۳۹، ج: ۱) (بحوالہ آپ کے مسائل، ص: ۶۱-۶۲، ج: ۱)

مرتد کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

نعوذ باللہ: جب کوئی شخص مرتد ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس پر اسلام کو پھر سے پیش کیا جائے اور اسے حق کی دعوت دی جائے تاکہ اگر کسی شبہہ، غلط فہمی یا اشکال کی وجہ سے وہ مرتد ہوا ہو تو اس شبہہ و غلط فہمی کو دور کر دیا جائے نیز اگر وہ مہلت مانگے تو دار الاسلام میں اسے

تین دن کی مہلت دی جائے گی اوران تین دنوں تک اسے قید میں رکھا جائے گا اگر اس کے باوجود بھی وہ تائب نہ ہو تو دارالاسلام میں اسے قتل کردیا جائے گا اوپر جو مہلت ذکر ہوئی ہے مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کی ایک روایت میں یہ مہلت دینا واجب ہے جب کہ حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے واجب نہیں۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ص: ۲۶۸-۲۷۰، ج: ۵ (۲) تاتر خانیہ، ص: ۵۵۲، ج: ۵ (۳) المبسوط للسرخسیؒ، ص: ۱۱۷، ج: ۹، ۱۰) اور جہاں دارالاسلام نہ ہو تو وہاں مرتد کے لئے ضروری ہے کہ از خود یا سمجھانے کے بعد فوراً توبہ و استغفار کرے، تجدید ایمان کرے اور نکاح بھی دوبارہ کرے۔ اگر وہ اس کے لئے آمادہ نہ ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے مکمل قطعِ تعلق کردیں تاکہ اس کے خراب عقائد سے (وہ) متاثر نہ ہوں اور وہ (مرتد) تنگ آکر اپنی اصلاح پر آمادہ ہو جائے۔ (جامع الفتاویٰ، ص: ۱۲۴، ج: ۱) لیکن اگر اس کے باوجود بھی وہ باز نہ آئے تو مرجانے کی صورت میں نہ اس کا جنازہ ہوگا نہ مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن کرنا جائز ہے بلکہ اس کی لاش کو کسی گڈھے میں ڈال دیا جائے گا اور شرعی تدفین سے بھی محروم رہے گا والعیاذ باللہ۔ اور مرتد اگر سچے دل سے توبہ کرکے دوبارہ اسلام قبول کرلے تو اس کی توبہ صحیح ہے اور وہ مسلمان ہی سمجھا جائے گا لہٰذا اس کے ساتھ مسلمانوں کا معاملہ کیا جائے۔ (آپ کے مسائل، ص: ۴۷، ج: ۱)

وضاحت: اگر کوئی شخص کفر کا کلمہ کہے اور پھر انکار کردے (مکر جائے) تو یہ بھی ایک قسم کی توبہ ہے اور اس کو بھی کافر کہنا جائز نہیں ہے (بلکہ اس کو حسبِ سابق مسلمان ہی سمجھیں گے اور مسلمانوں کا ہی معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے گا اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ قطعاً جائز نہیں۔

انکار الرّدة توبة فاذا شهدوا علیٰ مسلم بالرّدة و هو منكر لا يتعرّض له لا لتكذيب الشهود و العدول، بل لان انكاره توبة و رجوع. (الاشباہ والنظائر، ص: ۸۵، ج: ۲، قاضی خان علی الہندیہ، ص ۵۸۰، ج ۳) ۔

(۱) ﴿وَلاَ تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا.﴾ (النساء: ۹۴)

(۲) ﴿اَ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ.﴾ (النساء: ۸۸)

چھٹا باب
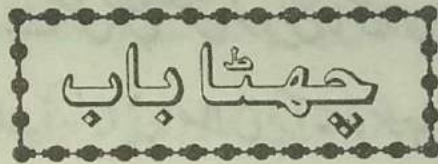
تکفیر کے متعلق چند اہم تنبیہات
اور
اصولی مباحث

اسلام وکفر کا حکم لگانے کے متعلق افراط وتفریط کی شرعی وضاحت

تنبیہ (۱): کسی مسلمان کو کافر یا کافر کو مسلمان کہنا دونوں جانب سے نہایت ہی سخت معاملہ ہے۔ قرآن کریم نے دونوں صورتوں پر شدید نکیر فرمائی ہے۔ مسلمان کو کافر کہنے کے متعلق ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں کیوں کہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالی نے تم پر احسان کیا سو غور کرو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں (یعنی جب تم اول مسلمان ہوئے تھے اگر تمہیں بھی یہی کہہ دیا جاتا کہ تم مسلمان نہیں تو تم کیا کرتے) (النساء:۹۴)---الغرض اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنا اسلام ظاہر کرے تو جب تک اس کے کفر کی پوری تحقیق نہ ہو جائے اس کو کافر کہنا ناجائز اور وبال عظیم ہے اسی طرح اس کے مقابل یعنی کافر کو مسلمان کہنے کی ممانعت اس آیت میں ہے۔ ترجمہ: ''کیا تم لوگ اس کا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں اس کے لئے کوئی سبیل نہ پاؤ گے۔ (النساء:۸۸) سلفِ صالح صحابہؓ وتابعینؒ اور مابعد کے ائمہ مجتہدینؒ نے اس بارہ میں بڑی احتیاط سے کام لینے کی ہدایتیں فرمائی ہیں۔ حضراتِ متکلمین اور فقہاؒ نے اس باب کو نہایت اہم اور دشوار گذار سمجھا ہے اور اس میں داخل ہونے والوں کے لئے بہت زیادہ تیقظ و بیداری کی تلقین فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ قاریؒ نے شرح شفا، فصل (تحقیق القول فی اکفار المتاولین) میں فرمایا ہے:

اِدْخَالُ کَافِرٍ فِی الْمِلَّةِ الاِسْلَامِیَّةِ اَوْ اِخْرَاجُ مُسْلِمٍ عَنْهَا عَظِیْمٌ فِی

الدِّیْنِ. (شرح شفا،ص:۵۰۰،ج:۲)

''کسی کافر کو اسلام میں داخل سمجھنا یا مسلمان کو اسلام سے خارج سمجھنا (دونوں چیزیں) نہایت سخت ہیں۔ لیکن آج کل اس کے برعکس یہ دونوں معاملے اس قدر سہل سمجھ لئے گئے ہیں کہ کفر و اسلام اور ایمان و ارتداد کا کوئی معیار اور اصول ہی نہ رہا --- ایک جماعت ہے کہ جس نے مشغلہ یہی اختیار کرلیا ہے کہ ادنیٰ معاملات میں مسلمانوں پر تکفیر کا حکم لگا دیتے ہیں اور جہاں ذرا سی کوئی خلاف شرع حرکت کسی سے دیکھتے ہیں تو اسلام سے خارج کہنے لگتے ہیں۔ اور دوسری طرف نو تعلیم یافتہ آزاد خیال جماعت ہے جس کے نزدیک کوئی قول و فعل خواہ کتنا ہی شدید اور عقائد اسلامیہ کا صریح مقابل (مخالف) کیوں نہ ہو کفر کہلانے کا مستحق نہیں۔ وہ ہر مدعی اسلام کو مسلمان کہنا فرض سمجھتے ہیں اگرچہ اس کا کوئی عقیدہ اور عمل اسلام کے موافق نہ ہو اور ضروریات دین کا انکار کرتا ہو۔ اور جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا ایک سخت پر خطر معاملہ ہے۔ اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی اس سے کم نہیں کیوں کہ حدودِ کفر و اسلام میں التباس (خلط ملط ہونا) بہر دو صورت لازم آتا ہے اس لئے علمائے امت نے ہمیشہ ان دونوں معاملوں میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے۔ امر اول (پہلی صورت) کے متعلق تو یہاں تک تصریحات ہیں کہ اگر کسی شخص سے کوئی کلام خلافِ شرع صادر ہو جائے اور اس کلام کی مراد میں محاورات کے اعتبار سے چند احتمال ہوں اور سب احتمالات میں یہ کلام ایک کلمۂ کفر بنتا ہو لیکن صرف ایک احتمال ضعیف ایسا بھی ہو کہ اگر اس کلام کو اس پر حمل کیا جائے (یعنی اس ضعیف احتمال کو ہی اس کے اصل معنیٰ قرار دیں) تو معنی کفر کے نہیں رہتے بلکہ عقائد حقّہ کے مطابق ہو جاتے ہیں تو مفتی پر واجب ہے کہ اسی احتمالِ ضعیف کو اختیار کر کے اس کے مسلمان ہونے کا فتویٰ دے جب تک کہ خود وہ متکلم اس کی تصریح نہ کرے کہ میری مراد یہ معنیٰ نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان کسی ایسے عقیدہ کا

قائل ہو جائے جو ائمہ اسلام میں سے اکثر لوگوں کے نزدیک کفر ہو لیکن بعض ائمہ اس کے کفر ہونے کے قائل نہ ہوں تو اس کفر مختلف فیہ (جس میں اختلاف ہو) سے بھی مسلمان پر کفر کا حکم کرنا جائز نہیں (۱) ﴿صرّح به فى البحر الرائق باب المرتدين جلد:۵ (۲)﴾ و مثله فى رد المحتار و جامع الفصولين من باب كلمات الكفر)

اور امر دوم (دوسری صورت) کے متعلق بھی صحابہ کرامؓ اور سلفِ صالحینؒ کے تعامل (اصل طریقہ کار) نے یہ بات متعین کردی کہ اس میں تہاون و تکاسل (سستی اور کوتاہی) کرنا اصولِ اسلام کو نقصان پہنچانا ہے۔ آں حضرت ﷺ کی وفات کے بعد جو لوگ مرتد ہوئے تھے ان کا ارتداد قسمِ دوم ہی کا ارتداد تھا۔ صریح طور پر تبدیلِ مذہب (عموماً) نہ تھا۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے ان پر جہاد کرنے کو اتنا زیادہ اہم سمجھا کہ نزاکتِ وقت اور اپنے ضعف کا بھی خیال نہ فرمایا۔ اسی طرح مسیلمۂ کذاب مدعیِ نبوت اور اس کے ماننے والوں پر جہاد کیا۔ جس میں جمہورِ صحابہؓ شریک تھے۔ جن کے اجماع سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو شخص ختمِ نبوت کا انکار کرے یا نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد ہے اگرچہ تمام ارکان اسلام کا پابند اور زاہد و عابد ہو۔ (تکفیر کے اصول ملحقہ جواہر الفقہ ص:۲۰-۲۱، ۳۴-۳۵، ج:۱)

تنبیہ (۲) ضابطۂ تکفیر:

اس لئے تکفیرِ مسلم کے بارہ میں ضابطہ شرعیہ یہ ہوگیا کہ جب تک کسی شخص کے کلام میں تاویلِ صحیح کی گنجائش ہو اور اس کے خلاف کی تصریح متکلم کے کلام میں نہ ہو۔ یا اس عقیدہ کے کفر ہونے میں ادنیٰ سے ادنیٰ اختلاف ائمۂ اجتہاد میں واقع ہو۔ اس وقت تک اس کے کہنے والے کو کافر نہ کہا جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا کوئی ایسی ہی تاویل و تحریف کرے جو اس کے اجماعی معانی کے خلاف معنی پیدا کردے تو اس شخص کے کفر میں کوئی تامل نہ کیا جائے، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (تکفیر کے

اصول ملحقہ جواہر الفقہ ،ص:۳٦،ج:۱)

تنبیہ (۳) حکم بالکفر میں تردد کا شرعی علاج:

اگر کسی خاص شخص کے متعلق یا کسی خاص جماعت کے متعلق حکم بالکفر (کفر کا حکم لگانے) میں تردد ہو خواہ تردد کے اسباب علماء کا اختلاف ہو خواہ قرائن کا تعارض ہو یا اصول کا غموض تو اسلم یہ ہے کہ نہ کفر کا حکم کیا جائے نہ اسلام کا حکم اول میں تو خود اس کے معاملات کے اعتبار سے بے احتیاطی ہے اور حکم ثانی میں دوسرے مسلمانوں کے معاملات کے اعتبار سے بے احتیاطی ہے۔ پس احکام میں دونوں احتیاطوں کو جمع کیا جائے گا۔ یعنی اس سے نہ عقد مناکحت کی اجازت دیں گے نہ اس کی اقتدا کریں گے نہ اس کا ذبیحہ کھائیں گے اور نہ اس پر سیاستِ کافرانہ جاری کریں گے۔ اگر تحقیق کی قدرت ہو اس کے عقائد کی تفتیش کریں گے اور اس تفتیش کے بعد جو ثابت ہو ویسے ہی احکام جاری کریں گے اور تحقیق کی قدرت نہ ہو تو سکوت کریں گے اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں گے اس کی نظیر وہ حکم ہے جو اہل کتاب کی مشتبہ روایات کے متعلق حدیث میں وارد ہے۔

(تکفیر کے اصول ملحقہ جواہر الفقہ ص:۳۷،ج:۱)

تنبیہ (۴) دعوتِ دین کی ضرورت:

فقہاءِ کرام نے تلقین کی ہے کہ علماءِ کرام، ائمۂ مساجد اور ذمہ داروں پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو اصولِ دین اور عقائد کی صاف صاف اور صحیح تعلیم دیں اور مخالفینِ اسلام نیز گمراہ فرقوں کے عقائد اور دسیسہ کاریوں سے بھی ان کو محفوظ رکھنے کی حتی الوسع کوشش کریں اور ویسے بھی متعدد احادیثِ مبارکہ سے صاف ہدایت ملتی ہے کہ ائمہ کرام اور حضراتِ علماءِ عظام لوگوں کے عقائد ونظریات کے من جانب اللہ نگراں ونگہبان ہیں مثلاً "کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ" الحدیث: "تم میں سے ہر ایک اپنے طور پر ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی

ذمہ داری کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔ اسی طرح (۲) ''اَلاِمَامُ ضَامِنٌ'' الحدیث، یعنی امام ذمے دار ہے نیز (۳) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مشہور فرمان جو انہوں نے علماء و فقہاء سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا تھا: اَنْتُمْ عَلٰی رِبَاطٍ دَائِمٍ ''تم علماوفقہا شریعت مقدسہ کی سرحدوں کے دائمی پاسبان ہو۔'' یہ سب ہمیں اسی حقیقت کی یاد دلاتے ہیں۔ اس کے پیش نظر امت مسلمہ کی دینی پسماندگی اور اخلاقی زبوں حالی نیز ذہنی ارتداد کے اس تاریک دور میں ان حضرات کی ذمہ داریاں کافی بڑھ جاتی ہیں لہذا بغیر کسی خوف ولالچ کے محض اللہ کے بھروسے پر دعوتِ دین کی کوششوں میں سُرعت، شدت اور مداومت پیدا کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تنبیہ (۵) جو مسلمان بھائی پر بے بات فسق وکفر کی تہمت لگاتا ہے وہ لوٹ کر اسی پر آپڑتی ہے:

(۱) حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کوئی شخص کسی پر فسق یا کفر کی تہمت نہیں لگاتا مگر وہ لوٹ کر اسی کے اوپر آپڑتی ہے اگر وہ شخص جس کے سر یہ تہمت رکھی گئی ہے اس کا اہل نہیں ہوتا۔ (بخاری - ترجمان السنہ، ص: ۴۰۹، ج: ۲)

(۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو ''او کافر'' کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک نہ ایک پر یہ کلمہ چسپاں ہو کر رہتا ہے۔ (بخاری - ایضاً)

راقم سطور کی دردمندانہ التجا

لہٰذا درجِ بالا حدیث مبارک اور سابقہ تنبیہات کی روشنی میں راقم سطور کی جانب سے اپنے مؤمن بھائیوں کی خدمت میں یہ التجا ہے کہ آئندہ صفحات میں آنے والے مسائل اور کلماتِ کفر کی بنا پر از خود کسی بھی مسلمان کو ہرگز کافر قرار نہ دیں کیوں کہ یہ کام جیّد علمائے دین

اور مستند مفتیان کرام کے ذمہ ہے اور وہی حضرات اس راہ کی نزاکتوں اور اصولوں سے پوری طرح باخبر ہیں میری اس کاوش کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان بھائیوں کو ان اہم ترین مسائل سے واقفیت ہو جائے تا کہ نعمتِ ایمان سے محرومی کے اسباب سے وہ اپنے آپ، اپنے اہل و عیال و متعلقین اور عام مسلمانوں کو بچانے کی حتی المقدور کوشش کریں اور ایسے واقعات و کلمات سے سابقہ پیش آنے پر بلا کسی تاخیر کے شریعت اسلامی کی طرف رجوع کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین! ثم آمین!!

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ﴾ (النساء:۱۱٦)

''بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے۔''

ساتواں باب

''شرک''

حقیقت، اقسام اور احکام

شرک کی تعریف

اس کی مختلف قسمیں اور احکام

شرک کی تعریف

اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنے یا اس کے برابر کسی اور کو سمجھنے اور اس کی مخصوص تعظیم و عبادت و فرماں برداری میں کسی کو اس کے ساتھ ملانے اور برابر کرنے کو خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو، شرک کہتے ہیں، بعض شرک سخت حرام ہیں اور بعض کفر میں داخل ہیں۔ شرک کی چند اقسام یہ ہیں:

(۱) **شرک فی الذات** : یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی اور کو شریک بنانا مثلاً یوں کہے کہ دو خدا ہیں یا تین خدا ہیں یا بہت سے خدا ہیں جیسے آتش پرست دو خدا مانتے ہیں (ایک کو یزداں یعنی خالقِ خیر اور دوسرے کو اہرمن یعنی خالقِ شر مانتے ہیں) اور عیسائی تین خدا مانتے ہیں اور ہندو چاند، سورج، آگ، پانی، درخت، پتھر اور بہت ساری مخلوقات کو خدا مانتے ہیں۔

(۲) **شرک فی الصفات**: یعنی اس کی صفات میں کسی اور کو شریک کرے اور اس کی بہت سی اقسام ہیں مثلاً (۱) شرک فی العلم، یعنی کسی دوسرے کے لئے خدا تعالیٰ کی مانند صفت علم ثابت کرنا اور یوں سمجھنا کہ فلاں پیغمبر یا ولی وغیرہ از خود علم غیب جانتے تھے، یا پیغمبروں اور ولیوں کو غائب و حاضر، نزدیک و دور، ماضی، حال، مستقبل وغیرہ سب کی خدا کی طرح خبر ہے۔ یا ان کو خدا کی طرح ذرہ ذرہ کا علم

ہے۔ یا وہ اللہ تعالیٰ کی طرح ہمارے حالات سے واقف ہیں یہ سب شرک فی العلم ہے۔ (۲) شرک فی القدرت: یعنی اللہ تعالی کی مانند نفع ونقصان دینے یا کسی چیز کی موت وحیات یا کسی اور امر کی قدرت کسی اور کے لئے ثابت کرنا مثلاً یہ سمجھنا کہ فلاں پیغمبر یا ولی یا شہید وغیرہ پانی برسا سکتے ہیں یا بیٹا بیٹی دے سکتے ہیں یا مرادیں پوری کر سکتے ہیں یا روزی دے سکتے ہیں یا مارنا اور زندہ کرنا ان کے قبضہ میں ہے یا اگر وہ ناراض ہو گئے تو ہمارا فلاں نقصان کر دیں گے یا خوش ہو کر ہمیں نفع پہنچائیں گے وغیرہ یہ سب شرک فی القدرت ہے۔

(۳) **شرک فی السمع**: یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نزدیک و دور، کھلی ہوئی اور چھپی ہوئی چیزوں اور دل کی بات کو سنتا ہے کسی اور کو بھی خواہ وہ نبی ہو یا ولی وغیرہ ایسا ہی سننے والا سمجھنا شرک فی السمع ہے۔

(۴) **شرک فی البصر**: یعنی اللہ تعالیٰ کی طرح کسی مخلوق (نبی، ولی یا شہید وغیرہ) کو یوں سمجھنا کہ چھپی و کھلی اور دور و نزدیک کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی مانند دیکھتا اور ہمارے کاموں کو ہر جگہ پر دیکھ لیتا ہے، شرک فی البصر ہے۔

(۵) **شرک فی الحکم**: یعنی اللہ تعالیٰ کی طرح کسی اور کو حاکم سمجھنا اور اس کے حکم کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرح ماننا مثلاً پیر صاحب نے حکم دیا کہ یہ وظیفہ عصر کی نماز سے پہلے پڑھا کرو تو اس حکم کی تعمیل اس طرح ضروری سمجھے کہ وظیفہ پورا کرنے کی وجہ سے عصر کا وقت مکروہ ہو جانے کی پرواہ نہ کرے یہ شرک فی الحکم ہے۔

(۶) **شرک فی العبادۃ**: یعنی اللہ تعالیٰ کی طرح کسی دوسرے کو عبادت کا مستحق سمجھنا یا کسی کے لئے عبادت کی قسم کا کام کرنا مثلاً کسی قبر یا پیر کو سجدہ کرنا یا کسی کے لئے رکوع کرنا، کسی پیر، پیغمبر، ولی و امام کے نام کا روزہ رکھنا، کسی کی نذر و منت ماننا یا کسی گھر یا قبر کا خانہ کعبہ کی طرح طواف کرنا وغیرہ یہ سب شرک فی العبادت ہے۔

ان کے علاوہ اور جس قدر اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں خواہ فعلیہ ہوں جیسے (رزق دینا، مارنا، جلانا، عزت وآبرو دینا، نفع ونقصان دینا وغیرہ) یا شئون ذاتیہ (اللہ تعالیٰ کی خاص شان) اور صفاتِ ثبوتیہ ہوں (جیسے خدا کا ہر چیز پر قادر ہونا، ہر چیز کو دیکھنا وسننا وغیرہ) یا صفات سلبیّہ ہوں (جیسے خدا کا بے عیب ہونا، سونے، اونگھنے، کھانے پینے اور تھکنے سے اس کا پاک و منزہ ہونا) ان میں کسی اور کو اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھنا شرک ہے پس تمام مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزِ محض اور تمام خداوندی صفات سے خالی سمجھے۔ ہاں اس نے اپنے ارادے سے جس کو جس چیز کی خبر یا قدرت یا اور صفت عطا فرمائی ہے۔ اسی قدر اس کو حاصل ہے اور اس میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کے آگے مجبورِ محض ہے اس کے حکم اور ارادے کے بغیر خواہ کوئی شخص آسمان کا رہنے والا ہو یا زمین کا، نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اور نہ کسی اور امر کی قدرت رکھتا ہے۔ اس لئے شرک سے بچ کر اپنے عقیدوں کو صحیح رکھنا چاہیے۔ بہت سے ایسے کام ہوتے ہیں جس میں شرک کی ملاوٹ ہو جاتی ہے ان سے پرہیز لازمی ہے۔

شرک کی تمام قسموں کے متعلق چند جزئیات

(۱) اگر کوئی شخص بادشاہ یا حاکم وغیرہ کو سجدہ کرے خواہ عبادت کی نیت سے ہو یا کسی اور نیت سے ہو یا کوئی نیت ہی نہ ہو تو یہ شرک فی العبادت ہے ایسا مشرک کافر ہو جائے گا اسی طرح پیر، استاد، ماں، باپ وغیرہ کو اور قبروں کو سجدہ، تعظیم کے ارادہ سے کرنا کفر ہے۔ فتاویٰ ظہیری میں ہے کہ مطلقاً سجدہ کرنے سے کافر ہو جائے گا خواہ کسی بھی نیت سے ہو لیکن یہ اس وقت ہے کہ سجدہ کرنے والا اپنے اختیار سے کرے اور اگر اپنی جان کے قتل کے ڈر سے کرے تو کافر نہ ہوگا۔

(۲) گیدڑ، گدھا، الّو، کوّا، تیتر وغیرہ کی بولی سے بدفالی (بدشگونی) لینا شرک ہے حدیث شریف میں ہے "اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ" (پرندوں سے شگون لینا شرک ہے) ایسے

ہی آنکھ پھڑ کنے، ہاتھ میں خارش ہونے اور چھینک وغیرہ سے براشگون لینا شرک ہے
اسے عربی میں "تَطِیرُ" یا "طِیَرَۃ" کہتے ہیں جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک قرار دیا
ہے اور نیک شگون لینا البتہ جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ اچھا کلمہ اتفاقاً کان میں پڑ گیا اور
اس سے نیک شگون لے کر رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہو گئے۔ پس اگر قصداً امورِ فال
کا پیچھا کیا جائے اور ان کا یقین کیا جائے اور ان کو مؤثر حقیقی سمجھا جائے خواہ وہ شگون
نیک ہو یا بد، یہ کفر ہے۔

(۳) دنوں اور تاریخوں سے فال لینا اور کسی دن کو مبارک سمجھنا (اپنے خیال سے نہ کہ شرعی
ثبوت کی وجہ سے) اسی طرح کسی دن کو منحوس سمجھنا واہیات اور حرام ہے محض اللہ تعالیٰ پر
بھروسہ رکھنا چاہیے، نفع ونقصان سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی سے ہرگز نہ جانے۔ اسی
طرح دنیا کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھنا یا کسی مہینے کو منحوس جاننا حرام ہے۔ اللہ
تعالیٰ کے سوا کسی اور پر خدا تعالیٰ کی طرح بھروسہ کرنا کھلا شرک ہے ظاہری اسباب کا
اختیار کرنا جائز اور شرطِ عقل ہے لیکن اس کا اثر اور نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے۔
اسی طرح بیماری کا علاج کرنا اور روزی کے لئے کسب کرنا سب جائز ہے لیکن مرض سے
فائدہ اور روزی کا حصول وغیرہ من جانب اللہ سمجھے صرف ان اسباب ہی سے نفع و
نقصان کو سمجھنا شرک ہے۔ نفع ونقصان اللہ کے اختیار میں ہے۔

(۴) بندوں کے لئے اگرچہ وہ پیر یا صحابہؓ یا امام یا پیغمبرؑ ہی کیوں نہ ہوں روزہ رکھنا شرک
ہے۔ روزہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رکھے۔ ہاں روزہ کا ثواب بزرگوں کی ارواح کو
پہنچا سکتا ہے۔ اسی طرح نفل نماز اور سب صدقے اور خیراتیں اور نفلی حج بھی صرف اللہ
تعالیٰ کے لئے ہونے چاہئیں اور ان کا ایصالِ ثواب جائز ہے۔

(۵) کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لگا کر اس کا ادب کرنا، کسی بزرگ کا نام وظیفہ کے طور پر

پڑھنا، تصویر رکھنا خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کے لئے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا، کسی چیز کو اچھوتی (تبدیلی وتغیر سے محفوظ وبالاتر یا دیوی دیوتا کے نام کا) سمجھنا، محرم کے مہینہ میں پان نہ کھانا یا لال کپڑا نہ پہننا، اسی طرح یوں کہنا کہ خدا اور رسول ﷺ چاہیں گے تو فلاں کام ہو جائے گا یا یہ کہنا کہ اوپر خدا اور نیچے تم، کسی کو شہنشاہ یا خداوندِ خدائیگان کہنا وغیرہ یہ سب امور شرک ہیں جن میں سے اکثر **شرك في العادة** میں داخل ہیں۔ [عمدۃ الفقہ، ص ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۷۰، جلد اول] **لہٰذا** مسلمانوں کو چاہئے کہ شرک اور کفر کی تمام قسموں سے خود کو اور اپنے متعلّقین کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ توفیق بخشے اور ہماری ہر طرح حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین

﴿مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡهِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ.﴾ (ق:۱۸)

''وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہے۔''

آٹھواں باب

نعمت ایمان سے محروم کرنے والے کلمات واعمال

کلمہ کفر کہنے کی مختلف صورتیں اور ان کا حکم

نـــــوٹ: درجِ ذیل احکام سے قبل ارکانِ ایمان کی بحث میں درج شدہ اقرار و تصدیق کی تیسری صورت ایک مرتبہ پھر سے ملاحظہ فرمائیں، یعنی کتابِ ہذا کا صفحہ (۵۲)

(۱) کسی شخص سے قتل، زبردست مار پیٹ یا کسی عضو کو تلف کرنے کی دھمکی دے کر کلمہ کفر کہلوایا گیا اور اس نے زبردستی کرنے والے کے حکم سے زائد کوئی کلمہ کفر اپنی طرف سے بھی کہہ دیا تو اس زائد کلمے کی بنا پر وہ کافر ہو گیا۔ (جب تک زبردستی کے نتیجے میں کہہ رہا تھا اس وقت تک کافر نہیں ہوا تھا) (۲) یا جس وقت اس سے زبردستی کلمہ کفر کہلوایا جا رہا تھا تو اس نے دل میں یہ سوچا کہ چلو سچ مچ اور اپنی مرضی سے ان کے سامنے کلمہ کفر کہہ دیتا ہوں تو اس خیال کی وجہ سے بھی کافر ہو جائے گا۔ (۳) اسی طرح جب اسے صلیب (یا بت وغیرہ) کے سامنے سجدہ کرنے پر مجبور کیا گیا تو اس نے بعد میں سجدہ کرتے وقت نہ صرف ان کی زبردستی بلکہ اپنی خوشی سے سجدہ کر لیا تو اس صورت میں بھی کافر ہو گیا۔ (۴) جان بوجھ کر کلمہ کفر کہنے سے کافر ہو جاتا ہے چاہے کلمہ کفر کہنے کے باوجود اسلام کا ہی عقیدہ کیوں نہ رکھتا ہو۔ (۵) کلمہ کفر کہنے والے کو اگر اس بات کا علم نہ ہو کہ یہ کلمہ کفر ہے جب بھی اکثر علماء کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے کیوں کہ اس نے کلمہ کفر اپنی مرضی، ارادہ، اور اختیار سے کہا ہے لہذا جہالت کی وجہ سے معذور نہیں سمجھا جائے گا۔ (۶) مذاق میں، فضول بکواس میں اور معمولی سمجھتے ہوئے کلمہ کفر کہنے سے تمام فقہاء کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اگرچہ عقیدہ بھی صحیح ہو اور نیت بھی ٹھیک ہو۔ (۷) اگر غلطی سے بجائے صحیح بات نکلنے کے زبان سے کلمہ کفر نکل گیا تو کسی کے نزدیک کافر نہیں ہوا۔
(۸) غصہ کی حالت میں کلمہ کفر زبان سے نکل جانے سے بھی کفر ہو جاتا ہے۔

---

(۱) تاتارخانیہ ،ص ۵۲۷، ج ۵، (۲) تاتارخانیہ ،ص ۵۲۷، ج ۵، (۳) تاتارخانیہ ،ص ۵۲۷، ج ۵،
(۴) ہندیہ، ص ۲۷۶، ج ۲، (۵ تا ۷) ہندیہ، ص ۲۷۶، ج ۲، (۸) جامع الفتاویٰ، ص ۲۸۲-۲۸۳، ج ۱

تنبیہ : مسلمان بھائیوں کے لئے نہایت عبرت کا مقام اور لمحۂ فکر یہ ہے کہ ہماری مجلسوں، تقریبات، گپ شپ، خرید و فرخت اور روزانہ کی بات چیت میں بے خوف و خطر کلماتِ کفر کہنے کا کچھ ایسا خوف ناک سلسلہ شروع ہو گیا ہے جو دن بدن ترقی پذیر ہے جس کی وجہ سے ہمارا سب سے قیمتی سرمایہ (ایمان) بھی ضائع ہو جاتا ہے اور ہمیں خبر تک نہیں لگتی نتیجتاً بیویاں حرام، ان سے میل جول بدکاری اور پھر پیدا ہونے والی اولاد ولد الحرام بن جاتی ہے۔ اور سب سے خطرناک بات یہ کہ جہنم کا ایندھن بن جانے کے باوجود بھی اس کی خبر نہیں ہوتی جس کی وجہ سے توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں عقلِ سلیم اور ایمان و استقامت سے نوازے۔ (آمین!)

غیر اللہ کو عالم الغیب (غیب کی باتیں جاننے والا) سمجھنا

مثلاً (۱) کسی کا یہ کہنا کہ ''میں غیب کی باتیں جانتا ہوں''۔ (۲) یہ عقیدہ رکھنا کہ اولیائے کرام کی روحیں سب کچھ جانتی ہیں۔ (۳) یہ دعویٰ کرنا کہ ''میں اس بیماری میں نہیں مروں گا'' یا ''فلاں بیمار اپنی بیماری میں نہیں مرے گا''۔ (۴) کسی جانور کی آواز سن کر سفر ترک کر کے بطور بدشگونی واپس آ جانا یا یہ کہنا کہ ''کوئی مرنے والا ہے''۔ اور یہ دعویٰ کرنا کہ ''میں چرائی گئی چیزوں کو جانتا ہوں''۔ (۵) یہ کہنا کہ ''میں جنات سے معلوم کر کے لوگوں کو غیب کی باتیں بتاتا ہوں''۔ (۶) غیب دانی کے دعوے دار یا جادوگر و کاہن کی تصدیق کرنا۔

نوٹ : (ہاتھ دکھا کر قسمت معلوم کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ ایسے شخص کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔ (کسی مجذوب، جوگی، پنڈت، پیر بابا اور پامسٹ سے ہاتھ دکھا کر قسمت وغیرہ کے حالات پوچھ کر) پھر ان پر یقین کرنا کفر ہے اسی طرح ستاروں کو زندگی پر اثر انداز سمجھنا اور اس کا اعتقاد رکھنا بھی کفر ہے (ملخصاً آپ کے مسائل ص: ۳۶۸-۳۶۹-۳۷۲، ج:۱)

(۷) فرشتوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ علمِ غیب جانتے ہیں کفر ہے۔ (۸) گواہوں کے

(۱ تا ۷) مجمع الانہر، ص ۶۹۱، ج ۱، ایضاً البحر الرائق مع منحۃ الخالق، ص ۱۲۰، ج ۵، (۸) ھندیہ، ص ۲۶۶، ج ۲، بزازیہ علی الھندیہ، ص ۳۲۵، ج ۶، تاتارخانیہ، ص ۴۷۶-۴۷۷، ج ۵

بغیر نکاح کرتے وقت یہ کہنا کہ ''میں خدا اور رسول ﷺ کو گواہ بناتا ہوں'' یا ''خدا اور فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں'' شرک اور کفر ہے۔ (کیوں کہ غیب کو جاننے والا اور ہر جگہ حاضر و ناظر صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور یہ جملے کہنے والا رسول اللہ ﷺ اور فرشتوں کو خدا تعالیٰ کے ساتھ مخصوص صفت **علم غیب** میں شریک ٹھہرا رہا ہے) **ضروری وضاحت** یہ کہنا کہ جاؤ خدا اور رسول ﷺ کے حوالے کیا یا میں خدا اور رسول ﷺ کو حاضر و ناظر مان کر کہتا ہوں یا لکھتا ہوں'' وغیرہ بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو ان الفاظ سے سخت احتیاط کر کے اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ (خیر الفتاویٰ، ص:۱۴۱، جلد ۱، امداد الفتاویٰ، ص:۲۲۵، جلد ۵) (۹) کسی مریض کے متعلق یہ کہنا کہ وہ اس مرض میں مر جائے گا'' بعض علماء کے نزدیک کفر ہے (۱۰) یہ کہنا کہ ''فلاں شخص کو خدا تعالیٰ نے اپنے دربار سے نکال دیا ہے کفر ہے کیونکہ یہ غیب دانی کا دعویٰ ہے (۱۱) کسی جانور کے بولنے پر یہ عقیدہ رکھنا کہ غلّہ وغیرہ مہنگا ہو جائے گا۔ (۱۲) اسی طرح یہ کہنا کہ ''میں موجود و غیر موجود سب چیزوں کو جانتا ہوں'' کفر ہے (۱۳) اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص اسمائے مبارکہ کو بندوں کیلئے استعمال کرنا بھی بعض علماء کے نزدیک شرک و کفر ہے مثلاً کسی کو قدّوس، رحمان، قیّوم وغیرہ کہنا (کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنٰی اور خاص صفات ہیں) **ضروری تنبیہ**: کشمیر میں خصوصاً اور بیرون کشمیر عموماً کچھ مسلمان بھائی اس بے احتیاطی میں مبتلا ہیں کہ عبدالرحمٰن کو ''رحمٰن'' عبدالقدّوس کو ''قدّوس'' اور عبدالقیّوم کو ''قیّوم'' کہہ کر پکارتے ہیں جو نہایت خطرناک ہے لہٰذا اس چیز کی فوری اصلاح ضروری ہے اور اسی پر دوسرے اسمائے حسنٰی کو بھی قیاس کر لیا جائے۔

---

(۹) تاتارخانیہ، ص ۴۷۷، ج ۵، (۱۰) بزازیہ علی الھندیہ ص ۳۲۳، ج ۶، (۱۱) بزازیہ علی الھندیہ، ص ۳۲۶، ج ۶
(۱۲) تاتارخانیہ، ص ۴۷۷، ج ۵، (۱۳) مجمع الانہر ص ۶۹۰، ج ۱

پتھروں کو انسان کی زندگی پر اثر انداز سمجھنا شرک ہے

لعل، یاقوت، زمرد، عقیق اور سب سے بڑھ کر فیروزہ وغیرہ پتھروں کو کامیابی و ناکامی میں کوئی دخل نہیں۔ حضرت عمرؓ کے قاتل کا نام فیروز تھا۔ اسکے نام کو عام کرنے کیلئے سبائیوں (دشمنان اسلام) نے "فیروزہ" کو متبرک پتھر کی حیثیت سے پیش کیا۔ پتھروں کے بارے میں منحوس و مبارک کا تصور سبائی افکار کا شاخسانہ ہے۔ پتھر انسان کی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے اسکے نیک یا بد عمل اس کی زندگی کے بننے یا بگڑنے کے ذمہ دار ہیں۔ پتھروں کو اثر انداز سمجھنا مشرک قوموں کا عقیدہ ہے، مسلمانوں کا نہیں۔ پتھروں کو مبارک و نامبارک سمجھنا عقیدے کا فساد ہے جس سے توبہ کرنی چاہئے۔ (آپ کے مسائل ص: ۳۷۷۔۳۷۸، ج ۱)

غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے

مثلاً (۱) یوں کہنا کہ خدا کی قسم اور تیری جان یا تیرے سر کی قسم (۲) خدا کی قسم اور تیرے پاؤں کی خاک کی قسم (اس قسم میں شرک بھی ہے اور خدا تعالیٰ کی توہین بھی لہذا نہایت ہی خطرناک ہے) (نوٹ: ماں کی قسم، بھائی کی قسم، باپ کی قسم، مسجد کی قسم، زیارت کی قسم، ایمان کی قسم، اولاد کی قسم کا حکم بھی یہی ہے۔

غیر اللہ کو اللہ جل شانہ کی طرح اُمیّد و توکّل کا مرکز قرار دینا بھی شرک ہے

مثلاً (۳) یوں کہنا کہ مجھے خدا سے امید ہے اور تجھ سے (۴) یہ کام خدا نے کیا ہے اور تو نے (۵) یا یہ کہنا کہ آسمان پر میرے لئے خدا ہے اور زمین پر فلاں" (۶) یہ کہنا کہ اوّل خدا کے سپرد ہے اور دوسرے (پھر) تمہارے سپرد بعض علما کے نزدیک کلمۂ کفر ہے۔

(۱-۲) تاتارخانیہ، ص ۴۷۶، ج: ۵ (۳-۴) تاتارخانیہ، ص ۴۷۰، ج ۵، (۵) مجمع الانہر، ص ۶۹۱، ج ۱، (۶) جامع الفتاویٰ، ص: ۱۳۷، ج: ۱

''جنّات'' شریعت کی نظر میں

قرآن کریم میں ۲۹ جگہ جنوں کا ذکر آیا ہے اور احادیث میں بھی بہت سے مقامات پر ان کا تذکرہ آیا ہے اس لئے جو لوگ قرآنِ کریم اور آں حضرت ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں ان کو توجنّات کا وجود تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں اور جو لوگ اس کے منکر ہیں ان کے پاس نفی کی کوئی دلیل اس کے سوا نہیں کہ یہ مخلوق ان کی نظر سے اوجھل ہے۔ ''آکام المرجان فی غرائب الاخبار و احکام الجان'' کے باب ۵۱ میں لکھا ہے کہ بعض معتزلہ نے اس سے انکار کیا ہے لیکن امام اہل سنت ابوالحسن اشعریؒ نے مقالہ ''اہل السنۃ والجماعۃ'' میں اہل سنت کا یہ مسلک نقل کیا ہے کہ وہ ''جنات کے مریض کے بدن میں داخل ہونے کے قائل ہیں۔'' اس کے بعد متعدد احادیث سے اس کا ثبوت دیا ہے۔

جنات کا آدمیوں پر مسلط ہونا ممکن ہے اور اس کے واقعات متواتر ہیں۔ (آپ کے مسائل، ص:۳۵۶، ج:۱) (لہٰذا جنات کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ) جس طرح اللہ تعالیٰ نے ایمان اور طاعات (شرع شریف) کا مکلّف انسان کو بنایا ہے اسی طرح جنات کو بھی مکلّف بنایا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ''ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔'' (الذاریات، ۵۶) جن بھی اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جو آگ سے پیدا کئے گئے ہیں، ان میں سے بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہے اختیار کرلیں، ان کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں، ان کے شریر جنوں کو شیطان کہتے ہیں۔ (ابلیس بھی جنوں میں سے ہے جو کثرتِ عبادت الٰہی کے سبب فرشتوں میں شامل کیا گیا اور مُعلّم الملکوت (ملائکہ) بنایا گیا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور نافرمانی کی وجہ سے راندۂ درگاہ (دربار سے نکالا ہوا) ہوگیا اور قیامت تک لعنت کا طوق اور لوگوں کو گمراہ کرنے کا پٹہ اس کے گلے میں ڈال

دیا گیا)۔ یہ سب جنات بھی انسانوں کی طرح ذی عقل اور ارواح واجسام والے ہیں، ان میں توالد وتناسل ہوتا ہے کھاتے پیتے ہیں، جیتے مرتے ہیں، ان بھی مسلمان ہیں کافر بھی، مگران کے کفار انسان کے کفار کے تناسب میں زیادہ ہیں اوران میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سُنّی بھی ہیں اور بدعقیدہ بھی، اوران میں فاسقوں کی تعداد فاسق انسانوں کے تناسب سے زائد ہے۔ان کے وجود کا انکار یا صرف بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔(عمدۃ الفقہ ص:۵۸، ج:۱)

جادواور سحر کے متعلق حکمِ شرع

کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے تعویذ، جادو، ٹوٹکے کرنا حرام ہے اور ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو اس کو سزائے موت ہوسکتی ہے۔ جادو اور سفلی عمل کرنے کے بدترین کبیرہ گناہ ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جادو کرنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے یا نہیں۔صحیح یہ ہے کہ اگر اس کو حلال سمجھ کر کرے تو کافر ہے اور اگر حرام اور گناہ سمجھ کر کرے تو کافر نہیں۔گنہ گار اور فاسق ہے اس میں شک نہیں کہ ایسے سفلی اعمال سے دل سیاہ ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔یہ بھی فقہائے امتؒ نے لکھا ہے کہ اگر کسی کے جادو اور سفلی عمل سے کسی کی موت واقع ہوجائے تو یہ شخص قاتل تصور کیا جائے گا۔(آپ کے مسائل، ص:۳۵۴، ج:۱-الاشباہ مع شرحہ للحموی ص:۷۹-۸۰)

مشرکانہ منتر سے علاج اور کافر سے جھاڑ پھونک کرانا

ایسے منتر سے علاج کرانا جس میں دیوی دیوتا کو شفا دینے والا اور علاج کرنے والے کو دیوی دیوتا کا مقرب تسلیم کیا گیا ہو، ناجائز ہے کیوں ایسا عقیدہ اسلام کے خلاف ہے اور کفر ہے اور ایسے شخص سے جھاڑ پھونک کرانے میں اس (کفریہ) عقیدہ کی تصدیق اور

اعزاز ہے شافیٔ مطلق، حاجت روا اور متصرّف صرف اللہ پاک ہے۔ اس کے ماتحت زندگی بھی نعمت ہے اور موت بھی راحت ہے اور اس سے بغاوت کر کے زندگی بھی وبال ہے اور موت بھی عذاب ہے۔ (ملخصاً از جامع الفتاویٰ، ص: ۳۳۲، ج: ۱) (لہٰذا مسلمانوں کو ہرگز ایسا مشرکانہ علاج اور جھاڑ پھونک نہیں کرانا چاہیے کیوں کہ ایسی حرکتوں سے نعمتِ ایمان کے لئے شدید خطرات پیدا ہو جاتے ہیں)۔

نوٹ :- اگلے صفحات میں مختلف عنوانات کے تحت جو مسائل کلماتِ کفر کے سلسلے میں آرہے ہیں، ان کے متعلق سابقہ اہم تنبیہات کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ان احکام و مسائل کا اطلاق جس طرح عام بول چال اور نثر پر ہوگا اسی طرح نظم، اشعار، گانوں، گیتوں، محاورات، لطیفوں، نعتوں اور قوالیوں وغیرہ پر بھی ہوگا یعنی اگر اشعار و گانوں وغیرہ میں بھی اس قسم کے کفریہ الفاظ پائے جائیں تو شرعی ضوابط کے تحت وہاں بھی حکمِ کفر کا اطلاق ہوگا اور کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ آج کل کے ملحدانہ اشعار اور گانوں وغیرہ میں کثرت کے ساتھ کلماتِ کفر و شرک پائے جاتے ہیں اور جہالت، غفلت نیز دین و اہلِ دین سے دوری کی بنا پر بہت سے کلمہ گو حضرات بھی مزے لے لے کر کفر و شرک پر مبنی اِن اشعار و گانوں کو پڑھتے، سنتے اور سناتے ہیں جس کی بنا پر یا تو وہ "نعمتِ ایمان" سے محروم ہی ہو جاتے ہیں یا پھر محرومی سے قریب تر۔ العیاذ باللہ

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا وَ احْفَظْهُمْ . آمین

اللہ جل شانہ، کی ذات و صفات کے متعلق کفریہ اعمال و کلمات

(۱) **اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار کرنا کفر ھے** مثلاً یوں کہنا کہ ''خدا نہیں ہے، یہ سب ڈھونگ ہے یا دنیا خود بخود بن گئی ہے وغیرہ۔ (۲) **اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا انکار کرنا بھی کفر ھے** مثلاً یوں کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود نہیں ہے یا ہمیشہ سے نہیں ہے یا ہر چیز پر قدرت نہیں رکھتا یا ہر شخص کی دعا نہیں سنتا یا فلاں فلاں چیزوں کی اس کو خبر نہیں یا وہ کلام نہیں کرسکتا یا وہ مردہ ہے یا وہ مرجائے گا یا اس نے مخلوقات کو پیدا نہیں کیا یہ دنیا خود بخود بن گئی ہے یا دنیا مادہ سے از خود وجود میں آ گئی ہے اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا وغیرہ ان سب صورتوں میں کہنے والا کافر ہو گیا۔ (۳) **اللہ تعالیٰ کے لئے جگہ مقرر کرنا، اسے انسانوں کی طرح گوشت پوست** اور **جسم و اعضا سے مرکب ماننا یا اس کے لئے بشری خصوصیات** اور **کمزوریاں ثابت کرنا بھی کفر ھے** مثلاً خدا تعالیٰ کو آسمان پر سمجھنا اور یوں کہنا کہ (۴) خدا آسمان پر ہے۔ (۵) یا آسمان پر میرے لئے خدا ہے۔ (۶) یا میں خدا کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ (۷) یا کوئی جگہ خدا سے خالی نہیں۔ (۸) یا خدا آسمان پر جانتا ہے۔ (۹) یا خدا آسمان پر میرا گواہ ہے یا وہاں سے نیچے دیکھ رہا ہے۔ (۱۰) یا خدا عرش کے نیچے سے دیکھ رہا ہے وغیرہ۔ ان کلمات کے بجائے یہ کہنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے اور مندرجہ بالا کلمات اسی وقت کلماتِ کفر ہوں گے جب کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جسم اور جگہ کا عقیدہ رکھا جائے ورنہ نہیں۔

---

(۱) عمدۃ الفقہ، ص ۶۱، ج ۱، (۲) عمدۃ الفقہ، ص ۶۱، ج ۱، (۳) عمدۃ الفقہ، ص ۶۱، ج ۱، (۴ تا ۷) مجمع الانہر، ص ۶۹۰-۶۹۱، ج ۱، (۳) (۴) البحر الرائق، ص ۱۲۰، ج ۵، (۸ تا ۱۰) تاتارخانیہ، ص ۴۶۴، ج ۵)

(۱۱) **اسی طرح خدا تعالیٰ کو جسم والا سمجھنا کفر ہے** مثلاً یوں کہنا کہ ''خدا کا ہاتھ لمبا ہے''۔ (۱۲) یا اس مصیبت میں خدا کا پاؤں پکڑنا چاہیے۔ (۱۳) یا یوں کہنا کہ ''میں تو اس لائق بھی نہیں ہوں کہ خدا کے قدموں کا میل بن سکوں۔ (۱۴) یا یہ کہنا کہ ''فلاں خدا کے ہاتھ کی طرح آ گیا'' وغیرہ۔ (۱۵) یا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کھاتا، پیتا، سونگھتا اور اونگھتا ہے۔ (۱۶) یا خدا تعالیٰ بہت کام کرنے سے تھک جاتا ہے۔ (۱۷) یا خدا تعالیٰ کسی مرد یا عورت کی شکل میں ہے۔ (۱۸) یا وہ کسی سے ڈر جاتا ہے۔ (۱۹) یا کسی چیز کو بھول جاتا ہے۔ مثلاً کسی تندرست آدمی کے متعلق یہ کہنا کہ خدا اسے بھول گیا ہے اسی لئے یہ کبھی بیمار نہیں پڑتا۔ (۲۰) اسی طرح یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ انصاف کرنے بیٹھ گیا ہے یا انصاف کے لئے کھڑا ہو گیا ہے وغیرہ یہ سب باتیں کلماتِ کفر ہیں۔ (۲۱) **اللہ تعالیٰ کی طرف کسی عیب، کمی یا بری صفت کو منسوب کرنا اور اللہ تعالیٰ کے لئے توہین آمیز کلمات استعمال کرنا، اس پر کسی کو ترجیح دینا یا اس کی صفات میں شک کرنا بھی کفر ہے** مثلاً (۲۲) یوں کہنا کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرتا ہے یا فلاں ظلم اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یا فلاں عورت یا لڑکے سے اسے عشق ہے یا وہ جماع کرتا ہے یا اس کے ماں، باپ، بھائی، بہن، بیوی اور اولاد ہے یا یوں کہنا کہ غلط پیشہ یا کام کرنے کا خدا نے ہی ہم کو حکم دیا ہے یا فلاں آدمی کے جھوٹ کو وہ سچ کر دیتا ہے۔ (۲۳) یا یوں کہنا کہ خدا کا کام حکمت سے خالی ہو سکتا ہے۔ (۲۴) یا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ جاہل یا عاجز ہے۔ (۲۵) یا خدا تعالیٰ کو معدوم چیزوں کا علم نہیں۔ (۲۶) یا اپنی بیوی کو خدا سے زیادہ واجب الاطاعت سمجھ کر یوں کہنا کہ وہ مجھے خدا سے زیادہ محبوب ہے۔ (۲۷) ظالم سے یہ کہنا کہ خدا تجھ پر بھی اسی طرح ظلم کرے جس طرح تو نے میرے ساتھ کیا۔ (البتہ اگر یہ مراد ہو کہ خدا تجھے ظلم کی سزا دے تو کفر نہ ہوگا) یوں کہنا کہ اگر خدا بھی فلاں کے ظلم کو پسند کرے تب بھی مجھے پسند نہیں۔ (۲۸) یہ کہنا کہ اگر قیامت کے دن خدا انصاف کرے گا تو میں بھی اپنا انصاف چاہوں گا اور تیری پکڑ کروں گا (اس کلمہ سے قیامت اور خدا کے عدل

(۱۱ تا ۱۴) تاتارخانیہ، ص ۴۶۲-۴۶۳، ۴۷۱-۴۷۳، ج ۵، (۱۵ تا ۱۸) عمدۃ الفقہ، ص ۶۱، ج ۱، (۱۹) مجمع الانہر، ص ۶۹۱، ج ۱، (۲۰) مجمع الانہر، ص ۶۹۰، ج ۱، تاتارخانیہ، ص ۴۶۶، ج ۵، (۲۱) تاتارخانیہ، ص ۴۶۱-۴۶۶، ج ۵، مجمع الانہر، ص ۶۹۱، ج ۱، (۲۲) عمدۃ الفقہ، ص ۶۱، ج ۱)، (۲۳ تا ۲۴) تاتارخانیہ، ص ۴۶۳، ج ۱، (۲۵ تا ۲۶) مجمع الانہر، ص ۶۹۱، ج ۱، (۲۷ تا ۲۸) تاتارخانیہ، ص ۴۶۵، ج ۵

میں شک کا اظہار ہو رہا ہے، لہٰذا کفر ہے) (۲۹) اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینا کفر ہے۔ (۳۰) اسی طرح کسی کے جھوٹ بولنے پر یہ کہنا کہ "خدا تیرے جھوٹ میں برکت دے" کفر ہے (۳۱) یا یوں کہنا کہ "خدا کو مال سے محبت ہے اور وہ بخیل ہے اسی لئے مجھے اس نے مالدار نہیں بنایا۔ (۳۲) یوں کہنا کہ "میں ان شاء اللہ کے بغیر ہی فلاں کام کروں گا" کفر ہے (کیوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی منشا و مرضی کے بغیر ہی کام کروں گا۔ (۳۳) یا یوں کہنا کہ "اے خدا اپنی رحمت کو یوں ہم سے دور مت رکھ" (۳۴) یہ کہنا کہ خدا حکومت چلانے کا اہل نہیں ہے۔ (۳۵) حقارت سے یوں کہنا کہ میں کیا جانوں حکم خدا یا میں حکم خدا کو کیا کروں گا؟ (۳۶) کسی سے رقم یا مال کا تقاضا کرتے ہوئے یہ کہنا کہ اگر تو دو جہاں کا خدا بھی بن جائے جب بھی تجھ سے اپنا حق لے کر ہی رہوں گا۔ (۳۷) یوں کہنا کہ خدا کا مرد کے لئے چار عورتوں سے نکاح حلال کرنا مجھے پسند نہیں۔ (۳۸) **خدا کے عذاب سے نڈر ہوجانا بھی کفر ہے** مثلاً ظلم کرتے وقت ظالم سے کہا جائے کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ اور وہ حقارت کے ساتھ یہ جواب دے کہ ہاں میں نہیں ڈرتا، یہ کلمہ کفر ہے۔ (۳۹) اسی طرح ظالم سے یہ کہنا کہ "یہ ظلم تو نہیں بلکہ خدا کر رہا ہے۔" (۴۰) ایسے ہی جب شوہر بیوی کو حق بات کی تلقین یا فہمائش کرتے ہوئے یہ کہے: کیا تو خدا سے نہیں ڈرتی؟ اس کے جواب میں عورت کا حقارت سے یہ کہنا کہ "ہاں میں نہیں ڈرتی"۔ (۴۱) کسی کا یہ کہنا کہ "میں خدا کی رضا کے لئے کام نہیں کروں گا یا میں خدا سے نہیں شرماتا ہوں" کلمہ کفر ہے۔ (۴۲) اسی طرح جب کسی شخص سے یہ کہا جائے کہ تیری برائیوں کی وجہ سے خدا تجھے عذاب دے گا تو اس کا جواباً یہ کہنا کہ "کیا تو نے ہی خدا کو بٹھا رکھا ہے؟ جو وہ تیری ہر بات پر عمل کرتا رہے۔ (۴۳) یا یوں کہنا کہ "خدا اور کیا کر سکتا ہے صرف دوزخ میں ہی تو بھیج سکتا ہے۔" (۴۴) یا کسی بدصورت جانور کو دیکھ کر یہ کہنا کہ "کیا خدا کو اور کوئی کام نہیں تھا جو ایسا جانور پیدا کیا۔" (۴۵) یہ کہنا کہ "خدا ہے ہی

---

(۲۹) جامع الفتاویٰ، ص ۱۲۴، ج ۱، (۳۰ تا ۳۳) تاتارخانیہ، ص ۴۶۶، ج ۵، (۳۴) تاتارخانیہ، ص ۴۶۷، ج ۵ (۳۵ تا ۳۷) تاتارخانیہ، ص ۴۶۸، ج ۵ (۳۸ تا ۴۰) تاتارخانیہ، ص ۴۶۹، ج ۵، (۴۱) تاتارخانیہ، ص ۴۷۰-۴۷۱، ج ۵، (۴۲ تا ۴۵) تاتارخانیہ، ص ۴۷۲، ج ۵،

کہاں جو میں اس سے ڈروں" (۴۶) یا یہ کہنا کہ "جب خدا اور فرشتے بھی فلاں شخص پر قابو نہ پا سکے تو میں کیسے اس پر قابو پا سکتا ہوں۔" (۴۷) یا یوں کہنا کہ "اگر ہم جھوٹ بولتے ہیں تو خدا بھی بولتا ہے"۔ (۴۸) یا "میں خدا سے ناامید ہو چکا ہوں" (۴۹) یا یوں کہنا کہ "خدا کے لئے مناسب نہیں کہ فلاں شخص کی ہر بات مانا کرے۔ (۵۰) یا یہ کہنا کہ "جب تک ہم برے ہیں خدا بھی ہمارے ساتھ برا ہے اور جب ہم اچھے بن جائیں گے تو خدا بھی اچھا بن جائے گا۔ یہ سب کلمات کفر ہیں۔ (۵۱) یوں کہنا کہ "خدا ہی رہے گا اور کوئی چیز نہیں رہے گی" کلمہ کفر ہے کیوں کہ اس جملے سے جنت، اہلِ جنت اور جہنم کا فنا ہونا لازم آتا ہے، جو نص شریعت کے خلاف ہے۔ (نوٹ: اگر جنت اور جہنم کو فانی نہ مانتا ہو تو کلمہ کفر نہ ہوگا۔) (۵۲) یہ کہنا کہ "میں ثواب اور عذاب سے بری ہوں" یا (۵۳) یہ کہنا کہ "مجھے خدا کی رحمت نہیں چاہیے"۔ (۵۴) یوں کہنا کہ رزق تو خدا ہی دیتا ہے لیکن بندے کی حرکت کا محتاج ہے"۔ کفر ہے (کیوں کہ بندہ خدا کی مرضی کے بغیر حرکت ہی نہیں کر سکتا) (۵۵) یوں کہنا کہ "اے خدا یا تو میرے رزق میں وسعت کر یا میری تجارت کو فروغ دے یا مجھ پر ظلم نہ کر" کفر ہے۔ (۵۶) اسی طرح کسی کا جواباً یوں کہنا کہ "میں خوب کھاؤں گا، خوب سوؤں گا، خوب ہنسوں گا جتنا میرا جی چاہے گا، کفر ہے جب کہ ان چیزوں میں حد سے تجاوز نہ کرنے کی نصیحت کی جا رہی ہو۔ (۵۷) کسی سے یوں کہنا کہ "تیری زبان کا بدلہ تو خدا بھی نہیں دے سکتا۔ بھلا میں کیا دے سکتا ہوں۔" (۵۸) یہ کہنا کہ "ہمارے پیر کا مرتبہ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر ہے" کفر ہے۔ (۵۹) یا یہ اعتقاد رکھنا کہ "خدا کفر سے خوش ہوتا ہے" (۶۰) یا یہ کہنا کہ "فلاں چیز میری ہی ملکیت ہے خدا کی نہیں" اس میں کفر کا خطرہ ہے۔ (۶۱) خدا کے نام کو حقارتاً بگاڑ کہنا، کفر ہے۔ (۶۲) یا خدا کی قسم کو کسی گندی چیز سے تشبیہ دینا۔ (۶۳) کسی سے جھگڑتے وقت یہ کہنا

(۴۶ تا ۴۷) تاتارخانیہ، ص ۴۷۳، ج ۵، (۴۸) تاتارخانیہ، ص ۴۷۶، ج ۵، (۴۹ تا ۵۰) فتاویٰ بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۲۴، ج ۶، (۵۱) بزازیہ علی الہندیہ، ص ۳۲۴، ج ۶، تاتارخانیہ، ص ۴۶۸، ج ۵، (۵۲ تا ۵۴) بزازیہ، ص ۳۲۵، ج ۶، (۵۵ تا ۵۶) ھندیہ، ص ۲۶۰، ج ۲، (۵۷) ھندیہ ص ۲۵۹، ج ۲، (۵۸) جامع الفتاویٰ، ص ۱۲۶، ج ۱، (۵۹) البحر الرائق، ص ۱۲۰، ج ۵، (۶۰) تاتارخانیہ، ص ۴۸۹، ج ۵، (۶۱) تاتارخانیہ، ص ۴۷۴، ج ۵، (۶۲) ھندیہ، ص ۲۶۲، ج ۲، (۶۳) تاتارخانیہ، ص: ۴۶۸، ج: ۵

کہ ''جا خدا سے جنگ کر اور اس سے پوچھ کہ تو نے فلاں کو مال دار کیوں بنایا''، بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔ (۶۴) یوں کہنا کہ ''فلاں کے ساتھ خدا نے اچھا سلوک نہیں کیا'' (۶۵) یا بیوی کا یوں کہنا کہ ''نہ مجھے خدا کا حق چاہیے نہ شوہر کا اور نہ ہمسائیگی کا حق چاہیے'' (۶۶) یوں کہنا کہ ''بادشاہ یا حکمراں کو خدا کے رحم کی ضرورت نہیں'' (۶۷) یا یہ کہنا کہ ''خدا کے یہاں انصاف نہیں''۔ (۶۸) یا یوں کہنا کہ ''اے خدا تو نے خفا ہو کر مجھے بہت ساری تکلیفوں میں مبتلا کر دیا۔'' (۶۹) اسی طرح مذاق اور دل لگی کے طور پر یہ کہنا کہ ''میں خدا ہوں'' اور لفظی اعتبار سے یہ مراد لینا کہ ''میں خود آیا ہوں'' یہ سب باتیں کفر ہیں۔ (۷۰) **ایسے ہی خدا تعالیٰ کو جھوٹی بات پر گواہ بنانا بھی کفر ہے** مثلاً یہ کہنا کہ ''خدا گواہ ہے یہ چیز میں نے ۱۰ روپے میں خریدی ہے جب کہ اس سے کم میں خریدی ہو۔ (۷۱) یا ''خدا گواہ ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا حالانکہ جانتا ہے کہ ایسا کر چکا ہے، یہ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔ (۷۲) یا ویسے ہی رسماً کسی سے یوں کہنا کہ خدا گواہ ہے کہ میں ہمیشہ آپ کو یاد کرتا ہوں''۔ ایضاً (۷۳) یا یوں کہنا کہ ''خدا جانتا ہے کہ تم مجھے اپنے بیٹے سے زیادہ محبوب ہو'' (حالانکہ ایسا ہے نہیں) (۷۴) یا خدا جانتا ہے کہ آپ کی خوشی اور غم مجھے اپنی خوشی اور غم کی طرح لگتے ہیں جب کہ یہ حقیقت نہ ہو، بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔ (۷۵) یا خدا جانتا ہے کہ میں نے فلاں کام کیا ہے (حالانکہ کیا نہ ہو) ایضاً (۷۶) یہ کہنا کہ ''تمام گناہ خدا کے سر ہے'' کلمہ کفر ہے۔ (۷۷) یا یوں کہنا کہ'' مجھے خدا اور رسول ﷺ سے کچھ واسطہ نہیں'' کفر ہے۔ (۷۸) یہ کہنا کہ ''خدا اور قرآن سے فیض نہ ہوا'' کلمہ کفر ہے۔ (۷۹) مرشد کو رسول و خدا کہنے والا کافر ہے۔ (۸۰) اسی طرح یہ کہنا کہ ''میں خدا اور رسول ﷺ کو نہیں مانتا'' کفر ہے۔ (۸۱) یہ کہنا کہ ''پیر کا مرتبہ خدا سے بڑھ کر ہے'' کفر ہے۔ (۸۲) یا یہ کہنا کہ ''اللہ میاں اپنے منہ میاں مٹھو بن رہا ہے یا اللہ میاں بہت غریب ہے ان کے پاس کچھ بھی نہیں، کفر ہے۔ نعوذ باللہ

---

(۶۴) ھندیہ ص: ۲۶۰-۲۶۱، ج: ۲، (۶۵) ھندیہ: ۲۶۲، ج: ۲، (۶۶) تاتارخانیہ، ص: ۵۲۴، ج: ۵، (۶۷) جامع الفتاویٰ، ص: ۱۲۱، ج: ۱) (۶۸) تاتارخانیہ، ص: ۴۷۳، ج: ۵، (۶۹) تاتارخانیہ، ص: ۴۷۱، ج: ۵، (۷۰، ۷۱) تاتارخانیہ، ص: ۴۷۵، ج: ۵، (۷۲) تاتارخانیہ، ص: ۴۷۱، ج: ۵، (۷۳) تاتارخانیہ، ص: ۴۷۰، ج: ۵، (۷۴) تاتارخانیہ، ص: ۴۷۱، ج: ۵، (۷۵) بزازیہ علی الہندیہ ص: ۳۲۶، ج: ۶، (۷۶ تا ۸۲) جامع الفتاویٰ، ص: ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۶، ج: ۱

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کفریہ کلمات و اعمال

تمہید :- تمام انبیاء علیہم السلام اوران کے لائے ہوئے احکام پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا واجب اور ضروری ہے۔ پیغمبر اللہ کے اس مبارک بندے کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام بندوں تک پہنچانے کے لئے منتخب کیا ہو اور بغیر کسی تعداد کے یوں کہنا چاہئے کہ میں سب پیغمبروں پر ایمان لایا ہوں یا لاتا ہوں اور ان کی صحیح تعداد اللہ کے علم میں ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ کا رسول اور خاتم الانبیاء جاننا اور ماننا ضروری ہے اسی طرح آپ پر نازل شدہ شریعت کو قیامت تک باقی رہنے والی شریعت ماننا بھی لازم ہے۔ لہٰذا (۱) اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ کو خاتم الانبیاء والمرسلینؑ ماننے کے بجائے صرف پیغمبر مانے تو وہ مرتد اور کافر ہے۔ (۲) اسی طرح کسی پیغمبر کو نہ ماننا یا کسی پیغمبر کی سنت وطریقہ کو ناپسند کرنا، کفر ہے۔ (۳) یا کسی پیغمبر میں عیب نکالنا۔ (۴) یا یہ کہنا کہ میں تمام پیغمبروں پر ایمان لا چکا ہوں مگر یہ پتہ نہیں کہ آدم علیہ السلام (یا فلاں نبی) پیغمبر ہیں کہ نہیں۔ (۵) انبیاء علیہم السلام کی طرف بڑے گناہوں کو منسوب کرنا جیسے بدکاری وغیرہ، جیسا کہ ایک مرتد جماعت حشویہ نے کیا ہے، کفر ہے۔ (۶) اسی طرح یہ کہنا کہ ہر گناہ کفر ہے اور پیغمبروں نے بھی گناہ کیا ہے (کیونکہ یہ کہنا پیغمبران کرام علیہم السلام کو گالی دینا ہے) (۷) یہ اعتقاد رکھنا کہ ’’باری تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے اور بالکل اپنی طرح بنایا ہے یا ’’رزق کی کنجیاں اللہ نے حضور کو سونپ دی ہیں‘‘ یا آپؐ کی روح پاک سب جگہ گشت کرتی ہے‘‘ یا حضور ﷺ نے مجھ سے فرض نماز معاف کردی ہے‘‘ کفر، شرک اور زندقہ ہے۔ (۸) کسی پیغمبر کے خلاف دل

---

(۱) بزازیہ علی الہندیہ، ص ۳۲۷، ج ۶، (۲) ہندیہ، ص ۲۶۳، ج ۲، (۳) تاتارخانیہ، ص ۴۷۷، ج ۵، بزازیہ علی الہندیہ، ص ۳۲۷، ج ۶، (۴) ہندیہ، ص ۲۶۳، ج ۲، (۵ تا ۶) ہندیہ، ص ۲۶۳، ج ۲، (۷) جامع الفتاویٰ، ص ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ج ۱، (۸) ہندیہ، ص ۲۶۳، ج ۲

میں بغض رکھنا۔(۹) یوں کہنا کہ اگر فلاں پیغمبر اور خدا کا رسول بھی ہوتا تب بھی میں اس کی بات نہ مانتا یا اس پر ایمان نہ لاتا۔(۱۰) یا یہ کہنا کہ اگر پیغمبروں کی باتیں حق اور درست ہوتیں تو ہم نجات پا لیتے، کفر ہے کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کی صداقت میں شک کرنا ہے۔(۱۱) یوں کہنا کہ میں پیغمبر ہوں اور لفظی اعتبار سے یہ مراد لینا کہ پیغام لے جانے والا ہوں، کلمہ کفر ہے اور اس شخص (مدّعیٔ نبوت) سے معجزہ طلب کرنا بھی بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔(۱۲) یوں کہنا کہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ انسان تھے یا جن۔(۱۳) یا رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کی توہین کرنا (۱۴) اسی طرح نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیا علیہم السلام کی شانِ مبارک، اسمِ مبارک، جسمِ مبارک، لباسِ مبارک اور دوسری متعلقہ چیزوں کی توہین کرنا یا ان میں عیب نکالنا، کفر ہے۔(مثلاً یہ کہنا کہ فلاں نبی کے ناخن لمبے یا کپڑے میلے تھے) (۱۵) نبی کریم ﷺ کی حدیثِ متواتر کا انکار اور بعض علماء کے نزدیک حدیثِ مشہور کا انکار بھی کفر ہے۔(۱۶) اسی طرح نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ چیزوں کو ناپسند کرنا مثلاً کوئی حقارت سے یہ کہے کہ مجھے (کدو، مسواک، خوشبو اور عورتیں) ناپسند ہیں۔(۱۷) نبی کریم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کا مذاق اڑانا یا انہیں معمولی سمجھنا، کفر ہے (مثلاً یوں کہنا کہ ہم نے ایسی حدیثیں بہت سنی ہیں، ہمیں ان کی ضرورت نہیں۔ ہم نہیں سننا چاہتے، اپنے پاس رکھو یا آپ بار بار حدیث کیوں بیان کرتے ہیں وغیرہ) (۱۸) نبی کریم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ میں شک کرنا مثلاً یوں کہنا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ "میری قبر اور منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے" مگر ہمیں تو قبر شریف اور منبر کے درمیان کہیں ایسا نظر نہیں آتا۔(۱۹) یہ کہنا کہ کھانے کے بعد ہاتھوں کو چاٹنا بے ادبی ہے جب کہ اسے معلوم ہو کہ یہ سنت ہے۔

---

(۹) ہندیہ، ص ۲۶۳، ج ۲، بزازیہ علی الہندیہ، ص ۳۲۷، ج ۶، (۱۰ تا ۱۳) ہندیہ، ص ۲۶۳، ج ۲، تاتارخانیہ، ص ۴۷۹، ج ۵، (۱۴) ہندیہ ۲۶۴، ج ۲، بزازیہ علی الہندیہ، ص ۳۲۸، ج ۶، تاتارخانیہ، ص ۴۸۰، ج ۵، (۱۵ تا ۱۷) ہندیہ، ص ۲۶۵، ج ۲، بزازیہ، ص ۳۲۸، ج ۶، تاتارخانیہ، ص ۴۸۱، ج ۵، (۱۸) تاتارخانیہ، ص ۴۸۱، ج ۵، بزازیہ، ص ۳۲۸، ج ۶، (۱۹) بزازیہ، ص ۳۲۸، ج ۶، تاتارخانیہ، ص ۴۸۲، ج ۵، ہندیہ، ص ۲۶۵، ج ۲

(۲۰) یوں کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنون ہوا تھا۔ (۲۱) یا اگر حضرت آدم علیہ السلام گیہوں کا دانہ نہ کھاتے تو ہم بد بخت نہ بنتے۔ (۲۲) جس شخص کا نام محمد یا احمد ہو یا ابو القاسم کنیت ہو تو اس کو گالی دے کر یہ کہنا کہ "تیرا اہم نام بھی ایسا ہی ہے" اگر اس جملے سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوں تو گالی دینے والا مرتد ہو جائے گا۔ (۲۳) کسی پیغمبر کے متعلق عداوت سے یہ کہنا کہ کاش فلاں پیغمبر نہ ہوتا۔ (۲۴) سنت کو حقیر سمجھنا اور اس کے مقابلے میں خلافِ سنت طریقے کو پسند کرنا، کفر ہے مثلاً یہ کہنا کہ گنواروں کا طریقہ کتنا اچھا ہے وہ کھانا کھاتے ہیں اور ہاتھ نہیں دھوتے۔

تنبیہ:- رسوم و رواج، غیروں کی تقلید اور اپنی خواہشات کو سنت کے مقابلے میں ترجیح دینا اور سنت کے بجائے انہی (رسوم کو) اچھا سمجھنا اسی حکم میں داخل ہے۔ (۲۵) اسی طرح یوں کہنا کہ اگر یہ چیزیں (مثلاً مونچھیں کترنا، ناخن کاٹنا اور بغل کے بال صاف کرنا وغیرہ) سنت بھی ہوں پھر بھی میں ان پر عمل نہیں کروں گا۔ (۲۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا مذاق اڑانا مثلاً طنزاً یوں کہنا کہ یہ کیا طریقہ ہے کہ دستار و پگڑی باندھ کر اسے گردن کے نیچے لٹکاتے ہیں، مونچھیں کترواتے ہیں، مونچھیں کتروانا کس کام آئے گا اور مونچھیں کتروانا کتنا بُرا اور بھدّا لگتا ہے وغیرہ۔ (۲۷) یا "سرمہ لگانا تو عورتوں اور ہیجڑوں کا کام ہے۔
(۲۸) پیغمبروں کا مذاق اڑانا مثلاً یہ کہنا کہ حضرت آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے لہذا ہم سب جولاہے کی اولاد ہیں۔" (۲۹) یوں کہنا کہ فلاں اگر پیغمبر بھی ہو تو بھی جھوٹا ہے یا فلاں شخص گدھا، کاہل اور سست ہے اگرچہ وہ پیغمبر ہو، یا کسی شخص کی اس سفارش پر کہ اپنے غلام کو نہ مارو یہ جواب دینا کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ فرمائیں کہ اسے نہ مارو جب بھی ماروں گا یا اگر

---

(۲۰) ہندیہ، ص ۲۶۵، ج ۲، بزازیہ، ص ۳۲۸، ج ۶، (۲۱) ہندیہ، ص ۲۶۵، ج ۲، (۲۲) ہندیہ، ص ۲۶۴، ج ۲، (۲۳ تا ۲۴) ہندیہ، ص ۲۶۵، ج ۲، (۲۵) تاتر خانیہ، ۴۸۲، ج ۵، (۲۶) ہندیہ، ص ۲۶۵، ج ۲، تاتارخانیہ، ص ۴۸۳-۴۸۴، ج ۵، (۲۷ تا ۲۸) ہندیہ، ص ۲۶۵، ج ۲، تاتارخانیہ، ص ۴۸۴، ج ۵، (۲۹ تا ۳۶) تاتارخانیہ، ص ۴۸۳-۴۸۴، ج ۵، ہندیہ، ص ۲۶۳-۲۶۶، ج ۲

آسمان سے بھی آواز آئے گی کہ اسی نہ مارتب بھی پیٹوں گا۔(۳۰)انبیاء علیہم السلام کی خصوصیات کا اپنے اوپر اطلاق کرنا مثلاً یوں کہنا کہ "میری صرف آنکھیں ہی سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے۔(یہ آپؐ نے صرف انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ارشا فرمائی ہے)(۳۱)نبی کریم ﷺ کا اسمِ مبارک لئے بغیر حقارت سے آپؐ کے متعلق اس طرح کہنا کہ "اس شخص نے ایسا ایسا کہاہے"۔(۳۲)یوں کہنا کہ پیغمبر کسی وقت پیغمبر ہوتا ہے اور کسی وقت نہیں ہوتا۔(۳۳)احکامِ دین وشریعت سے متعلق احادیث پڑھنے والے کو یہ کہنا کہ روزانہ کیا مٹی کیچڑ پڑھتا رہتا ہے۔(۳۴)یوں کہنا کہ پیغمبروں نے بھی جھوٹ بولا ہے۔(۳۵)یا نبی کریم ﷺ کا مبعوث ہونا ہمارے لئے نعمت نہیں ہے۔(۳۶)کسی شرعی بات کے متعلق یہ کہنا کہ یہ بات نہ مجھے معلوم ہے نہ اور کسی کو حتی کہ محمد ﷺ بھی یہ بات نہیں جانتے۔(۳۷)یہ کہنا کہ مجھے معلوم نہیں عام لوگ افضل ہیں یا پیغمبر یا فرشتے۔(۳۸)یا اگر پیغمبر اور فرشتے بھی اس بات کی گواہی دیں، میں پھر بھی نہیں مانوں گا۔(۳۹)طنز اور حقارت سے یوں کہنا کہ اپنے کو بڑا مت سمجھ کیونکہ نعوذ باللہ موسیٰ علیہ السلام اسی بنا پر ہلاک ہوگئے۔(۴۰)یہ کہنا کہ مجھے معلوم نہیں پیغمبر قبر میں مومن ہیں یا کافر، درج بالا تمام باتیں کفر ہیں۔(۴۱)امام اعظمؒ کے نزدیک سنت، حدیث (قولی یا فعلی) یا حضور اکرم ﷺ کے کسی بھی حالِ مبارک کو حقیر جاننا یا اس کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔(۴۲)ہر پیغمبر کی خدا تعالیٰ کے نزدیک خاص شان اور مرتبہ ہے اور ہر پیغمبر کی فضیلت ایک مستقل چیز ہے۔لہٰذا ایک پیغمبر کو دوسرے پر اس انداز سے فضیلت دینا کہ ایک کی فضیلت معلوم ہو اور دوسرے کی حق تلفی ہو، درست نہیں ہے۔چنانچہ یہ کہنا کہ "اگر رسول اللہ ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا نہ فرماتا" مناسب نہیں ہے

---

(۳۷)تاتارخانیہ، ص ۴۸۳، ج ۵، (۳۸)تاتر خانیہ، ص ۴۸۲، (۳۹)تاتر خانیہ، ص ۴۷۹، ج ۵، (۴۰)البحر الرائق، ص ۱۲۱، ج ۵، (۴۱)عمدۃ الفقہ، ص ۶۳، ج ۱، (۴۲)تاتر خانیہ، ص ۴۸۵، ج ۵

کیونکہ اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سب سے اعلیٰ ہے پھر بھی ہر پیغمبرؑ کی فضیلت مستقل اور مسلّمہ حقیقت ہے نیز خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں منع فرمایا ہے۔(۴۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔(۴۴) واقعہ معراج اور قیامت کا منکر کافر ہے۔(۴۵) آنحضورؐ کو خدا بنانا کفر ہے۔(۴۶) شفاعتِ رسولؐ کا منکر ملحد ہے۔(۴۷) یہ کہنا کہ ''حضورؐ ظاہر میں انسان تھے ورنہ درحقیقت انسان نہ تھے'' کفر ہے۔(۴۸) یہ کہنا کہ ''خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ایک جیسی ہے'' شرک ہے۔(۴۹) نیز یہ کہنا کہ 'احد' اور 'احمد' میں صرف 'م' کا فرق ہے، الحاد اور زندقہ (بددینی) ہے۔(۵۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اشیاء کا عالم جاننا بھی شرک ہے (کیونکہ یہ صفت خدا تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بھی اللہ جل شانہ کا ہی عطا کردہ ہے البتہ خدا کے بعد بلاشبہ حضورؐ اوّلین و آخرین میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں) (۵۱) نبوت کو (قابلِ حصول چیز) سمجھنا یا کسی پیغمبرؑ پر طنز و تعریض کرنا بھی کفر ہے۔ نعوذ باللہ

(۴۳ تا ۵۰) جامع الفتاویٰ، ص ۱۵۳ تا ۱۷۵، ج ۱، (۵۱) کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ص ۳۶۸، ج ۵

فرشتوں کے متعلق کفریہ کلمات

تمہید:- اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے، ان کو فرشتہ کہتے ہیں۔ بہت سے کام ان کے حوالے ہیں۔ وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ جس کام میں لگا دیا ہے، اس میں لگے ہیں۔ ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں: (۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام (۳) حضرت اسرافیل علیہ السلام (۴) حضرت عزرائیل علیہ السلام، جن کو ملک الموت بھی کہتے ہیں۔ (بہشتی زیور اختری، ص ۳۳، ج ۱)

(۱) یوں کہنا کہ "مجھے فلاں کے ساتھ ملک الموت جیسی دشمنی ہے"، کلمۂ کفر ہے (جبکہ مَلَکُ الموت کو دشمن سمجھتا ہو)۔ (۲) یوں کہنا کہ "میں فلاں کی شہادت نہیں سنوں گا اگرچہ جبرئیل یا میکائیل کیوں نہ ہو" تو کافر ہوگیا۔ (۳) یہ کہنا کہ اگر جبرئیلؑ یا میکائیلؑ بھی گواہی دیں تب بھی میں گواہی قبول نہیں کروں گا، کفر ہے۔ (۴) یا اگر فرشتہ بھی آسمان سے سر نیچے کر کے کہہ دے جب بھی نہیں مانوں گا۔ (۵) یا تجھے دیکھنے سے ایسا لگتا ہے جیسے ملک الموت کو دیکھا تو بعض علماء کے نزدیک کافر ہوگیا (بہر حال نہایت خطرناک بات ہے، لہٰذا پرہیز لازم ہے) (٦) کسی فرشتہ میں عیب نکالنا، کفر ہے۔ (۷) یہ کہنا کہ "مجھے ایک ہزار روپے دیدو تاکہ میں ملک الموت کو فلاں کی روح قبض کرنے یا اسے قتل کرنے بھیج دوں، کفر ہے۔ (۸) کسی فرشتے کی توہین کفر ہے۔ (۹) کسی بیمار نے ہوش و حواس کے ساتھ ملک الموت کو عاجز سمجھ کر یہ کہا، میرا خیال ہے کہ ملک الموت چل بسا اسی لئے تو میری روح قبض نہیں کرتا، یہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (۱۰) فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا مثلاً یوں کہنا کہ "فرشتے ہیں ہی نہیں اگر ہوتے تو ہمیں بھی دکھائی دیتے، خدا تعالیٰ نے لوگوں کو بہلانے

کے لئے ویسے ہی قرآن میں فرشتوں کا ذکر کیا ہے۔'' کفر ہے۔ (۱۱) یہ کہنا کہ ''فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں'' کفر ہے۔ [کیونکہ ان الفاظ سے قرآن مجید کی صاف اور صریح آیاتِ مبارکہ کا انکار اور انہیں جھٹلانا لازم آتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اس نورانی اور پاکیزہ مخلوق کے متعلق وہی عقیدہ رکھنا چاہئے جس کی تعلیم کتاب وسنت میں دی گئی ہے اور ایسی تمام باتوں سے شدید احتیاط برتنی چاہئے جن سے فرشتوں کا انکار، ان کی توہین وتکذیب اور قرآن و سنت میں ان کے متعلق ارشادات کی مخالفت لازم آتی ہو۔]

---

(۱) ہندیہ، ص ۲۶۶، ج ۲، تاتارخانیہ، ص ۴۸۹، ج ۵، (۲ تا ۷) ہندیہ، ص ۲۶۶، ج ۲، تاتارخانیہ، ص ۴۸۹، ج ۵، (۸-۹) ہندیہ، ص ۲۶۶، ج ۲، تاتارخانیہ، ص ۴۹۰، ج ۵، (۱۰-۱۱) عمدۃ الفقہ، ص ۶۲، ج ۱

قرآن مجید کے بارے میں کفریہ کلمات و اعمال

(۱) قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، خدا کی مخلوق نہیں، لہذا قرآن پاک کو حقیقتاً مخلوق سمجھنا اور کہنا کفر ہے۔ (۲) قرآن کی کسی آیت کا انکار کرنا، اس کا مذاق اڑانا یا اس میں عیب تلاش کرنا کفر ہے۔ (۳) اسی طرح قرآن مجید کو باجے، دف، بانسری یا کسی اور قسم کے مزامیر کے ساتھ پڑھنا (۴) یا قرآن مجید پر بے حرمتی کے لئے پاؤں رکھنا۔ (۵) کسی شخص کے زور سے تلاوت کرنے پر کسی دوسرے کا یہ کہنا کہ "یہ کیا طوفانی آواز ہے۔" (۶) مذاقاً یا طنزاً یوں کہنا کہ فلاں شخص "انّا اعطیناک" سے بھی چھوٹا ہے یا فلاں نے "الم نشرح" کی پگڑی باندھ لی ہے یا تو نے "و السماء و الطارق" کی طرح گھر کو پاک وصاف کر دیا ہے یا لوگوں کو ایک جگہ جمع کر کے کہنا "فجمعناهم جمعًا" یا جب کسی نے نماز باجماعت کے لئے بلایا تو اس سے کہنا "ان الصلوٰة تنھٰی" اور یہ مراد لینا کہ نماز تنہا پڑھنی چاہئے۔ ان تمام صورتوں میں ایمان جاتا رہتا ہے اور آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ (۷) اگر کوئی شخص معمولاً بطور وظیفہ یا عادتاً کسی سورہ شریف کو بکثرت پڑھتا ہے تو اس سے طنزاً یا مذاقاً یوں کہنا کہ تو نے "قل ھو اللہ" کی کھال اتار دی یا فلاں سورہ کا گریبان پکڑ لیا ہے یا فلاں سورہ کو کمزور کر دیا ہے تو یہ سب باتیں بھی کفر ہیں۔

تنبیہ:- قرآنی آیات کا مذاق اڑانے کے سلسلے میں یہ جزئیات و مسائل بطور مثال ذکر کئے گئے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہر زبان اور محاورے میں اس قسم کے الفاظ و معانی سے بچنا نہایت ضروری ہے، بصورتِ دیگر ایمان کی خیر نہیں۔

---

(۱) ہندیہ، ص ۲۶۶، ج ۲، (۲) ہندیہ، ص ۲۶۶، تاتر خانیہ، ص ۴۹۰، ج ۵، (۳) ہندیہ، ص ۲۶۷، (۴ تا ۷) تاتارخانیہ، ص ۴۹۱، ۴۹۳، ج ۵، (۵ تا ۷) ہندیہ، ۲۶۷، ج ۲

(۸) اگر کسی شخص کے قرآن پڑھنے پر افسوس ہو تو اس کے (افسوس کرنے والے کے) کفر کا خطرہ ہے۔ (۹) کسی کا (حقارۃً) یوں کہنا کہ "میں قرآن پڑھ کر سیر ہو گیا ہوں"۔ (۱۰) یا یہ کہنا کہ "میں قرآن سے بیزار ہو گیا ہوں۔" (۱۱) کسی چیز کے ڈر سے یوں کہنا کہ "میں قرآن سے بری ہوں" اس سے کافر ہونے کا خطرہ ہے۔ (۱۲) جس مجلس میں ناچ، گانا یا کھیل تماشا وغیرہ ہو وہاں قرآن پڑھنا اسی طرح ناجائز ہے جیسے کہ گرجوں، چرچوں اور مندروں وغیرہ میں (بلاسببِ شرعی) قرآن پڑھنا ناجائز ہے کیونکہ یہ شیاطین کی مجلسیں ہیں۔ (۱۳) قرآن کی کسی آیت کو برا کہنا یا قرآن سن کر انکار اور حقارت یا مذاق کے طرز پر قہقہ لگانا، کفر ہے۔ (۱۴) اسی طرح قرآن پاک کو کسی زبان میں نظم کرنا (اشعار کا روپ دینا)۔ (۱۵) اور قرآن کو عجمی کہنا بھی کفر ہے۔ (۱۶) یوں کہنا کہ خدا تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو "ولقد نادٰنا نوحٌ" میں "نادان" کہا ہے۔ (۱۷) بے حرمتی کی نیت سے قرآن پاک کو نجاست یا آگ میں ڈالنا۔ (۱۸) ایک شخص واعظِ قرآن یا قاری قرآن کی نقل کرنے لگا اور چند لوگ اس کے پاس بیٹھ کر ہنسی (مذاق کے انداز) سے اس سے مسائل پوچھنے لگے یا اس کی قرأت کی نقل پر مذاق سے ہنسنے لگے پس وہ سب کافر ہو گئے۔ (۱۹) داڑھی منڈانے والے کا "کلاّ سوف تعلمون" پڑھ کر یہ مطلب لینا کہ کلّا صاف کرو" تحریف اور کفر ہے۔ (۲۰) قرآن مجید کا خون، پیشاب وغیرہ نجاستوں سے لکھنا، کفر ہے۔ (۲۱) قرآن مجید کے اعراب کو بالقصد غلط پڑھنا کفر ہے۔ نعوذ باللہ

(۸تا۹) تاتر خانیہ، ص ۴۹۲، ج ۵، (۱۰) ہندیہ، ص ۲۶۷، ج ۲، (۱۱) تاتر خانیہ، ص ۴۹۳، ج ۵، (۱۲) بزازیہ علی الہندیہ، ص ۳۳۸، ج ۶، (۱۳) عمدۃ الفقہ، ص ۶۲، ج ۱، (۱۴) ہندیہ، ص ۲۶۷، ج ۲، (۱۵تا۱۶) تاتارخانیہ، ص ۴۹۲ ج ۵، (۱۷تا۱۸) عمدۃ الفقہ، ص ۶۳، ج ۱، (۱۹تا۲۱) جامع الفتاویٰ، ص ۱۹۸، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۹۵، ۲۹۶، ۱۹۸، ج ۱

امورِ آخرت یعنی قیامت، جنت، جہنم، موت کے بعد زندہ ہونے، میزان وحساب وغیرہ کے متعلق کفریہ کلمات

(۱) قیامت، جنت، جہنم، میزان، حساب، پلِ صراط اور اعمال ناموں کا انکار کفر ہے۔(۲) اللہ کے وعدوں، آخرت کے عذاب، قبر کے عذاب، اور موت کے بعد زندہ ہونے کا انکار بھی کفر ہے۔(۳) لہذا کسی کا یہ کہنا کہ ''مجھے پتہ نہیں یہود ونصاریٰ کو دوبارہ زندہ ہونے کے بعد عذاب دیا جائے گا یا نہیں، کفر ہے۔(۴) اسی طرح جنت میں اللہ جل شانہ کے دیدار، عذابِ قبر اور انسانوں کے میدانِ حشر میں جمع ہونے کا انکار کرنا۔ (۵) آخرت کا خوف دلانے پر یہ جواب دینا کہ ''آخرت سے ہو کر کون آیا ہے؟'' یا ''کون کہتا ہے کہ آخرت ہے؟'' وغیرہ۔(۶) قیامت کا خوف دلانے پر طنزاً یوں کہنا کہ ''ہاں ہاں قیامت تو صاف چمک رہی ہے۔'' (۷) قرض خواہ کے قیامت سے ڈرانے پر مقروض کا یہ کہنا کہ ''لاؤ اور قرضہ دو قیامت میں ہی سارا قرض واپس لے لینا۔'' (۸) یوں کہنا کہ ''مجھے قیامت سے کیا کام؟'' یا ''میں قیامت سے نہیں ڈرتا۔'' (۹) قیامت کو گالی دینا۔(۱۰) یوں کہنا کہ ''سارے عیش اور مزے اس دنیا میں ہی لوٹنے چاہئیں آخرت میں تو جس طرح چاہو رہو۔'' (۱۱) یوں کہنا کہ ''جو یہاں بیوقوف اور بے عقل ہوگا وہ آخرت میں بھی پریشان حال، خالی ہاتھ اور لٹا ہوا ہوگا۔'' (۱۲) یوں کہنا کہ ''میں تیرے ساتھ دوزخ تک جاؤں گا لیکن اندر داخل نہیں ہوں گا۔(۱۳) یہ سمجھنا کہ ''انسانوں کو میدانِ حشر میں جمع نہیں کیا جائے گا۔'' (۱۴) یوں کہنا کہ ''قیامت کے دن جب تک رضوان (داروغۂ جنت) کو کچھ دو گے نہیں اس وقت تک وہ جنت کا دروازہ نہیں کھولے گا۔(۱۵) کسی دیندار آدمی سے طنزاً یوں کہنا کہ ''بیٹھ جاؤ نہیں تو جنت کی دوسری جانب گر پڑو گے۔'' (۱۶) یوں کہنا کہ ''میں نقد (دُنیا) کو

ادھار (آخرت) کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتا۔" (۱۷) یہ کہنے سے کہ "مجھ کو جہنم کا سب سے نچلا طبقہ منظور ہے" ایمان کا باقی رہنا دشوار ہے۔ (کفر کا شدید خطرہ ہے) (۱۸) یوں کہنا کہ مجھے دوزخ کی پرواہ نہیں یا میں عذاب کو ایک ہی ہاتھ سے اٹھالوں گا۔ (۱۹) اگر خدا مجھے جنت میں بھیجے گا میں وہاں بھی لوٹ مار کروں گا۔ (۲۰) تناسخ کا قائل (جو یہ سمجھتا ہو کہ مرنے والے کی روح کسی زندہ آدمی میں منتقل ہو جاتی ہے) اور جنت و دوزخ کا منکر کافر ہے۔

(۲۱) یوں کہنا کہ "مرنے کے بعد کوئی زندہ نہیں کیا جائے گا یا اللہ تعالیٰ سے زمین و آسمان فنا نہیں ہو سکتے یا حساب نہ ہوگا یا دوزخ و جنت کا ذکر صرف لوگوں کو ڈرانے اور خوش کرنے کے لئے کردیا ہے ورنہ حقیقت کچھ نہیں ہے" یا یہ کہنا کہ "جنت میں حوریں اور غلمان نہیں ہوں گے" یا "دوزخ میں "زَقّوم" کا درخت نہیں' یا کسی دوزخی کے لئے ۷۰ گز کی زنجیر نہ ہوگی" وغیرہ۔ یہ سب کلماتِ کفر ہیں۔ (۲۲) یاجوج و ماجوج کا منکر کافر ہے۔ (۲۳) جزا و سزا کا انکار کرنا کفر ہے۔ (۲۴) کسی کے یہ کہنے پر کہ قیامت ضروری آئے گی اور پلِ صراط سے لازماً گذرنا ہے اور محشر میں جمع ہونا ہے وغیرہ وغیرہ اس کے جواب میں دوسرے کا یہ کہنا کہ دیکھا جائے گا جب قیامت آئے گی اور یہ باتیں ہوں گی، کفر ہے کیونکہ یہ الفاظ شک پر دلالت کررہے ہیں۔ **نعوذ باللہ من ھذہ الالفاظ و الھفوات۔**

(۱ تا ۸) ہندیہ، ص ۲۷۴، ج ۲، تاتارخانیہ، ص ۵۰۱-۵۰۲، ج ۵، (۹) تاترخانیہ، ص ۵۰۲، ج ۵، (۱۰ تا ۱۲) ہندیہ، ص ۲۷۵، ج ۲، تاترخانیہ، ص ۵۰۲، ج ۵، (۱۳) تاترخانیہ، ص ۵۰۲، ج ۵، (۱۴) ہندیہ، ص ۲۷۵، ج ۲، (۱۵) ہندیہ، ص ۲۷۵، ج ۲، تاتارخانیہ، ص ۴۸۶، ج ۵، (۱۶) تاتارخانیہ، ص ۴۸۶، ج ۵، (۱۷) جامع الفتاویٰ، ص ۲۹۱، ج ۱، (۱۸) ہندیہ، ص ۲۶۰، (۱۹) ہندیہ، ص ۲۶۰، ج ۲، (۲۰) جامع الفتاویٰ، ص ۲۴۳، ج ۱، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، (۲۱) عمدۃ الفقہ، ص ۶۳، ج ۱، (۲۲) جامع الفتاویٰ، ص ۲۴۳، ج ۱، (۲۳) جامع الفتاویٰ، ص ۳۰۴، ج ۱، (۲۴) مستفاد از عمدۃ الفقہ، ص ۶۳، ج ۱

نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے متعلق کفریہ کلمات و اعمال

(۱) کسی بیمار نے کہا کہ خدا کی قسم میں کبھی نماز نہیں پڑھوں گا اور پھر بغیر پڑھے مر گیا تو کافر ہو گیا۔ (بشرطیکہ نماز کو فرض نہ جانتا ہو) (۲) اسی طرح یوں کہنا کہ میرے نزدیک یا مجھ پر نماز فرض نہیں ہے، کلمہ کفر ہے۔ (۳) یا یوں کہنا کہ میں نماز کیوں پڑھوں میری طرف سے بہت سے لوگ پڑھتے ہیں (۴) یا حقارت سے کسی نماز کا نام بگاڑ کر کہنا۔

اسی طرح نماز یا نمازی پر طنز کرنا یا حقیر سمجھنا

مثلاً (۵) یوں کہنا کہ کچھ مدت تک میں بیکار نہیں ہوں لہٰذا نماز نہیں پڑھ سکتا۔ (۶) یا کس میں اتنی طاقت و ہمت ہے کہ نماز کی پابندی کر سکے۔ اس لئے عقلمندی یہی ہے کہ ایسا کام ہی نہ کیا جائے جس کی پابندی نہ ہو سکے۔ (۷) یا نماز پڑھ کر کیا ملے گا۔ (۸) یا تو نے اتنی نمازیں پڑھی ہیں تجھے کیا مل گیا؟ (۹) میرے ماں باپ تو زندہ ہیں یا میرے ماں باپ تو مر چکے ہیں اب میں نماز کس لئے پڑھوں۔ (۱۰) نماز پڑھنا یا نہ پڑھنا برابر ہے۔ (۱۱) میں نماز پڑھ پڑھ کر بور ہو چکا ہوں۔ (۱۲) نماز کوئی ایسی چیز تھوڑا ہی ہے کہ اگر اسے چھوڑ دیں تو بدبو کرنے لگے یا نیچے گر پڑے۔ (۱۳) میں نے بہت نمازیں پڑھیں مگر میری کوئی حاجت پوری نہ ہوئی۔ (۱۴) نہ میری بیوی ہے نہ بچے لہذا میں نماز کیوں پڑھوں۔ (۱۵) میرے لئے نماز مناسب نہیں۔ (۱۶) میں نے نماز کو طاق پر رکھ دیا ہے۔ (۱۷) نمازیوں کو فاسق کہنا اور فسق و فجور کی مجلس کو مسلمانی کی مجلس کہنا۔ (۱۸) یہ کہنا کہ نماز چھوڑنا کتنا اچھا ہے یا کسی سے یوں کہنا کہ نماز چھوڑ کے بے نمازی ہونے کا مزہ بھی دیکھ لو۔ (۱۹) نوکر کا یہ کہنا کہ میں نماز نہیں پڑھوں گا کیونکہ ثواب تو میرے آقا کو ملے گا۔ (۲۰) خدا نے میرے مال میں کمی کی لہٰذا میں اس کے حق (عبادت) میں کمی کروں گا۔ (۲۱) یوں کہنا کہ رمضان کی نماز ہی کافی ہے بلکہ بہت زیادہ ہے (مزید نمازوں کی

ضرورت نہیں ہے)۔ (۲۲) حقارۃً جان بوجھ کر قبلہ چھوڑ کر دوسرے رخ پر نماز پڑھنا یا گندے کپڑے پہن کر یا بغیر وضو نماز پڑھنا۔ (۲۳) نماز کی ترغیب دینے والے سے یہ کہنا کہ نماز پڑھنا بہت مشکل کام ہے۔ (۲۴) یا نماز پڑھنے والے کو بے کار، کام چور، کاہل یا مزدور کہنا۔ (۲۵) کسی شخص کا جان بوجھ کر نماز ترک کرنا اور اس باوجود نہ قضا کرنے کی نیت کرنا اور نہ ہی اس بارے میں اللہ سے ڈرنا۔ (۲۶) یہ کہنا کہ نماز فرض نہیں ہے یا رکوع، سجدہ یا دوسرا سجدہ فرض نہیں ہے۔ (کیونکہ تواتر اور اجماع کا انکار ہے۔) (۲۷) یا قرأت فرض نہیں ہے اس میں کفر کا اندیشہ ہے۔ (۲۸) یہ کہنا کہ مجھے معلوم نہیں مجھ پر پانچ نمازیں فرض ہیں۔ (۲۹) مشرک یا کافر کی تعظیم کی وجہ سے نماز چھوڑ دینا۔ (۳۰) زکوٰۃ کا انکار کرتے ہوئے یہ کہنا کہ زکوٰۃ نہیں دوں گا۔ نوٹ: (۳۱) اوپر نماز کے متعلق جو کلماتِ کفر نقل ہوئے ہیں، ان کا اطلاق زکوٰۃ پر بھی ہوگا۔ (۳۲) حقارۃً رمضان المبارک کی آمد پر یہ کہنا کہ سخت اور بھاری مہینہ یا سخت و بھاری مہمان آ گیا۔ (۳۳) یا ماہِ رجب کی آمد پر یہ کہنا کہ ہم مصیبت میں پڑ گئے۔ (۳۴) یا یہ کہنا کہ روزوں سے تنگ آ گئے یا ماہِ رمضان کے روزے بہت جلد آ جاتے ہیں۔ (۳۵) یا خدا نے ان عبادتوں کو ہمارے لئے عذاب بنا دیا ہے یا اگر یہ عبادتیں فرض نہ ہوتیں تو بہتر تھا۔ (۳۶) نماز کو زبان یا اشاروں سے گالی دینا۔ (۳۷) حج کو گالی دینا۔ (۳۸) حقارت اور نفرت سے یوں کہنا: کاش کہ رمضان فرض نہ ہوتا۔ (۳۹) یہ کہنا کہ "روزہ کیوں رکھوں، مجھے اللہ نے رزق دیا ہے" یا "کون بھوکا مرے" یا "روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانا نہ ہو۔" یہ سب الفاظ کفر ہیں (۴۰) یوں کہنا کہ "میں کب تک یہ بیگار کرتا رہوں گا" یعنی نماز پڑھتا رہوں گا، کفر ہے۔ (۴۱) زکوٰۃ کے متعلق یہ کہنا کہ "میں کب تک یہ تاوان دیتا رہوں گا۔" کفر ہے۔

---

(۱) تاتارخانیہ، ص ۴۹۳، ج ۵، (۲ تا ۱۶) تاتارخانیہ، ص ۴۹۴-۴۹۵، ج ۵، (۱۷ تا ۲۰) تاتارخانیہ، ص ۴۹۵، جلد ۵، (۲۱ تا ۲۴) تاتارخانیہ، ص ۴۹۵-۴۹۶، ج ۵، (۲۵) تاتارخانیہ، ص ۴۹۶، ج ۵، (۲۶) ہندیہ، ص ۲۶۹، ج ۲، (۲۷) تاترخانیہ، ص ۴۹۳، ج ۵، (۲۸ تا ۳۳) ہندیہ، ص ۲۶۹-۲۷۰، ج ۲، (۳۴ تا ۳۵) ہندیہ، ص ۲۷۰، ج ۲، تاترخانیہ، ص ۴۹۸، ج ۵، (۳۶ تا ۳۸) تاتارخانیہ، ص ۴۹۶ تا ۴۹۸، ج ۵، (۳۹) جامع الفتاویٰ، ص ۳۵۶، ج ۱، (۴۰-۴۱) تاترخانیہ، ص ۴۹۵، ج ۵

کعبہ شریف، مسجد، کلماتِ اذان، اذکار اور دعائوں سے متعلق کفریہ اعمال و اقوال

(۱) دو آدمیوں میں تنازعہ ہوا۔ اس دوران ان میں سے ایک نے "لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا، جس پر دوسرے نے یوں کہا کہ "مجھے لاحول کی ضرورت نہیں، میں لاحول کو کیا کروں گا، میرا حق دیدے، لاحول سے بھوک تھوڑا ہی مٹے گی، لاحول کو تو برتن میں رکھ کر کھانے کے لئے نہیں توڑا جاسکتا یا لاحول کھانے کے کام یا کسی اور کام نہیں آسکتا تو ان سب صورتوں میں کہنے والا کافر ہوگیا (یعنی جس نے لاحول کے متعلق غلط باتیں کہیں) (۲) یہی حکم سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ اور دوسرے اذکار و دعاؤں کے متعلق کہنے کا بھی ہے۔ چنانچہ اگر کسی نے دوسرے کے سبحان اللہ کہنے پر یوں کہا کہ "تو نے تو سبحان اللہ کی کھال اتاردی یا سبحان اللہ کا حسن ہی بگاڑ دیا" تو وہ بھی کافر ہوگیا۔ (۳) اسی طرح حرام کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنا۔ (۴) یا شراب پینے کے وقت بسم اللہ پڑھنا۔ (۵) یا بدکاری کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا، کفر ہے۔ اسی طرح جوا کھیلتے وقت بسم اللہ پڑھنے سے بھی کافر ہوجاتا ہے کیونکہ ان سب باتوں میں اللہ کے نامِ پاک کی بے حرمتی ہے۔ (۶) اذان کی آواز کو حیوان کی آواز کہنا۔ (۷) یوں کہنا کہ "کلمہ پڑھ کر تم نے کیا حاصل کرلیا جو میں بھی پڑھوں۔ (۸) حقارت یا انکار کے طور پر یوں کہنا کہ "میں کلمہ نہیں پڑھوں گا۔ (۹) بطور مذاق اذان کی نقل اتارنا۔ (۱۰) اذان پر طنز کرتے ہوئے مؤذن کو دھوکہ باز کہنا (یعنی کلماتِ اذان کو دھوکہ قرار دینا)۔ (۱۱) اذان کی آواز کو پہرے دار و چوکیدار کی آواز کہنا۔ (۱۲) اذان کی آواز کو ڈھول یا جنگ کے بِگل کی آواز سے تشبیہ دینا۔ (۱۳) انکار کے طور پر اذان کے وقت

یوں کہنا کہ ''مؤذن جھوٹ بول رہا ہے۔'' (۱۴) یا اذان کو شور و ہنگامہ یا گھنٹے و گھڑیال کی آواز کہنا۔ (۱۵) اذان کی آواز کو سانپ سے تشبیہ دینا۔ یہ سب کلماتِ کفر ہیں۔ (۱۶) مسجد کی توہین کرنے والے متعلق کافر ہونے کا شدید اندیشہ ہے۔ (۱۷) اور بعض علماء کے نزدیک مسجد کا نام بگاڑ کر کہنا بھی کفر ہے۔ (۱۸) کعبہ کی طرف پیشاب کرنا یا تھوکنا جب کہ (جان بوجھ کر) ہو کفر ہے۔ (۱۹) مسجد شریف کو (عداوت یا توہین کی بنا پر) منہدم کرنا کفر ہے۔

(۱ تا ۶) تاتارخانیہ، ص۴۹۹، ج۵، (۷) تاتارخانیہ، ص۵۰۰، ج۵، (۸) ہندیہ، ص۲۷۴، ج۲، (۹ تا ۱۱) تاتارخانیہ، ص۵۰۰، ج۵، (۱۲) تاتارخانیہ، ص۴۹۹، ج۵، (۱۳ تا ۱۴) ہندیہ، ص۲۶۹، ج۲، (۱۵) جامع الفتاویٰ، ص۲۷۵، ج۱، (۱۶) جامع الفتاویٰ، ص۳۰۵، ج۱، (۱۷) الاشباہ مع الحموی، ص۹۰، ج۲، (۱۸ تا ۱۹) عمدۃ الفقہ، ص۶۳، ج۱

امر بالمعروف و نهی عن المنکر کے متعلق کلماتِ کفر

(۱) نیکی کی بات بتانے والے کو بطورِ انکار یہ کہنا کہ ”کیا شور مچار کھا ہے“ اس سے کفر کا اندیشہ ہے۔ (۲) یوں کہنا کہ ”فلاں نے مجھے کیا تکلیف پہنچائی جو میں اسے (امر بالمعروف) (نیکی کا حکم) کروں یا میں نے یہ فضول کام (امر بالمعروف) چھوڑ کر عافیت کو اپنا لیا ہے یا مجھے اس فضول کام (امر بالمعروف) سے کیا واسطہ“ وغیرہ۔ ان سب باتوں سے ایمان چلا جاتا ہے اور آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ (۳) دعوت الی اللہ کی ترغیب دینے والے سے کہنا کہ ”میں اس گناہ اور مزدوری (کے کام) سے بیزار ہوں“ اس سے کافر ہونے کا اندیشہ ہے۔

تنبیہ:- درجِ بالا احکام کی روشنی میں غور کرنا لازم ہے کہ امتِ مسلمہ اپنے اصل نصب العین سے آج کل کس قدر ہٹ چکی ہے جس امت کو لوگوں پر گواہ اور نگراں بنایا گیا تھا، آج دوسرے اس کی نگرانی کر رہے ہیں اور وہ داعیانہ مقام سے ہٹ کر مدعو بننے پر راضی ہو گئی ہے پھر غضب تو یہ ہے کہ اس عافیت کوشی کو ہی اپنا کمال سمجھ رکھا ہے۔ دعوتی کام نہ تو خود کرتے ہیں اور نہ ہی داعیوں کی مدد، حوصلہ افزائی اور رفاقت کرتے ہیں بلکہ ان کی کمزوریوں اور عیوب کو تلاش کرنا اور انہیں عوام میں پھیلا کر بدظنی پھیلانا ہی مشغلہ بنا لیا گیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ سبھی مسلمان الحمد للہ ایسے نہیں ہیں لیکن جو حضرات ایسا کرتے ہیں ان کو اپنے عمل کا جائزہ لے کر توبہ کرنی چاہئے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا وَ اھْدِھِمْ۔ آمین

(۱ تا ۲) ہندیہ، ص ۲۷۵، ج ۲، تاتارخانیہ، ص ۵۰۳، ج ۵، (۳) تاتارخانیہ، ص ۵۰۳، ج ۵

حلال و حرام کے بارے میں کفریہ کلمات

(۱) جو شخص حرامِ قطعی کو حلال سمجھے اور حلالِ قطعی کو حرام سمجھے، وہ کافر ہے۔ (۲) اسی طرح یہ کہنا کہ "حلال و حرام میں سے جو مجھے جلد مل جائے وہ پسند ہے۔" (۳) یا "مجھے مال چاہئے خواہ حلال ہو یا حرام" یہ کفر ہے۔ (۴) ایسے ہی مالِ حرام کو ثواب کی نیت سے فقراء میں تقسیم کرنا۔ (۵) اور فقیر کا اس مال کو مالِ حرام جانتے ہوئے بھی دینے والے کے حق میں دعا کرنا۔ (۶) پھر مالِ حرام دینے والے کا فقیر کی اس دعا پر آمین کہنا بھی کفر ہے۔ (۷) یا یوں کہنا کہ مجھے حرام، حلال سے زیادہ محبوب و پسند ہے۔ (۸) اگر مجھے اس دنیا میں ایک حلال کھانے والا لا دو گے (یا دکھا دو گے) تو میں اسے سجدہ کروں گا۔ (۹) کسی حرام چیز کو شہد یا حلال کہنا۔ (۱۰) یہ کہنا کہ حرام اچھا ہے (۱۱) یا حرام کھانا بہتر ہے۔ (۱۲) کسی کے حرام کام کرنے پر اسے مبارکباد دینا یا بطورِ خوشی و مسرت اس پر پیسے اور مٹھائی بکھیرنا۔ (۱۳) یہ کہنا کہ شراب کا حرام ہونا قرآن سے ثابت نہیں۔ (۱۴) یا شراب حرام نہیں ہے۔ (۱۵) یا شراب حلال ہے۔ (۱۶) یا ناحق کسی مسلمان کے متعلق یہ کہنا کہ اسے قتل کرنا حلال ہے، کفر ہے۔ (۱۷) یہ کہنا کہ فلاں کا مال میرے لئے حلال ہے جب کہ اس کے لئے شرعاً حلال نہ ہو تو بعض علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔ (۱۸) اسی طرح چھوٹے اور بڑے گناہوں کو حلال سمجھنا۔ (۱۹) یا ضروریاتِ دین میں داخل کسی حرام کو جہالت کی وجہ سے حلال سمجھ کر کرنا۔ (۲۰) اجنبی عورت (یا غیر محرم) کے ساتھ بوس و کنار کو جائز سمجھنا۔ (۲۱) بدکاری کو گناہ نہ سمجھنا۔ درج شدہ باتوں سے کفر لازم آتا ہے۔ (۲۲) ظلم کو انصاف سمجھنا اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ (۲۳) اور بعض علماء کے نزدیک ظالم بادشاہ یا حکمراں کو عادل و انصاف پسند کہنا بھی کفر ہے۔ (۲۴) گانے بجانے اور موسیقی کی تعریف کرنا کفر ہے۔ (۲۵) غیبت کرنے کو جائز سمجھنا کفر ہے۔ (۲۶) پھوپھی یا چچا کی بیٹیوں سے نکاح جائز ہونے کو پسند نہ کرنا کفر ہے۔

(۱ تا ۸) ہندیہ، ص: ۲۷۲، ج ۲، تاتارخانیہ ۵۰۴، ج ۵، (۹–۱۰) تاتارخانیہ، ص ۵۰۴، ج–۵، (۱۱) تاترخانیہ، ص ۵۰۴، ج ۵، (۱۲ تا ۱۳) ہندیہ، ص ۲۷۳، ج ۲، (۱۴–۱۵) تاتارخانیہ، ص ۵۰۵، ج ۵، (۱۶ تا ۱۹) تاترخانیہ، ص ۵۰۵–۵۰۶، ج ۵، (۲۰–۲۱) تاترخانیہ، ص ۵۰۶، ج ۵، (۲۲–۲۳) تاترخانیہ، ص ۵۲۳، ج ۵، (۲۴ تا ۲۶) عمدۃ الفقہ، ص ۶۰–۶۱، ج ۱

خدا کے وعدوں اور احکام شریعت کو ٹھکرانے، ان کا مذاق اڑانے، ان میں شک کرنے اور ان کو حقیر سمجھنے کے متعلق مسائل

(۱) اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اگر خدا مجھے اس بات کا حکم دیتا تو میں نہ کرتا یا اگر قبلہ مثلاً مشرق کی طرف ہوتا تو میں نماز نہ پڑھتا تو وہ کافر ہو گیا۔ (۲) اسی طرح یوں کہنا کہ ''اگر خدا تعالیٰ مجھے جنت دے گا تو میں تیرے بغیر اسے قبول نہیں کروں گا'' یا یوں کہنا کہ ''اگر مجھے فلاں شخص کے ساتھ جنت میں جانے کو کہا جائے تو میں جنت میں نہیں جاؤں گا۔'' (۳) یا یہ کہنا کہ ''اگر خدا تعالیٰ مجھے تیری وجہ سے، اس شخص کی وجہ سے یا فلاں عمل کی وجہ سے جنت عطا فرمائے گا تو میں نہیں لوں گا اور نہ اس جنت کی طرف دیکھنا چاہوں گا'' کفر ہے۔
(۴) اگر کوئی مردہ کتے کے گوشت کو حلال کہے تو وہ کافر ہے۔ (۵) حرامِ قطعی کو حلال سمجھنا کفر ہے مثلاً شراب، محرموں سے نکاح، مردار، خون، خنزیر کا گوشت وغیرہ قطعی حرام ہیں لہذا ان کو اور ان جیسی چیزوں کو حلال جاننا اور ان کے حرام ہونے میں شک کرنا بھی کفر ہے۔
(۶) اسی طرح یوں کہنا کہ ''میں جھوٹ بولوں گا کیونکہ جھوٹ تو بولنے کے لئے ہی ہے۔''
(۷) یہ کہنا کہ ''مجھے اسلام کی ضرورت نہیں'' کلمہ کفر ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ ''میں خود پیدا ہوا ہوں۔'' (۸) کسی کا یوں کہنا کہ ''اگر خدا دس نمازوں کا حکم دیتا تو میں نہ پڑھتا یا مثلاً اگر مجھے پانچ درہم سے زیادہ زکوٰۃ ادا کرنے اور ایک ماہ سے زیادہ روزہ رکھنے کا حکم دیتا تو میں تعمیل نہ کرتا۔'' (۹) یا ''اگر کعبہ شریف قبلہ نہ ہوتا بلکہ بیت المقدس ہوتا میں تب بھی کعبہ ہی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا، بیت المقدس کی طرف نہیں۔'' (۱۰) یا اگر فلاں شخص قبلہ بن جائے یا کعبہ کا کونہ بن جائے تو میں اس کی طرف رخ ہی نہ کروں گا۔ ان سب صورتوں میں کافر

ہوگیا۔(۱۱) **قاعدہ یہ ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کے کسی بھی حکم کا انکار کفر ہے۔** چنانچہ یہ کہنا کہ ''اگر خدا بھی کہے تب بھی میں تمام عمر فلاں کام نہیں کروں گا۔'' یا ''اگر خدا مجھے جنت میں بھیجے گا تو میں نہ جاؤں گا۔'' یا عورت یوں کہے کہ ''اگر شوہر کی اطاعت سے ہی مجھے جنت ملے گی تو میں اس میں نہ جاؤں گی۔'' یا یہ کہے کہ ''میں جنت میں نہ جاؤں گی یا مجھے جنت کی ضرورت نہیں'' وغیرہ۔ یہ سب کلماتِ کفر ہیں۔ (۱۲) یہ کہنا کہ ''قبلے دو ہیں ایک کعبۃ اللہ اور دوسرا بیت المقدس'' کفر ہے۔ (۱۳) اسی طرح یوں کہنا کہ ''مجھے پتہ نہیں کافر جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں'' کفر ہے۔ (کیونکہ کتاب اللہ کا انکار ہے)۔ (۱۴) یا بدکاری کر کے یہ کہنا کہ ''میں اچھا کرتا ہوں''۔ (۱۵) کسی شیطان (یا شیطان صفت انسان) سے یہ کہنا کہ ''میرا کام کر دے پھر جو کچھ تو کہے گا میں کروں گا مثلاً ماں باپ کو ستاؤں گا'' وغیرہ کفر ہے۔ (۱۶) کسی سے جب یہ کہا جائے کہ خدا کی خوشنودی تلاش کر تو اس کا جواباً یہ کہنا کہ ''مجھے خدا کی رضا مندی نہیں چاہئے'' کفر ہے۔ (۱۷) یوں کہنا کہ ''میں حنفی و شافعی مسلک پر لعنت بھیجتا ہوں'' بھی کفر ہے۔ (علماء نے ایسے شخص کو واجب القتل قرار دیا ہے لہٰذا اس قسم کی باتیں کرنے والوں کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے)۔ (۱۸) اسی طرح یوں کہنا کہ ''خدا تعالیٰ ابلیس پر لعنت کرتا ہے مگر میں نہیں کرتا۔'' (۱۹) کسی مرد یا اپنی بیوی کے ساتھ قومِ لوط کا عمل جائز سمجھنا یا حالتِ حیض میں بیوی سے ہمبستری کو حلال جاننا بھی کفر ہے۔ (۲۰) وتر کی نماز یا قربانی کا انکار کرنا کفر ہے۔ (غور کیجئے جب واجب عبادتوں کا یہ حکم ہے تو فرائض کا معاملہ کتنا اہم اور نازک ہوگا)۔ (۲۱) جس جگہ خدا اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کی جاتی ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ ''یہاں خدا اور رسول کا نام ونشان نہیں'' کفر ہے (کیونکہ اس کلمہ سے یہ شخص اس جگہ کے فرمانبردار اور عبادت گزار لوگوں کی مختلف عبادتوں کو بے دینی بتا رہا ہے جو یقیناً کفر ہے۔)

تنبیہ:-اس سے ثابت ہوا کہ دین کی اتباع کو بے دینی سمجھنا یا دینی مراکز کو بے دینی کی جگہیں کہنا کفر ہے لہٰذا مساجد، مدارس، دینی مراکز اور تربیتِ اخلاق وتزکیۂ نفس کی خانقاہوں کے متعلق زبان درازی سے بچنا نہایت ضروری ہے۔(۲۲)حقارت سے یوں کہنا کہ ''میں حکمِ خدا نہیں جانتا، یہاں شریعت کا حکم یا فتویٰ نہیں چلتا، یہاں تو چالاکی چلتی ہے، شریعت سے کیا ہوگا؟ میں حکمِ خدا کو کیا کروں یا کیا جانوں؟ وغیرہ تو اسی وقت مرتد ہو جائے گا۔(۲۳)یا حقارت سے یوں کہنا ''میں رسم پر چلوں گا، شریعت پر نہیں چلوں گا'' بھی کفر ہے۔

تنبیہ:- آج کل اپنے کو مسلمان کہلوانے والے بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو بلا روک ٹوک اور نہایت گستاخی و جسارت سے یہ کلماتِ کفر دہراتے رہتے ہیں اور حقیر دنیوی مفادات کی خاطر اپنی سب سے سے قیمتی متاع ''ایمان'' کو غارت کرتے ہیں ایسے حضرات کو فوراً تجدیدِ ایمان و نکاح کر کے آئندہ کے لئے سچی پکی توبہ کرنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ نہ معلوم کب وقتِ آخر آجائے اور غفلت میں رہ کر ہی انسان دنیا سے رخصت ہو جائے۔اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔(آمین)

(۱تا۲)تاتارخانیہ،ص۴۸۵،ج۵، (۳تا۴) تاتارخانیہ،ص۴۸۶، ج۵، (۵) تاتارخانیہ، ص۴۸۸، جلد ۵ (۶)ہندیہ،ص۲۶۰،ج۲، (۷)جامع الفتاویٰ،ص۲۷۶-۲۷۷،ج۱، (۸)تاتارخانیہ،ص۴۸۶،ج۵، (۹تا۱۰) تاتارخانیہ،ص۴۸۶،ج۵،(۱۱)تاتارخانیہ،ص۴۸۶،ج۵،(۱۲تا۱۶)تاترخانیہ،ص،۴۸۷،ج۵،(۱۷)تاتارخانیہ، ص۴۸۷-۴۸۸،جلد-۵ (۱۸تا۲۱)تاتارخانیہ،ص۴۸۸،ج۵،(۲۲)تاتارخانیہ، ص ۴۶۷- ۴۶۸،جلد۵ (۲۳)ہندیہ،ص۲۷۲،ج۲

حضرات صحابہ و صحابیات رضوان اللہ علیھم اجمعین کے متعلق کلماتِ کفر

تمہید :-جن مومن مردوں یا عورتوں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہو اور آخری دم تک ایمان پر قائم رہے ہوں، انہیں صحابی یا صحابیہ کہتے ہیں۔ قرآن وسنت میں ان حضرات کی بہت فضیلت آئی ہے۔لہٰذا (۱) ان سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہیے، ان کے آپسی اختلافات کو اپنے اختلاف کی طرح نفسانیت پر مبنی نہ سمجھنا چاہیے اور اس معاملے کو خدا کے سپرد کر کے زبان بند رکھنی چاہیے، ان کی برائی بیان کرنا خدا کے غضب کو دعوت دینا ہے اور ان سے بغض رکھنا، منافقت ہے، بڑے سے بڑا ولی بھی کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔[صحابیات کے متعلق بھی درج بالا باتیں ذہن میں رکھنی چاہئیں۔ صحابہ میں بالترتیب (۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ (۲) حضرت عمر فاروقؓ، (۳) حضرت عثمان غنیؓ (۴) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ افضل ہیں اور صحابیات میں آپ کی اولاد اور ازواجِ مطہرات کا بڑا مقام ہے اور اولاد میں سب سے افضل خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور ازواجِ مطہرات میں حضرت خدیجہؓ وعائشہؓ سب سے افضل ہیں۔]

(۲) حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانا کفر ہے اور باقی ازواجِ مطہرات پر تہمت لگانے والا ملعون ہے۔ (۳) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صحابی اور خلیفۂ رسول اللہ ﷺ ہونے کا انکار کرنا کفر ہے اور باقی صحابہؓ کے صحابی ہونے کا انکار کرنے والا شخص ملعون ہے۔ (۴) یوں کہنا کہ ''حضرت علیؓ کو دوست رکھنا اور ان سے محبت کرنا فرض ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ محبت لازمی نہیں'' کفر ہے۔ (۵) صحیح ترین قول کے مطابق حضرت عمرؓ کی خلافت کا منکر

بھی کافر ہے۔(۶) اگر رافضی حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کو برا بھلا کہتا ہو اور گالیاں دیتا ہو تو وہ کافر ہے۔(۷) حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، وحضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ (یا دوسرے صحابہؓ) کو کافر کہنے والا کافر اور مرتد ہے۔(۸) جو شخص کسی خاص صحابی کا مذاق اڑاتا ہے وہ بدترین فاسق ہے۔اس کو اس سے توبہ کرنی چاہئے ورنہ اس کے حق میں سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے اور جو شخص تمام صحابہ کرامؓ کو معدودے چند کے سوا گمراہ سمجھتے ہوئے ان کا مذاق اڑاتا ہے وہ کافر اور زندیق ہے، اور یہ کہنا کہ میں فلاں صحابیؓ کی حدیث کو نہیں مانتا نعوذ باللہ۔اس صحابیؓ پر فسق کی تہمت لگانا ہے مثلاً حضرت ابوہریرہؓ جلیل القدر صحابی ہیں دین کا ایک بڑا حصہ ان کی روایات سے منقول ہے، ان کا مذاق اڑانا اور ان کی روایات کو قبول کرنے سے انکار کرنا نفاق کا شعبہ اور دین سے انحراف کی علامت ہے۔(۹) حضرت علیؓ کو پیغمبر ماننا کفر ہے۔(۱۰) اہل تشیع کی اصطلاح میں ''امام'' عالم الغیب اور خطاء سے معصوم شخصیت کو کہتے ہیں لہٰذا اس معنی میں کسی بھی صحابی وغیرہ کو امام کہنا درست نہیں۔حضرت حسنؓ وحسینؓ کے اسمائے گرامی کے ساتھ لفظ ''امام'' استعمال کرنے سے جہاں اس عقیدہ کی طرف وہم ہوتا ہو وہاں لفظِ امام استعمال نہ کیا جائے۔

---

(۱) مستفاد از بہشتی زیور اختری، ص ۳۵، ج۱، (۲) تاتارخانیہ، ص ۴۸۵، ج۵، (۳ تا ۴) تاتارخانیہ، ص ۴۸۵، ج۵، (۵) تاتارخانیہ، ص ۴۸۵، ج۵، (۶ تا ۷) ہندیہ، ص ۲۶۴، ج۲، (۸) آپ کے مسائل اور ان کا حل، ص ۴۹-۵۰، ج۱، (۹) جامع الفتاویٰ، ص ۲۰۰، ج۱، (۱۰) جامع الفتاویٰ، ص ۲۰۱، ج۱

علمِ دین، علماء- شریعت اور بزرگوں کے متعلق کلماتِ کفر

(۱) جو شخص کسی عالمِ دین سے کسی ظاہری سبب کے بغیر محض عالمِ دین ہونے کی بناء پر بغض وعناد رکھے تو اس کے متعلق کافر ہونے کا اندیشہ ہے۔ اسی طرح کسی عالمِ دین یا فقیہ کو بلاوجہ گالی دینے یا کسی مربی و مصلح بزرگ کو خنزیر (وغیرہ) سے تشبیہ دینے میں بھی کفر کا شدید خطرہ ہے۔ (۲) علمِ دین کو برائی سے یاد کرنے اور گالی دینے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے۔ (۳) علمِ دین کے متعلق یہ کہنا کہ ''یہ فرسودہ باتیں اور کہانیاں ہیں یا یہ کچھ نہیں صرف ڈھونگ ہے یا یوں کہنا کہ میں اس علم کو نہیں مانتا'' کفر ہے۔ (۴) علمِ دین کا مذاق اڑانے کے لئے ایک شخص (علماء کی نقل اتارتے ہوئے) کسی جگہ بیٹھ گیا اور کچھ لوگ مذاقاً اس سے مسائل پوچھنے لگے اور ساتھ ہی تکیوں سے یا کسی اور چیز سے اسے مارنے لگے پھر اس مسخرے پن پر آپس میں ہنسنے لگے تو سب کے سب حاضرینِ مجلس کافر ہوگئے کیونکہ انہوں نے شریعت کا مذاق اڑایا۔ (۵) اسی طرح اگر علمِ دین پڑھانے والوں کی نقل اتارتے ہوئے کوئی شخص چھڑی لے کر بچوں میں بیٹھ جائے اور حقارۃً مسخرہ پن کرے تو یہ مسخرہ اور اس کی حرکتوں پر حقارۃً ہنسنے والے سبھی کافر ہوگئے۔ (۶) مجلسِ علم یا دینی مدرسے کو گرجا گھر اور چرچ (وغیرہ) کہنا بھی کفر ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص مجلسِ علم سے واپس آیا اور کسی نے اس سے کہا کہ ''کیا تو گرجے سے واپس آگیا؟'' تو یہ کہنے والا کافر ہوگیا۔ (۷) یوں کہنا کہ ''مجھے علم کی مجلس سے کیا لینا دینا؟'' یا یہ کہنا کہ ''ایسی باتوں پر کون عمل کرسکتا ہے؟'' یا دینی مدارس یا دینی مجالس میں کیا رکھا ہے؟ وغیرہ۔ کفر ہے۔ (۸) یوں کہنا کہ ''علمِ دین کو نہ تو برتن میں رکھ کر کھایا جاسکتا ہے اور نہ رقم کی جگہ بٹوے میں رکھا جاسکتا ہے'' یا یہ کہنا کہ ''میں علم کو کیا کروں گا مجھے تو

روپئے چاہئیں'' کفر ہے۔ (۹) اسی طرح حدیثِ صحیح سنانے والے سے یوں کہنا کہ ''یہ تو کچھ بھی نہیں ہے'' یا ''اس کی تو کچھ بھی حیثیت نہیں'' یا حدیث شریف کو رد کرنا یا یوں کہنا کہ ''حدیث میرے کس کام آئے گی مجھے تو روپے چاہئیں کیونکہ آج تو مال کی ہی قدر و منزلت ہے علم کو کون پوچھتا ہے'' یہ سب باتیں کفر ہیں۔ (۱۰) یہ کہنا کہ ''بارِ عیال کی وجہ سے مجھے مجلسِ علمِ دین میں جانے کی فرصت ہی نہیں'' اگرچہ کفر نہیں تاہم نہایت خطرناک بات ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔ (۱۱) کسی عالمِ دین سے یوں کہنا کہ ''جا اپنے علم کو کسی برتن میں ڈال'' کلمہ کفر ہے۔ (۱۲) یہ کہنا کہ ''عالم بننے سے تو فساد کرنا بہتر ہے'' کفر ہے۔ (۱۳) یوں کہنا کہ ''علماء اور کفار کا کام ایک جیسا ہے'' کفر ہے (جب کہ تمام کام مراد ہوں) (کیونکہ یہ کہنے والا شخص حق و باطل میں برابری کر رہا ہے)۔ (۱۴) کسی عورت کا یہ کہنا کہ ''عالمِ دین شوہر پر لعنت ہو'' کلمہ کفر ہے۔ (۱۵) کسی معاملے کے متعلق عالمِ دین کے حکم شرعی بتانے پر ان سے یہ کہنا کہ ''مولویت مت دکھاؤ اس سے کام نہیں چلے گا'' کفر ہے۔ (۱۶) کسی عالمِ دین کا نام دین کا مذاق اڑانے کی نیت سے بگاڑ کر کہنا کفر ہے۔ (۱۷) تمام احکامِ شریعت کو مکاری اور حیلہ سازی کا نام دینا کفر ہے۔ (۱۸) کسی شخص کا یہ حدیثِ مبارک سن کر کہ ''طالبِ علم کے پاؤں کے نیچے فرشتے پَر بچھاتے ہیں'' (الحدیث) یہ کہنا کہ ''یہ تو جھوٹ ہے'' کلمہ کفر ہے۔ (۱۹) بعض علماء کے نزدیک یہ کہنا کہ ''امام ابوحنیفہؒ کا قیاس کرنا برحق نہیں ہے'' کفر ہے کیونکہ قیاس کے جائز ہونے کی دلیل کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ ﷺ میں موجود ہے۔ (۲۰) اسی طرح یوں کہنا کہ ''ثرید'' (کھانے کی ایک قسم جس کو شوربہ میں روٹی ڈال کر بناتے ہیں) کا پیالہ علمِ دین سے بہتر ہے'' کفر ہے۔ (۲۱) حدیث اور فقہ اور دیگر دینی کتابوں کو گندگی میں ڈالنا یا توہین کے طور پر جلانا کفر ہے۔ (۲۲) کسی عالم کو خدا کا بھائی کہہ دینا کفر ہے۔ (۲۳) 'کنز الدقائق' (فقہ کی مشہور کتاب)، سِفرِ سعادت (سیرتِ پاک کی مشہور کتاب) اور ان جیسی دوسری کتابوں کے پڑھنے کو اس وجہ سے باعثِ

گمراہی سمجھنا کہ ان میں مسائل شریعت ہیں جو کہ کتاب وسنت اور اجماع وقیاس کے مطابق ہیں، تمام فقہاء کے نزدیک کفر وارتداد ہے کیونکہ یہ بات دینِ اسلام کی توہین ہے۔ (۲۴) یوں کہنا کہ ”میں علم کیا جانوں اور خدا کو کیا جانوں میں نے تو اپنے آپ کو دوزخ میں ڈال دیا ہے“ کفر ہے۔ (۲۵) دینی کتاب کو درانتی سے تشبیہ دیتے ہوئے کسی عالم سے یہ کہنا کہ ”جس طرح کھیت کاٹنے والا درانتی سے کھیت کاٹتا ہے اسی طرح تم مولوی لوگ بھی کتابوں سے لوگوں کی گردنیں کاٹتے ہو“ کلمہ کفر ہے۔ شیخ ابوبکر محمد بن فضلؒ نے ایسی بات کہنے والے کے قتل کا فتویٰ صادر فرمایا تھا۔ (۲۶) یوں کہنا کہ ”علمی مجلس میں جانے سے طلاق پڑ جاتی ہے“ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے کیونکہ اس بات سے علم اور علماء کی بے عزتی ٹپک رہی ہے۔ (۲۷) یہ کہنا کہ ”میرے پاس ڈنڈا ہے، میں شریعت کو کیا کروں گا یا فتویٰ کو زمین پر دے مارنا یا فتویٰ کو رد کرنا یا حقارت سے یہ کہنا کہ کیا فتویٰ لئے پھرتے ہو یا غصہ میں شریعت کو گالی دینا“ کفر ہے۔ (۲۸) کسی شخص کو جب عالم یا مفتی نے طلاق پڑ جانے کا فتویٰ دیا تو اس کا یہ کہنا کہ ”میں طلاق ولاق نہیں جانتا، میرے بچوں کو ماں (میری بیوی) کی ضرورت ہے، لہٰذا اس کا میرے گھر میں رہنا ضروری ہے“ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔ (۲۹) یہ کہنا کہ ”یہ شرع کس سُسرے نے بنائی“ کلمہ کفر ہے۔ (۳۰) حکمِ شرعی کی توہین کی نیت سے یہ کہنا کہ ”میں فتویٰ پر پیشاب کرتا ہوں“ کفر ہے۔

---

(۱) ہندیہ، ص ۲۷۰، ج ۲، (۲ تا ۴) ہندیہ، ص ۲۷۰، ج ۲، (۵) تاتارخانیہ، ص ۵۰۹، ج ۵، (۶) ہندیہ، ص ۲۷۰، ج ۲، (۷) ہندیہ، ص ۲۷۰، ج ۲، (۸) ہندیہ، ص ۲۷۰-۲۷۱، ج ۲، (۹) ہندیہ، ص ۲۷۱، ج ۲، (۱۰ تا ۱۳) ہندیہ، ص ۲۷۱، ج ۲، (۱۴) ہندیہ، ص ۲۷۱، ج ۲، (۱۵) ہندیہ، ص ۲۷۱، ج ۲، (۱۶ تا ۲۰) ہندیہ، ص ۲۷۱-۲۷۲، ج ۲، (۲۱) الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ص ۳۶۸، ج ۵، (۲۲) جامع الفتاویٰ، ص ۱۲۱، ج ۱، (۲۳) جامع الفتاویٰ، ص ۳۴۱، ج ۱، (۲۴ تا ۲۵) ہندیہ، ص ۲۷۱، ج ۲، (۲۶) تاتارخانیہ، ص ۵۰۹، ج ۵، (۲۷ تا ۲۸) ہندیہ، ص ۲۷۲، ج ۲، (۲۹) جامع الفتاویٰ، ص ۲۸۰، ج ۱، (۳۰) جامع الفتاویٰ، ص ۲۵۳-۲۵۴، ج ۱

اپنی ذات یا دوسروں کو کافر و مشرک وغیرہ کہنے کے متعلق احکام

(۱) کسی شخص سے جب یہ پوچھا جائے کہ کیا تو مسلمان ہے؟ تو اس کا جان بوجھ کر جواب میں انکار کرنا (مثلاً یہ کہ میں مسلمان نہیں ہوں) بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔ (۲) بیوی نے شوہر سے کہا کہ "نہ تو تیرے اندر غیرت ہے نہ مسلمانی کیونکہ تو اجنبیوں کے ساتھ میری تنہائی کو پسند کرتا ہے اس کے جواب میں شوہر کا یہ کہنا کہ "ہاں نہ مجھ میں غیرت ہے نہ میں مسلمان ہوں" کفر ہے۔ (۳) شوہر نے بیوی کو کافرہ، یہودیہ اور مجوسیہ (آتش پرست) کہا جس پر بیوی نے جواب دیا کہ "ہاں میں ایسی ہی ہوں" یا "ہاں میں ایسی ہی ہوں مجھے طلاق دے دے" یا "اگر میں ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ گذر بسر نہ کرتی" یا "تو مجھے مت رکھ" تو ان سب صورتوں میں بیوی کافر ہوگئی۔ (۴) اسی طرح اگر بیوی شوہر کو اے کافر، اے یہودی، اے آتش پرست کہے اور جواباً شوہر بھی اس سے یوں کہے کہ ہاں میں ایسا ہی ہوں میرے پاس سے چلی جا" یا "اگر میں ایسا نہ ہوتا تو تجھے نہ رکھتا" تو شوہر بھی کافر ہو جائے گا۔ (۵) اور اگر ان دونوں میں سے کوئی جواب میں یہ کہے کہ فرض کرو میں یہودی، مجوسی اور کافر ہی ہوں تب بھی اکثر فقہاء کے نزدیک کفر ہے۔ (۶) اوپر جو گفتگو اور حکم میاں بیوی کے متعلق درج ہے عام مسلمانوں پر بھی ایسی گفتگو کی صورت میں اس حکم کا اطلاق ہوگا۔ (۷) شوہر نے بیوی کو یا بیوی نے شوہر کو "آتش پرست وغیرہ کہا اور دوسرے نے جواب دیا کہ پھر آتش پرست کے ساتھ اتنے دن تک کیوں رہا یا کیوں رہی" تو جواب دینے والا کافر ہو گیا شوہر ہو یا بیوی۔ (۸) **وضاحت:** اس قسم کے کلمات میں کفر کا حکم اسی وقت لگایا جائے گا جب کہ کہنے والا دوسرے کو واقعی کافر، یہودی یا آتش پرست سمجھ کر یہ

باتیں کہہ رہا ہو اگر گالی وغیرہ کی نیت ہوگی تو پھر حکمِ کفر نہیں لگے گا۔ (۹) اگر کسی مسلمان کو کافر کہا گیا اور اس نے کچھ جواب نہیں دیا تو کہنے والا کافر ہو گیا۔ (۱۰) کسی مسلمان کو کافر کہا گیا اور اس نے جواباً کہا کہ ''ایسا ہی سمجھ لے'' یا یوں کہا کہ ''تو نے مجھے اتنی زیادہ تکلیف پہنچائی ہے کہ میں کافر بننا چاہتا ہوں۔'' تو یہ کہتے ہی کافر ہو گیا۔ (۱۱) کسی کے کافر، یہودی یا آتش پرست کہہ کر بلانے پر ''لَبَّیْک'' (حاضر ہوں) کہنا بھی کفر ہے۔ (۱۲) یا یوں کہنا کہ ''میں ملحد (بددین) ہوں۔ (۱۳) کسی سے جب یوں کہا گیا کہ ''جو بات تو نے کہی ہے اس سے تو کافر ہو گیا اور تیری بیوی پر طلاق پڑ گئی'' (حالانکہ یہ صحیح نہیں تھا) تو اس نے جواب دیا کہ ''کافر ہی سمجھ لو اور طلاق ہی سمجھ لو'' تو وہ کافر ہو گیا۔ (۱۴) خود کو ابلیس یا فرعون کہنے سے بھی کافر ہو جاتا ہے۔ (۱۵) کسی مسلمان کا یوں کہنا کہ ''جب میں نے یہ غلطی کی تھی تو اس وقت مسلمان نہیں تھا۔ اب اسلام لا چکا ہوں۔ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔ (۱۶) کسی مسلمان کا معذرت کرتے وقت اسلامی عقیدے پر کاربند رہتے ہوئے یوں کہنا کہ ''میں تو آتش پرست تھا اب مسلمان ہوا ہوں'' کفر ہے۔ (۱۷) کسی نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ کلمۂ کفر ہے یوں کہا کہ ''اگر میں نے ایسا کہا ہو تو میں کافر ہوں۔'' حالانکہ ایسا کہہ چکا ہے اور اسے معلوم بھی ہے تو واقعی کافر ہو گیا۔ (۱۸) اسی طرح یہ کہنا کہ 'اگر میں فلاں کام کروں تو خدا سے بیزار یا یہودی یا آتش پرست (وغیرہ) ہوں'' پھر فلاں (وہ) کام کر گذرنا (بشرطیکہ قسم و یمین کے طور پر نہ کہہ رہا ہو) کفر ہے۔ (۱۹) مرتد بننے کا پختہ ارادہ کر کے بیوی نے شوہر سے کہا کہ ''اگر تو مجھے طلاق نہیں دے گا تو میں آتش پرست بن جاؤں گی'' تو وہ کافر ہو گئی۔ (۲۰) کسی مسلمان سے یوں کہنا کہ ''تجھ پر اور تیرے اسلام پر خدا کی لعنت ہو'' کفر ہے۔ (۲۱) بیوی نے شوہر سے کہا کہ اگر آج کے بعد تو نے مجھے ستایا'' یا ''اگر مجھے فلاں چیز لے کر نہیں دی تو میں کافر بن جاؤں گی'' تو یہ کہتے ہی وہ کافر ہو گئی۔ (۲۲) کسی سے یہ کہنا کہ ''تیرے ساتھ گذر

بسر کرنے سے بہتر تو کافر ہو جانا ہے'' کفر ہے۔ (۲۳) اگر کسی نے بددعا دیتے ہوئے کسی سے یہ کہا کہ ''خدا تعالیٰ تجھے اسلام سے محروم کر دے اور دوسرے نے اس پر آمین کہا تو وہ دونوں کافر ہو گئے۔ (۲۴) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ستانے لگا تو اس نے کہا ''میں مسلمان ہوں مجھے مت ستاؤ'' اس پر ستانے والے نے جواباً کہا کہ ''چاہے تو مسلمان رہ یا کافر بن جا'' یا یوں کہا کہ ''اگر تو کافر بھی بن گیا تو میرا کیا بگڑ جائے گا۔'' تو ان باتوں کی وجہ سے ستانے والا کافر ہو گیا۔ (۲۵) کسی مسلمان کو کافر سمجھنے والا خود کافر ہے کیونکہ ایسا سمجھنے والا شخص نعوذ باللہ اسلام کو ہی کفر سمجھتا ہے۔ (۲۶) کسی مسلمان سے یہ کہنا کہ ''میں تیرے دین سے بیزار ہوں یا میں تیرے دین کا انکار کرتا ہوں۔'' کفر ہے۔ (۲۷) کسی کافر نے اسلام لانے کی خواہش ظاہر کی اس پر ایک مسلمان نے اس سے کہا کہ ''تیرے لئے کافر ہونا ہی کافی ہے'' تو یہ مسلمان مرتد ہو گیا۔ (۲۸) جھگڑتے وقت غصہ میں یہ کہنا کہ ''مسلمان ایسا ہی ہوتا ہے ایسے مسلمان سے تو کافر اچھا ہے۔'' کلمۂ کفر ہے۔ (۲۹) یہ کہنا کہ ''میں چاہتا ہوں فلاں کافر ہو جائے'' کفر ہے۔ (۳۰) جو شخص مقلّدین (اماموں کی اتباع کرنے والے مسلمانوں) کو مشرک بتائے تو اس کے ایمان کی سلامتی مخدوش ہے۔

(۱ تا ۵) ہندیہ، ص ۲۷۷، ج ۲، (۶ تا ۷) ہندیہ، ص ۲۷۸، ج ۲، ا تا ۷ ایضاً تاتارخانیہ، ص ۵۱۲، ۵۱۳، (۸ تا ۱۱) ہندیہ، ص ۲۷۸، ج ۲، تاتارخانیہ، ص ۵۱۳ تا ۵۱۴، ج ۵، (۱۲ تا ۱۴) ہندیہ، ص ۲۷۹، ج ۲، (۱۵ تا ۱۶) تاتارخانیہ، ص ۵۱۵، ج ۵، (۱۷) تاتارخانیہ، ص ۴۷۵، ج ۵، البحر الرائق، ص ۱۲۰، ج ۵، (۱۸) تاتارخانیہ، ص ۴۷۶، ج ۵، بزازیہ، ص ۳۲۶، ج ۶، (۱۹) قاضی خان علی الہندیہ، ۵۷۳، ج ۳، (۲۰) ہندیہ، ص ۲۵۷، ج ۲، (۲۱ تا ۲۴) ہندیہ، ص ۲۷۹، ج ۲، (۲۵) بزازیہ علی الہندیہ ۳۳۱، ج ۶، (۲۶ تا ۲۷) تاترخانیہ، ص ۵۱۷، ج ۵، (۲۸) تاترخانیہ، ص ۵۱۸، ج ۵، (۲۹) تاترخانیہ، ص ۵۱۶، ج ۵، (۳۰) جامع الفتاویٰ، ص ۳۵۴، ج ۱

اپنے ایمان میں شک کرنے، کافر ہونے کا پختہ ارادہ وتمنا کرنے یا قطعی حرام چیزوں کے حلال ہونے کی تمنا کرنے کے مسائل

(۱) اسلام قبول کرنے کی وجہ سے کسی نومسلم کے انعام واکرام کو دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ ''کاش میں بھی کفر کے بعد مسلمان بنتا تو میرے ساتھ بھی یہی انعام واکرام ہوتا'' بہت سے علماء وفقہا کے نزدیک کفر ہے۔ (۲) کسی مسلمان نے صحت مند وخوبرو نصرانی عورت کو دیکھ کر یہ تمنا کی کہ ''کاش وہ نصرانی ہوتا اور اس عورت کے ساتھ شادی کر لیتا'' تو وہ کافر ہوگیا۔ (۳) کوئی نصرانی مسلمان ہوا اور اس کے بعد اس کا باپ مرگیا تو اس نے یہ تمنا کی کہ ''کاش میں اب تک مسلمان نہ ہوا ہوتا تو آج اپنے نصرانی باپ کی میراث پاتا'' اس جملہ کی وجہ سے وہ مرتد ہوگیا کیونکہ اس نے کافر ہونے کی تمنا کی ہے جو کہ کفر ہے۔ (۴) کسی ایسی چیز کے حلال ہونے کی تمنا کرنا جو کسی بھی شریعت اور کسی بھی زمانے میں حلال نہ رہی ہو یا ایسی چیز کے حلال ہونے کی تمنا کرنا جس کے حرام ہونے کا عقل بھی تقاضا کرتی ہے مثلاً یہ تمنا کرنا کہ ''کاش اللہ تعالیٰ ظلم، بدکاری، لواطت اور ناحق قتل کو حرام نہ کرتا'' کفر ہے۔ (۵) کسی نے پختہ ارادہ کیا کہ اتنے دن یا اتنی مدت کے بعد کافر ہوجاؤں گا تو ارادہ کرتے ہی کافر ہوگیا کیونکہ اس کے دل میں جو تصدیق موجود تھی وہ ختم ہوگئی ہے۔ (۶) اپنے متعلق خارج از اسلام وایمان (مرتد) ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے۔ (۷) یوں کہنا کہ ''فلان مجھ سے بڑا کافر ہے'' یا یہ کہنا کہ ''میں تنگ آچکا ہوں، اس لئے کافر بننا چاہتا ہوں'' کفر ہے۔ (۸) بیوی کا شوہر سے چھٹکارا پانے کی خاطر صرف زبان سے کلمۂ کفر کہنا بھی کفر وارتداد ہے چاہے عقیدۂ اسلامی اب بھی کیوں باقی نہ ہو۔

---

(۱) ہندیہ، ص۲۷۹، ج۲، (۲) ہندیہ، ص۲۸۰، ج۲، (۳) تاتارخانیہ، ص۴۷۴، ج۵، (۴) تاتارخانیہ، ص۵۱۹، ج۵، (۵) بزازیہ علی الہندیہ، ص۳۲۱، ج۶، (۶) بزازیہ علی الہندیہ، ص۳۱۹، ج۶، (۷) بزازیہ علی الہندیہ، ص۳۳۱، ج۶، (۸) تاتارخانیہ، ص۵۱۷، ج۵

فاسقوں کے کافرانہ اعمال اور کافرانہ باتیں

(۱) فاسق (بدکار و گناہگار) کا خدا کی نافرمانی کرتے وقت اپنے ساتھیوں سے یہ کہنا کہ "آؤ زندگی کے مزے لیتے ہیں" یا شراب پیتے وقت یہ کہنا کہ "میں مسلمانی کا اظہار کرتا ہوں یا میری مسلمانی ظاہر ہوگئی" کفر ہے۔ (۲) شرابی کا یہ کہنا کہ "خوشی تو اس کو حاصل ہے جو ہماری خوشی میں شریک ہے اور جو ہماری خوشی میں شریک نہیں وہ سراسر نقصان و خسارے میں ہے" کفر ہے۔ (۳) اسی طرح یہ کہنا کہ "اگر اس شراب کا ایک قطرہ گر گیا تو جبرئیل علیہ السلام اسے اپنے پَر سے چُن لیں گے" کفر ہے۔ (۴) فاسق سے جب یہ کہا جائے کہ تو روزانہ خدا اور اس کی مخلوق کو ستاتا ہے تو اس کا یہ جواب دینا کہ میں ٹھیک ہی تو کرتا ہوں" کفر ہے۔ (۵) بعض علماء کے نزدیک "گناہوں کے متعلق یوں کہنا کہ یہ بھی ایک راستہ اور مذہب ہے" کفر ہے۔ (۶) گناہ پر توبہ کی ترغیب ملنے پر یہ کہنا کہ "میں نے کیا کیا ہے؟ جو توبہ کروں" کفر ہے اگر چہ صغیرہ گناہ ہی کیوں نہ ہو۔ (۷) اسی طرح شراب کی مجلس میں کسی فاسق کا نیک لوگوں کو مخاطب کر کے یہ کہنا کہ "اے کافرو آؤ مسلمانی دیکھو" (۸) یا ظلم کر کے ظالم کا یہ کہنا کہ میں نے یہ ظلم اپنی مرضی اور قوت سے کیا ہے، تقدیر کا اس میں کچھ دخل نہیں" (۹) یا آتش پرست سے طنزاً یہ کہنا کہ "اگر مسلمان بننا چاہتا ہے تو ایک مرتبہ پھر آتش پرست بن جا، کفر ہے۔

---

(۱) تاتارخانیہ، ص ۵۲۵، ج ۵، (۲ تا ۶) ہندیہ، ص ۲۷۳، ج ۲، (۷) تاتارخانیہ، ص ۵۲۵، ج ۵، (۸تا۹) تاتارخانیہ، ص ۵۲۶، ج ۵

کسی کو کفر کی بات سکھانا یا مرتد ہونے کا حکم دینا

(۱) جو شخص کسی انسان کو کفر کی بات سکھائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ چاہے ہنسی مذاق میں ہی سکھا رہا ہو۔ (۲) اسی طرح جو شخص کسی عورت کو اپنے شوہر سے جدا ہونے کے لئے کلمہ کفر کہنے کا حکم یا فتویٰ دے وہ بھی کافر ہے۔ (۳) پھر اگر یہ عورت مرتد بھی ہو جائے گی (تب بھی اسے مقصد حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ اسے مسلمان ہونے پر مجبور کیا جائے گا۔ اسلامی حکومت میں بطور سزا اسے ۷۵ کوڑے مارے جائیں گے اور وہ بہر صورت اپنے شوہر سے ہی تجدید نکاح کرے گی۔ (۴) امام ابو حنیفہؒ وابو یوسفؒ کا فتویٰ ہے کہ ''جو شخص کسی کو کافر بننے کا حکم یا فتویٰ دے گا وہ بہر صورت کافر ہے، چاہے دوسرا شخص جسے اس نے کلمہ ' کفر کہنے کا حکم دیا ہے کلمہ کفر کہے یا نہ کہے'' کیونکہ یہ شخص دوسرے کے کافر ہونے پر خوش ہے۔ (۵) کسی کو کلمہ کفر سکھانے سے اسی وقت کفر لازم آتا ہے جب کہ سکھانے کے ساتھ ساتھ کافر ہونے کے لئے بھی کہے۔ (۶) کسی کو کافر بنانے کا پختہ ارادہ کرنا بھی کفر ہے۔ (۷) کسی کو مرتد ہونے کا مشورہ دینے میں کفر کا خطرہ ہے۔

تنبیہ :- (۸) اگر کوئی شخص کفر چھوڑ کر اسلام قبول کرنا چاہتا ہے واقعی اس کو فوراً مسلمان کرنا چاہئے اور کفر سے توبہ کرادی جائے، اس میں تاخیر کرنا یا کسی اور کے پاس بھیجنا نہایت غلط ہے۔ فقہاء نے ایسے شخص پر بہت سخت حکم لگایا ہے۔ سرکار کے خوف سے کلمہ نہ پڑھانا اور مسلمان نہ بنانا حرام ہے۔

نوٹ: حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علیؓ سے یہ خطاب منقول ہے کہ:

''اے علی اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ کسی شخص کو دولتِ ایمان سے سرفراز فرمائے تو یہ تمہارے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے'' یہ سعادت اور پھر بھی کوتاہی تعجب ہے؟

---

(۱) (ہندیہ، ص ۲۷۵-۲۷۶، ج ۲، (۲) ہندیہ، ص ۲۷۶، ج ۲، (۳) تاتر خانیہ، ص ۵۲۶، ج ۵، (۴ تا ۵) ہندیہ، ص ۲۷۶، ج ۲، (۶) تاتر خانیہ، ص ۵۲۷، ج ۵، (۷ تا ۸) جامع الفتاویٰ، ص ۳۳۷، ۳۴۱، ۳۴۲، ج ۱

کفار ومشرکین کی مشابہت اختیار کرنے اور ان کے مذہب اور مذہبی رسوم کو اچھا سمجھنے یا اسلام پر ان کو ترجیح دینے کے متعلق مسائل

(۱) بلا عذرِ شرعی کفار ومشرکین کی مذہبی رسوم اور تہواروں کو پسند کرنا، محبت سے ان میں شریک ہونا اور ان کے مخصوص مذہبی لباس یا چیزوں کو اپنانا مثلاً [قشقہ کھینچنا، (ٹیکہ یا تلک لگانا) سندور لگانا، عیسائیوں کا مخصوص نشان ✣ صلیب استعمال کرنا، مردوں کا ہاتھوں میں کڑا پہننا یا مخصوص رنگ کا دھاگہ باندھنا اور عقیدۂ غیر اللہ کے ناموں یا کفار کے مذہبی شعار پر مشتمل لاکٹ وچین وغیرہ گلے میں ڈالنا۔] کفر ہے۔ (۲) اسی طرح ان کے طریقوں کو اچھا کہنا یا اسلامی طریقے پر ترجیح دینا مثلاً یہ کہنا کہ ''کھانے کے وقت آتش پرستوں کا خاموش رہنا یا حالتِ حیض میں عورت سے ان کا بستر الگ رکھنا اچھی بات ہے'' کفر ہے۔ (۳) آتش پرستوں (نیز ہندوؤں اور دیگر کفار ومشرکین وغیرہ) کی دعوت، ان کے تہواروں کے موقعہ پر ان کی خوشی میں شریک رہنے کی نیت سے کھانا یا ان کی مذہبی مجالس میں اسی غرض سے شریک ہونا بھی دین وایمان کے لئے مُضِر ہے۔ (۴) کفار ومشرکین کے تہواروں کی تعظیم کی نیت سے ان کو ان تہواروں کے ایام میں ہدیہ دینا اور اسی نیت سے خاص ان دنوں میں خرید وفروخت وغیرہ کرنا بھی کفر ہے۔ (۵) یہ کہنا کہ ''خیانت کرنے سے بہتر تو کافر ہو جانا ہے'' کفر ہے۔ (۶) اسی طرح کفار کے میلوں اور تہواروں کی تعریف کرنے یا ان کو اچھا قرار دینے میں بھی کفر کا شدید خطرہ ہے۔ (۷) تہواروں میں کفار ومشرکین کے تحفہ تحائف بھیجنے کی رسم کو پسند کر کے یہ کہنا کہ ''تہواروں میں یہ ہدیے وتحائف بھیجنا بہت بہتر اور اچھی بات ہے'' کفر ہے۔ (۸) اسی طرح یہ کہنا کہ ''یہودی بہت سی باتوں میں مسلمانوں سے اچھے ہیں کیونکہ وہ اپنے بچوں کے اساتذہ کے حقوق پورے کرتے ہیں۔'' (۹) یا کسی نو

مسلم کو اسلام لانے پر یوں کہنا کہ ''تجھے اپنے مذہب سے کیا تکلیف پہنچی تھی جو تو مسلمان ہو گیا۔'' (۱۰) کسی مسلمان کا دوسرے مسلمان سے یوں کہنا کہ ''تیری کرتوت سے تو کافر ہونا اچھا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔ (۱۱) غیر مسلموں کی عیاشیوں اور خرمستیوں کو اچھا جان کر ان میں شرکت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے۔ (۱۲) **تنبیہ**:- اس روشن حقیقت پر ہمارا ایمان و یقین ہے کہ اللہ کے یہاں قابلِ قبول مذہب صرف دینِ اسلام ہے اس کے علاوہ بقیہ تمام مذاہب و طریقے باطل اور گھاٹے کا سودا ہیں لہٰذا ''اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ'' کے تحت کسی بھی غیر اسلامی مذہب یا طریقے کو پسند کرنا اور اس کی تعریف کرنا جس طرح کفر ہے اسی طرح ان باطل مذاہب میں سے ایک کو دوسرے کے مقابلے میں بہتر قرار دینا بھی بہت سے علماء کے نزدیک کفر ہے کیونکہ باطل کسی بھی صورت میں بہتر ہو ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا اگر ایسا کہنا ہو تو یوں کہیں گے کہ آتش پرستی نصرانیت سے بدتر ہے اور بت پرستی یہودیت سے بدتر ہے وغیرہ۔ اس طرح کہنا جائز نہیں کہ نصرانیت آتش پرستی سے بہتر ہے اور یہودیت بُت پرستی سے بہتر ہے۔ (۱۳) یہ کہنا کہ ''میرا حشر ہنود (ہندوؤں) کے ساتھ ہو'' کلمہ کفر ہے۔ (۱۴) یوں کہنا کہ ''بخدا یہی جی چاہتا ہے کہ عیسائی ہو جاؤں'' کلمہ کفر ہے۔ (۱۵) یوں کہنا کہ ''اس وقت کافر بن کر بحث کرتا ہوں'' کلمہ ارتداد ہے۔

---

(۱) ہندیہ، ص ۲۷۶، ج ۲، (۲) ہندیہ، ص ۲۷۷، ج ۲، تاتر خانیہ، ص ۵۲۲، ج ۵، (۳) تاتر خانیہ، ص ۵۲۲، ج ۵، (۴) ہندیہ، ص ۲۷۷، ج ۲، (۵) ہندیہ، ص ۲۷۷، ج ۲، (۶) تاتر خانیہ، ص ۵۲۲، ج ۵، (۷ تا ۸) تاتارخانیہ، ص ۵۲۰، ج ۵، (۹) تاتر خانیہ، ص ۵۲۱، ج ۵، (۱۰) تاتر خانیہ، ص ۵۲۱، ج ۵، (۱۱) تاتارخانیہ، ص ۵۲۰، ج ۵ (۱۲) تاتر خانیہ، ص ۵۲۰ تا ۵۲۱، ج ۵، (۱۳) جامع الفتاویٰ، ص ۲۸۰، ج ۱، (۱۴) جامع الفتاویٰ، ص ۲۶۷، ج ۱، (۱۵) جامع الفتاویٰ، ص ۲۸۰، ج ۱

تعزیت، غربت، پریشانی، بیماری اور شفا سے متعلق کلماتِ کفر

(۱) تعزیت رسیدہ شخص سے دورانِ تعزیت یوں کہنے سے کہ ''مرحوم کی عمر میں سے جو کم ہوا ہے وہ تمہیں لگ جائے'' کفر کا اندیشہ ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک عمر حقیقتاً گھٹتی بڑھتی نہیں البتہ عمر میں نیکیوں سے برکت اور گناہوں کی وجہ سے بے برکتی ہو جاتی ہے۔ (۲) اور یہ کہنا کہ ''مرحوم کی عمر گھٹ گئی اور تیری عمر بڑھ گئی'' یا ''مرحوم تو خود مر گیا اور روح تیرے حوالے کر گیا'' کلمہ کفر ہے کیونکہ اس طرح کی کفریہ باتیں آواگون اور تناسخ کے ماننے والے کرتے ہیں۔ (۳) کسی کی موت پر یوں کہنا کہ اسے خدا نے ''قبل از وقت'' یا ''بے وقت'' اٹھالیا کلمۂ کفر ہے۔ **تنبیہ:-** آج کل تعزیتی مجالس میں عموماً اس قسم کے الفاظ بولے جاتے ہیں جو نہ صرف حرام و ناجائز ہیں بلکہ ایمان سے محروم کر دینے والے بھی ہیں لہٰذا ان کا ترک اور توبہ و تجدید نکاح لازم ہے۔ (۴) تعزیت کرتے ہوئے ویسے ہی رسماً یہ کہنا کہ ''خدا جانتا ہے کہ مجھے اس مصیبت سے اتنا ہی صدمہ پہنچا جتنا تمہیں'' کلمہ کفر ہے اس لئے کہ جھوٹی بات پر خدا کو گواہ بنا رہا ہے۔ (۵) کسی عورت کا بچہ مر گیا تھا جس پر اس نے کہا: اے خدا تو نے اتنا ظلم کیا کہ میرا بچہ مر گیا اور کام بھی بگڑ گیا'' تو بعض فقہاء نے اسے کافر قرار دے دیا۔ (۶) کسی مصیبت زدہ شخص نے خدا تعالیٰ سے شکوہ کیا کہ: اے خدا تو نے میرا مال، میری اولاد اور سب کچھ لے لیا اب اور کیا لینا چاہتا ہے میرے پاس اب باقی بچا ہی کیا ہے'' یا اس جیسی دوسری گستاخانہ شکایتیں و باتیں کہیں تو وہ کافر ہو گیا۔ (۷) کسی شخص کی شدید بیماری نے طول پکڑا اور اس نے خدا تعالیٰ سے یوں کہا کہ ''اے خدا تیری مرضی چاہے مجھے اسلام پر اٹھالے اور چاہے تو کفر پر موت دے'' تو اس کلمہ کی بنا پر یہ شخص کافر

ہو گیا۔ **تنبیہ** :-آدمی کو ہر وقت خاتمہ بالخیر کی فکر اور دعا کرنی چاہئے اور ہر حال میں اللہ جل شانہ کے فیصلے پر راضی رہنا چاہئے۔ بے صبری اور جہالت میں اس قسم کی باتیں کہنا نہایت محرومی اور رحمتِ خداوندی سے مایوسی کی دلیل ہے جو نہایت خطرناک بات ہے۔

(۸) کسی آدمی کے فوت ہو جانے پر بطورِ شکایت یوں کہنا کہ "کیا خدا کو اسے ہی مارنا تھا؟" کلمہ کفر ہے۔ (۹) یا یوں کہنا کہ اتنی ساری مصروفیات، بال بچوں کی پریشانی اور بیماریوں کے باوجود بھی اگر خدا تعالیٰ نماز نہ پڑھنے پر مجھے عذاب دے گا تو یہ ظلم ہے۔" (۱۰) یا سخت غربت کی وجہ سے یہ کہنا کہ "اے خدا فلاں بندہ آپ کا اتنا مالدار ہے اور میں آپ کا بندہ اتنی تکلیف میں ہوں کیا یہی انصاف ہے؟" کفر ہے۔ (۱۱) کسی بیماری سے شفا پانے کے لئے غیر اللہ پر مکمل بھروسہ کرنا یا ان کی خوشنودی کو شفا کے لئے مؤثر سمجھنا شرک ہے شفا دینے والی ذات صرف اللہ جل شانہ کی ہے۔ لہٰذا فرمان خداوندی:

﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَکْشِفُ السُّوْءَ﴾ (القرآن)

نیز ارشاد رسول رحمت ﷺ ﴿لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ کَ﴾ (الحدیث) پر یقین رکھتے ہوئے صرف حق تعالیٰ جل شانہ سے ہی شفاء اور نظر رحمت کا طلب گار رہنا چاہئے اور اسی کی خوشنودی اور رضا کی فکر ہونی چاہئے۔) اللھم ارزقنا ذلک -آمین

---

(۱) ہندیہ، ص ۲۷۵، ج ۲، (۲) تاتر خانیہ، ص ۵۱۱، ج ۲، ہندیہ، ص ۲۷۵، ج ۲، (۳) مجمع الانہر، ص ۶۹۸، ج ۱ (۴) تاتر خانیہ، ص ۵۱۱، ج ۵، (۵) تاتر خانیہ، ص ۴۶۵، ج ۵، (۶ تا ۷) تاتارخانیہ، ص ۵۱۱، ج ۵، مجمع الانہر، ص ۶۹۷، ج ۱، قاضی خان علی الہندیہ، ص ۵۷۴، ج ۳، (۸) تاتر خانیہ، ص ۴۶۶، ج ۵، (۹ تا ۱۰) تاتر خانیہ، ص ۴۷۲، ج ۵، (۱۱) مستفاد از عمدۃ الفقہ، ص ۶۷ تا ۶۸، ج ۱

﴿وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۙ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ﴾ (الروم : ۳۱-۳۲)

''اور شرک کرنے والوں میں سے مت رہو جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بہت سے گروہ ہو گئے۔''

نواں باب

گمراہ اور غیر اسلامی فرقوں کے عقائد و احکام

قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کو ماننے والے خواہ وہ مرزائی یعنی احمدی ہوں یا لاہوری باتفاق امت مسلمہ مرتد اور خارج از اسلام ہیں جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مرزا قادیانی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا لہٰذا وہ بھی مرتد اور اس کے ماننے والے یا اسے مرتد و کافر نہ سمجھنے والے بھی مرتد ہیں۔ (۲) قربِ قیامت میں حضرت عیسی علیہ السلام کی تشریف آوری کے متعلق احادیث متواترہ منقول ہیں اور صاحب روح المعانی (علامہ آلوسی بغدادیؒ) ''جو علمائے متاخرین میں سے محققین کے اندر شمار ہوتے ہیں، نے نقل کیا ہے کہ علماء نے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے منکر کو کافر قرار دیا ہے اور ادھر صورتحال یہ ہے کہ قادیانی اور اس کے متبعین نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ میں تاویل و تحریف سے کام لیتے ہیں لہٰذا سب کے سب مرتد و کافر ہیں (۳) اس کے متبعین مرزائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کا مقدس مرتبہ و درجہ مرزا قادیانی کو دیا ہے جس کی بنا پر ان کو کافر قرار دینا واجب اور لازم ہے لہٰذا انہیں چاہئے کہ وہ اپنے باطل خیالات سے تائب ہو جائیں نہیں تو وہ برابر مرتد اور کافر ہی رہیں گے۔ (اکفار الملحدین، ص ۱۰-۱۱) (۴) قادیانی نے اپنی مختلف کتابوں (جیسے حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، اعجازِ احمدی، ازالۃ الاوھام، دافع البلاء، حاشیہ کشتی نوح اور حقیقۃ الوحی) میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نہایت بازاری اور غلیظ و گندی زبان استعمال کر کے ایسی شدید توہین کی ہے جس سے اہلِ ایمان کے قلوب مجروح اور جذبات انتہائی مشتعل ہو جاتے ہیں لہٰذا اس کے اور اس کے ماننے والوں کے کفر و ارتداد میں شک کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ (دیکھئے اکفار الملحدین: ۱۳۳-۱۳۸) (۵) قادیانی نے اپنی مشہور کتابوں (جیسے حقیقۃ الوحی، اربعین، انجام آتھم، تحفۂ گولڈویہ، فتاویٰ احمدیہ، حقیقۃ

النبوۃ، ازالۂ اوھام اور سیرۃ الابدال و براہین احمدیہ) میں ختم نبوت کا انکار اور اپنی طرف سے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی وہ اور اس کے متبعین، مرتد، زندیق اور خارج از اسلام ہیں (دیکھئے اکفار الملحدین ص: ۱۳۸-۱۴۵) (۶) اسی طرح اس نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی ہے۔ اپنے آپ کو ان پر فضیلت و فوقیت دی ہے اور اپنے لئے معجزات کا دعویٰ کیا ہے (جیسا کہ اس کی کتابوں [تتمہ حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ اور اعجاز احمدی] سے صاف ظاہر ہے) اور ایسی گستاخیوں کے بعد بھی اس کے مرتد و زندیق ہونے میں شک کرنا خود مرتد ہونے کے مترادف ہے۔ (اکفار الملحدین، ص: ۱۴۵-۱۴۷) (۷) پھر غضب یہ کہ مرزا قادیانی نے دعوائے نبوت پر ہی بس نہ کیا بلکہ مستقل نئی شریعت کا ڈھونگ بھی رچایا (جیسا کہ اس کی کتابیں اعجاز احمدی، اربعین اور حاشیہ تحفۂ گولڑویہ اس پر شاھد ہیں) کیا اس کے بعد بھی اس کے زندیق اور مرتد ہونے میں کوئی شک کر سکتا ہے؟ (اکفار الملحدین، ص ۱۴۷-۱۵۰) (۸) اور سب سے خطرناک بات اور کفر کی بڑی اہم وجہ یہ ہے کہ اس دشمن خدا نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ برابری، بلکہ آپ ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ دیکھئے اس کی کتابیں (ایک غلطی کا ازالہ، ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ، حقیقۃ الوحی، الاستفتاء، اعجاز احمدی، خطبۂ الھامیہ ملحقہ سیرۃ الابدال، اربعین اور دافع البلاء)

بطور نمونہ اس کی بکواس ملاحظہ کریں:

(۱) اور اس نام محمد اور احمد سے مسمیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ضمیمہ حقیقۃ النبوت، ص ۲۶۵)

(۲) تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۴۰ پر جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات کی تعیین تین ہزار لکھی ہے اور براہینِ احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ ۵۶ پر اپنے معجزات کی تعداد ۱۰ لاکھ بتائی ہے۔

(۳) ''اس کے لئے (مراد جناب رسول اللہ ﷺ ہیں) چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے

لئے (مرزا اپنے متعلق کہہ رہا ہے) چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا؟''
(اعجاز احمدی، ص ۷۱)

(۴) مرزا کہتا ہے کہ ''مجھ پر یہ وحی اتری'' ترجمہ ''آسمان سے تخت اترے لیکن تیرا تخت سب تختوں کے اوپر رکھا گیا ہے۔'' (ضمیمہ حقیقۃ الوحی، ص ۸۳)

(۵) ''میں نے آپ (حضور ﷺ) سے بیعت کی ہے اور مجھ سے میرے رب نے بیعت کی ہے۔ (دافع البلاء، ص ۶) (دیکھئے اکفار الملحدین، ص ۱۵۰-۱۵۷)

اللہ تعالیٰ اس کے متبعین کو ہدایت دے اور ان کے شر سے امتِ مسلمہ کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

دین دار انجمن

دین دار انجمن کے حالات و عقائد پروفیسر الیاس برنی مرحوم نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''قادیانی مذہب'' میں ذکر کئے ہیں اور جناب مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی نے اس فرقہ کے عقائد پر مستقل رسالہ ''بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا'' کے نام سے لکھا ہے۔

یہ جماعت قادیانیوں کی ایک شاخ ہے۔ اور اس جماعت کا بانی بابو صدیق دین دار ''چن بسویشور'' خود بھی نبوت بلکہ خدائی کا مدعی تھا، بہر حال یہ جماعت مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ ان سے مسلمانوں کا سا معاملہ جائز نہیں۔ ان کا جنازہ نہ پڑھا جائے نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ ان مرتدین کا جو مردہ مسلمان کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا ہے اس کو اکھاڑنا ضروری ہے۔ (آپ کے مسائل، ص ۲۶۳، ج ۱)

بہائی مذہب

ہندستان میں بہائیوں نے اپنے دین و عبادت گاہوں کے تعارف میں جو مختصر کتابچہ شائع کیا ہے اس میں بہائی مذہب کا تعارف کراتے ہوئے تحریر کیا گیا ہے کہ:

''بہائی مذہب ایک مستقل عالم گیر مذہب ہے۔ جس کا ظہور ۱۸۴۴ء میں ہوا۔ بہاء اللہ

نے دین کا ایک نیا دور شروع کیا جو ایک عالم گیر دین ہے۔ بہاء اللہ کی پیدائش ایک معزز اور ممتاز وزیر کے گھر میں ۱۲ر نومبر ۱۸۱۷ء میں ایران میں ہوئی۔ آپ نے اپنی ثروت اور خوش حالی کی زندگی کو چھوڑ کر دین کا اعلان کیا کہ خدا ایک ہے، مذہبی سچائی مطلق نہیں بلکہ مترقی ہے یعنی دین تمام زمانوں کے لئے مکمل نہیں ہوتا بلکہ ہر دور میں جب ایک مظہر الٰہی کا ظہور ہوتا ہے، دین اس کے امر کے مطابق اور اس دور کی ضروریات کے مطابق ترقی کرتا ہے۔

آپ کو خدا کی طرف سے پہلی بار ۱۸۵۳ء میں خدا کی تجلی ظہور کا علم ہوا۔ اس کے بعد آپ کو بغداد جلاوطن کر دیا گیا۔ جہاں آپ نے دس سال بعد اپنے من یظھر اللہ ہونے کا اعلان کیا۔ جس کی پیشین گوئیاں تمام ادیان عالم میں کی گئی ہیں۔۔۔۔ بہائی مذہب خدا اور اس کے پیغمبروں کی یک جہتی کو مانتا ہے اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ مذہب کا بنیادی اصول اشرف المخلوقات سے محبت کرنا اور سماج میں برابری پیدا کرنا ہے'' نوٹ: درج بالا اقتباس بہائیوں کے طبع شدہ لٹریچر سے لیا گیا ہے۔

بہائی مذہب کے دیگر عقائد کچھ اس طرح ہیں:

۱- کعبۃ اللہ سے منحرف ہیں، ان کا کعبہ اسرائیل ہے جو بہاء اللہ کی آخری آرام گاہ ہے۔

۲- قرآن پاک سے منحرف ہیں اور بہاء اللہ کی تصنیف کردہ کتاب اقدس کو مذہبی کتاب مانتے ہیں۔

۳- ان کے یہاں وحی نازل ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی۔

۴- جہاد اور جزیہ ناجائز اور حرام ہے۔

۵- پردہ ناجائز ہے اور مرد و زن کے آزادانہ باہمی میل جول کو بنظر تحسین دیکھا جاتا اور اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

۶- بینکاری سود جائز ہے۔

اور یہ فرقہ

۷۔ ختم نبوت وختم رسالت کا منکر ہے۔

لہٰذا بہائی مذہب کے جو عقائد اوپر درج کئے گئے ہیں ان کی روشنی میں اس فرقے کے ملحد و بے دین ہونے میں کسی شک و شبہہ کی گنجائش نہیں رہتی اس لئے کسی مسلمان کے لئے ان کا مذہب اختیار کرنا جائز نہیں، کیوں کہ بہائی مذہب اختیار کرنے کے بعد کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ (ملخصاً از تعارفی کتابچہ بہائی مذہب وآپ کے مسائل، ص:۱۸۴-۱۸۵، ج:۱)

فرقہ مہدویہ

فرقہ مہدویہ سید محمد جون پوری کو مہدیٔ موعود سمجھتا ہے، جس طرح کہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی سمجھتے ہیں۔ سید محمد جون پوری کا انتقال افغانستان میں غالباً ۹۱۰ھ میں ہوا تھا۔

فرقہ مہدویہ کی تردید میں شیخ علی متقیؒ شیخ محمد طاہر پٹنیؒ اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے رسائل لکھے تھے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دیگر جھوٹے مدعیوں کے ماننے والے فرقے ہیں اور ان کے عقائد ونظریات اسلام سے ہٹے ہوئے ہیں اسی طرح یہ فرقہ بھی غیر مسلم ہے۔ (آپ کے مسائل، ص۱۹۲، ج۱)

ذکری فرقہ

ذکری فرقہ اپنے اصول وفروع کے اعتبار سے مسلمان نہیں ہے بلکہ اس فرقے کا حکم قادیانیوں، بہائیوں اور مہدویوں کی طرح ہے جو لوگ ذکریوں، کو مسلمان تصور کرتے ہوئے ان میں شامل ہیں ان کو توبہ کرنی چاہئے اور اس فرقہ باطلہ سے برأت ظاہر کرنی چاہیے۔ (آپ کے مسائل، ص:۱۸۶، ج:۱)

امامیہ اور اثنا عشری فرقہ (روافض)

''شیعہ مذہب نے آں حضرت ﷺ کی وفات کے پہلے دن سے امت کا تعلق اس کے مقدس نبی ﷺ سے کاٹ دینا چاہا۔ اس نے اسلام کی ساری بنیادوں کو اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی اور اسلام کے بالمقابل ایک نیا دین تصنیف کر ڈالا، شیعہ مذہب اسلام کے کلمہ پر راضی نہیں بلکہ اس میں '' عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ خَلِیْفَتُہٗ بِلا فَصْلٍ '' کی پیوند کاری کرتا ہے۔ جب اسلام کا کلمہ اور قرآن بھی شیعوں کے لئے لائق تسلیم نہ ہو تو کس چیز کی کسر باقی رہ جاتی ہے۔ اور یہ ساری نحوست ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض و عداوت کی، جس سے ہر مومن کو اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔ ان کے اہم عقائد میں سے کچھ خلافِ اسلام عقیدے درجِ ذیل ہیں:

(۱) قرآن کریم کو تحریف شدہ سمجھتے ہیں۔ (۲) تمام اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو کافر و مرتد یا ان کے حلقہ بگوش سمجھتے ہیں۔ (۳) بارہ اماموں کا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھ کر سمجھتے ہیں (جو سراسر ختم نبوت کا انکار ہے)۔ (۴) شیعوں کا ایک اہم عقیدہ **تقیہ** بھی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے عقائد کو چھپایا جائے اور عقائد و اعمال میں بظاہر اہل سنت کی موافقت کی جائے۔ چنانچہ حضرت علیؓ ۳۰ برس تک اہل سنت کے دین پر عمل کرتے رہے اور انہوں نے شیعہ دین کے کسی مسئلہ پر بھی کبھی عمل نہیں فرمایا، یہی حال ان باقی حضرات کا رہا جن کو شیعہ ائمہ معصومین مانتے ہیں تقیہ کی ایجاد کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ شیعوں پر یہ بھاری الزام تھا کہ اگر حضرت علیؓ اور ان کے بعد کے وہ حضرات جن کو شیعہ ائمہ معصومین کہتے ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین) ان کے عقائد وہی تھے جو شیعہ پیش کرتے تھے تو یہ حضرات مسلمانوں کے ساتھ شیر و شکر کیوں رہے؟ اور سوادِ اعظم اہل سنت کے عقائد و اعمال کی موافقت کیوں کرتے رہے؟ شیعوں نے اس الزام کو اپنے سر سے اتارنے کے لئے تقیہ، اور کتمان، کا

نظریہ ایجاد کیا۔ مطلب یہ کہ یہ حضرات اگرچہ ظاہر میں سواد اعظم (صحابہؓ و تابعینؒ اور تبع تابعینؒ) کے ساتھ تھے لیکن یہ سب کچھ (تقیہ) کے طور پر تھا، ورنہ در پردہ ان کے عقائد عام مسلمانوں کے نہیں تھے، بلکہ وہ شیعی عقائد رکھتے تھے اور خفیہ خفیہ ان کی تعلیم بھی دیتے تھے، مگر اہل سنت کے خوف سے وہ ان عقائد کا برملا اظہار نہیں کرتے تھے ظاہر میں ان کی نمازیں خلفائے راشدینؓ (اور بعد کے ائمہؒ) کی اقتدا میں ہوتی تھیں، لیکن تنہائی میں جا کر ان پر **تبرّا** بولتے تھے، ان پر لعنت کرتے تھے، اور ان کو ظالم و غاصب اور کافر و مرتد کہتے تھے، پس کافروں اور مرتدوں کے پیچھے نماز پڑھنا بر بنائے ''تقیہ'' تھا۔ جس پر یہ اکابر اباً عن جدٍ (باپ دادا سے) عمل پیرا تھے۔

یہ ہے شیعہ کے ''تقیہ'' اور ''کتمان'' کا خلاصہ۔ ہم اس طرز عمل کو نفاق سمجھتے ہیں جس کا نام شیعہ نے تقیہ رکھ چھوڑا ہے ہم ان اکابر کو ''تقیہ'' کی تہمت سے بری سمجھتے ہیں اور ہمیں فخر ہے کہ ان اکابر کی پوری زندگی اہل سنت کے مطابق تھی وہ اسی کے داعی بھی تھے۔ شیعہ مذہب پر ان اکابر نے ایک دن بھی عمل نہیں کیا۔ (ملخصاً از آپ کے مسائل، ص: ۱۸۸-۱۹۰، ج: ۱)

روافض کے متعلق حتمی تحقیق اور مختصر و جامع کلام

مختصر اور جامع کلام روافض کے متعلق یہ ہے کہ بلحاظ احکام روافض کی تین صورتیں ہیں:

اوّل: یہ کہ ان میں سے کسی شخص یا فرقہ کے متعلق یقینی طور سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہے، اگرچہ انکار میں تاویل بھی کرتا ہو وہ بالاتفاق کافر و مرتد ہے اس کے ساتھ کسی قسم کا اسلامی معاملہ رکھنا جائز نہیں۔

دوم: یہ کہ کسی شخص یا فرقہ کے متعلق یقینی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر نہیں، مگر جمہورِ امت کے خلاف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو افضل

الصحابہ اور اول خلیفہ سمجھتا ہے تو وہ شخص فاسق اور گمراہ ہے مگر کافر اور مرتد نہیں، اس کے ساتھ وہ اسلامی معاملات جائز ہیں جو کسی فاسق اور گمراہ کے ساتھ کیے جاتے ہیں۔

سوم: یقینی طور پر کسی امر کا ثبوت نہ ملے یعنی نہ اس کا یقین ہے کہ وہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر ہے اور نہ اس کا کہ منکر نہیں، بلکہ مشتبہ حالت ہے۔ خواہ اشتباہ اس وجہ سے ہو کہ اس فرقہ کے اقوال وعقائد ہی مشتبہ ہیں یا اس وجہ سے کہ اس شخص کے متعلق یہ یقین نہیں کہ اس کا تعلق باعتبارِ مذہب اور عقائد کے کس فرقہ سے ہے، ایسے لوگوں کے متعلق شرعی فیصلہ بھی دشوار ہے اس میں سب سے زیادہ اسلم اور احوط (سلامتی اور احتیاط کا) طریقہ یہ ہے کہ ایسے شخص کے بارے میں نہ کفر کا حکم کیا جائے اور نہ اسلام کا۔

(جامع الفتاویٰ، ص:۱۰۰، ج:۱، از جواہر الفقہ، ص:۶۹، ج:۱)

منکرین قرآن

''قرآن مجید'' کے انکار اور اسے نہ ماننے کی چند صورتیں ہیں''

(۱) زبان سے بالکل صاف طور پر کوئی یہ کہے کہ ''میں قرآن کو نہیں مانتا یہ تو وہ کافر ہے جس کا کفر اس کو بھی تسلیم ہے۔'' (۲) کسی کا یہ کہنا کہ ''میں قرآن کو مانتا ہوں مگر یہ موجودہ قرآن اصلی قرآن نہیں ہے، اصلی قرآن تو امام غائب کے پاس ہے اور یہ موجودہ قرآن تو ''بیاض عثمانی'' ہے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں ہو سکتا کیوں کہ یہ ایک فرضی قرآن پر ایمان رکھتا ہے اور واقعی قرآن کا صراحتاً انکار کرتا ہے۔ (۳) تیسرا وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ میں قرآن کو مانتا ہوں اور یہ مانتا ہوں کہ یہ وہی قرآن ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا لیکن وہ اس کے ایسے معانی بیان کرتا ہے جس کے متعلق قطعی طور پر معلوم ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی مراد نہیں ہیں تو چونکہ ہر کلام سے مقصود اس کے معانی ہی ہوتے ہیں اور یہ شخص ان معانی کو تسلیم نہیں کرتا جو قطعی طور پر خدا تعالیٰ کی مراد ہیں اس لئے وہ بھی قرآن کا منکر اور کافر ہے مثلاً قرآن مجید میں محمد رسول اللہ ﷺ آیا ہے ایک شخص جس کا نام محمد ہے دعویٰ کرتا ہے کہ اس

میں میری رسالت کی پیشین گوئی کی گئی ہے تو چوں کہ یہ بات بداہتہً اور بلا کسی شبہہ کے معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کی مراد ''محمد'' سے محمدؐ بن عبداللہ (عربی، مکی، مدنی) ہیں نہ کہ یہ مدعی، اس لئے کہا جائے گا کہ یہ مدعی کاذب، قرآن کا منکر اور بلا شبہہ کافر ہے۔ (۴) چوتھا وہ شخص ہے جو قرآن کے الفاظ کو بھی مانتا ہے اور اس کے معانی کو بھی مانتا ہے مگر اس کی غرض بدل دیتا ہے جیسے وہ لوگ جو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تمام ارکان واحکام اور تعلیماتِ اسلامیہ کی غرض وغایت محض تکمیلِ دنیا یعنی غلامی سے آزادی حاصل کرنا اور دنیا میں ایک عالم گیر برادری بنانا اور اس کے ذریعہ سے ایک عالی شان حکومت قائم کرنا اور دنیا میں عزت اور شان وشوکت کے ساتھ زندگی بسر کرنا بتلاتے ہیں حالانکہ یہ امر بداہتہً معلوم ہے۔ جس میں ذرا سے بھی شک وشبہہ کی گنجائش نہیں ہوسکتی کہ تمام تعلیماتِ اسلامیہ کا حاصل حق تعالیٰ کی رضا جوئی اور توجہ الی الآخرۃ ہے حتیٰ کہ خود حکومتِ اسلامیہ کا مقصد بھی یہی رضا جوئیِ حق ہے نہ کہ خدا اور رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر دنیا میں منہمک ہونا، لہٰذا جو شخص خدا تعالیٰ کی اس غرض کو بدلتا ہے وہ اس کی واقعی غرض کا انکار کرتا ہے اور چونکہ یہ غرض قطعی ہے۔ جس کے انکار کی گنجائش ہرگز نہیں ہے اس لئے ایسا شخص بھی منکرِ قرآن اور کافر ہے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک شخص کسی بادشاہ کی فوج میں ملازمت کرتا ہے اور بادشاہ کے تمام احکام کی تعمیل کرتا ہے اور فنونِ سپہ گری بھی بڑے شوق سے سیکھتا ہے لیکن وہ اس کا مقصد بجائے بادشاہ کی مدد کے باغیوں کی مدد قرار دیتا ہے اور یہی خیالات اس کی فوج میں پھیلاتا ہے تو اگرچہ بظاہر دوسرے احکام کی تعمیل کی وجہ سے یہ شخص وفادار سمجھا جاتا ہو لیکن حقیقت میں وہ بادشاہ کا مقصد وغرض بدل دینے کی وجہ سے اس کا سخت باغی سمجھا جائے گا۔ (۵) جو ان مذکورہ چار صورتوں کے علاوہ کسی اور صورت سے خدا تعالیٰ کے قانون کی تکذیب کرکے اسے غلط ٹھہراتا ہے جیسے قانون خداوندی کا تمسخر کرنا اور مذاق اڑانا، یا جبر وزبردستی سے لوگوں کو قانونِ خداوندی سے روکنا اور اس کی کوشش کرنا کہ خدا کا قانون دنیا میں یا کم از کم اس کے زیر اثر حلقے میں رائج نہ ہونے پائے، ایسا شخص ﴿يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَيَبْغُونَهَا

عِوَجًا ﴾ کا مصداق اور انہیں کے زمرہ میں داخل ہے اور خدا اور رسول ﷺ سے اعلانیہ جنگ کرنے والا ہے اس لئے یہ بھی کافر ہے۔

الغرض یہ سب صورتیں قرآن کے انکار کی ہیں اور ان میں سے کسی بھی صورت کے اختیار کرنے والے کو قرآن کا ماننے والا نہیں کہا جا سکتا۔ (حجیتِ قرآن اور ایمان بالقرآن کا تقاضا، ص: ۷-۸)

منکرین حدیث

فرقہ منکرینِ حدیث (اہل القرآن) جو احادیث کا انکار کرتے ہیں اور نماز کی تضحیک کرتے ہیں، پنج وقتہ نمازوں کا انکار کرتے ہیں اور **بخاری و مسلم** کی احادیث نقل کر کے نہایت گھناؤنے انداز میں ان کا مذاق اڑاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں، ان کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں انہیں دفنانا، یا ان سے شادی بیاہ وغیرہ کسی قسم کے تعلقات رکھنا درست نہیں۔ (جامع الفتاویٰ، ص ۳۲۶-۳۲۷، ج ۱)

مختلف فرقے کیوں اور کس طرح وجود میں آتے ہیں؟

جہاں تک مختلف فرقوں کے وجود میں آنے کا تعلق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ نئے نئے نظریات پیش کرتے ہیں اور ان کے ماننے والوں کا ایک حلقہ بن جاتا ہے اس طرح فرقہ بندی وجود میں آجاتی ہے۔ اگر سب لوگ آنحضرت ﷺ کی سنت پر قائم رہتے اور صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دینؒ کے نقشِ قدم پر چلتے تو کوئی فرقہ وجود میں نہ آتا۔ (آپ کے مسائل، ص ۱۹۲، ج ۱) لہٰذا مختلف فرقوں کی اس بھرمار میں ہمیں کتاب و سنت اور صحابہؓ و بزرگانِ دینؒ کے راستہ پر چلنا چاہئے اور جو شخص یا گروہ اس راستے سے ہٹ جائے ہمیں ان کی پیروی نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام امتِ مسلمہ کو راہِ سنت اور صراطِ مستقیم پر استقامت کی توفیق بخشے۔ (آمین)

﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ. الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَه‘

اُولٰئِکَ الَّذِيْنَ هَدٰاهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰئِکَ هُمْ اُولُو الْاَلْبَاب.﴾ (الزمر ۱۷-۱۸)

’’سو آپ میرے ان بندوں کو خوش خبری سنا دیجئے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔ یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی ---اور یہی ہیں جو اہلِ عقل ہیں۔‘‘

خاتمہ

قرآن وسنت کی روشنی میں ایمان کی حفاظت، استقامت اور حسن خاتمہ کے لئے چند مفید، مجرب اور آسان نسخے

(۱) زبان کی حفاظت

صرف ایک کلمہ باعثِ رفع درجات، اور باعثِ دخولِ نار ہو جاتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ بندہ کبھی اللہ کی رضامندی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے کہ جس کی طرف اسے دھیان بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے بہت سے درجات بلند فرما دیتا ہے اور بلاشبہ بندہ کبھی اللہ کی نافرمانی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ گذرتا ہے کہ اس کی طرف اس کو دھیان بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے دوزخ میں گرتا چلا جاتا ہے۔ (مشکوۃ،ص:۴۱۱،از بخاری)

اعضا انسانی میں زبان کی حیثیت

انسان کے اعضا میں زبان ایک ایسا عضو ہے جو ہے تو چھوٹا لیکن بہ نسبت دوسرے اعضا کے اس کو خاص قسم کی اہمیت حاصل ہے گو عضو چھوٹا سا ہے لیکن اس کے کرشمے بڑے بڑے ہیں اس کی خوبیاں بھی بہت ہیں اور خرابیاں بھی بہت ہیں۔ اس کی وجہ سے آخرت کے بڑے بڑے درجات بھی نصیب ہوتے ہیں کیوں کہ اس سے بڑی بڑی نیکیاں صادر ہوتی ہیں اور دوسرے اعضا جو نیک کام کرتے ہیں عموماً ان میں بھی زبان کی معاونت اور شرکت ہوتی ہے۔ اور دوسرا رخ یہ ہے کہ زبان سے بہت سے گناہ ہوتے ہیں اور دوسرے اعضا کے گناہوں میں بھی اس کی معاونت اور شرکت ہوتی ہے۔ کفر اور شرک کے کلمات زبان ہی سے نکلتے ہیں جھوٹی قسم اسی سے کھائی جاتی ہے۔ جھوٹی گواہی اسی کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ غیبت، بہتان، چغلی، کسی کا مذاق بنانا، کافروں و فاسقوں کی تعریف کرنا، تہمت لگانا اور اسی طرح کے بڑے بڑے گناہ اسی سے صادر ہوتے ہیں، بعض مرتبہ منہ سے بات نکل جاتی ہے جس کی طرف دھیان بھی نہیں جاتا اور اس کی وجہ سے انسان دوزخ میں گرتا

چلا جاتا ہے حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو مجھ پر سب سے زیادہ کس چیز کا خوف ہے؟ آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا کہ سب سے زیادہ اس کا خوف ہے۔ (ترمذی)

زبان کو قید میں رکھنے کی ضرورت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جتنا زبان کو قابو میں رکھنے کی ضرورت ہے کسی دوسری چیز کو اس قدر مقید رکھنا کوئی ضروری نہیں (کیوں کہ زبان کی آفات بہت زیادہ ہیں) انسان کے سر گناہوں کے بوجھ بندھوانے میں زبان سب اعضا سے بڑھ کر ہے۔ گناہوں سے بچانا سب اعضا کو ضروری ہے لیکن زبان کی دیکھ بھال اور اس پر قابو پانا سب سے زیادہ اہم ہے۔ حضرت یونس ابن عبیدؒ نے فرمایا کہ جو شخص زبان کو غور کر کے استعمال کرتا ہے میں اس کے اعمال اچھے دیکھتا ہوں۔ اور ایک بزرگ نے فرمایا کہ اپنی بات کو مال کی طرح محفوظ رکھو اور جب خرچ کرنا چاہو تو خوب دیکھ بھال کر اور خوب سوچ سمجھ کر خرچ کرو۔

(زبان کی حفاظت، ص:۱۵)

انسان اپنے قدم سے اتنا نہیں پھسلتا جتنا اپنی زبان سے پھسلتا ہے

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ بندہ کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے اور صرف اس لئے کہتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اس کلمہ کی وجہ سے ایسی (ہلاکت والی) گہرائی میں گرتا چلا جاتا ہے جس کا فاصلہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ (پھر فرمایا کہ) بلاشبہ انسان اپنی زبان سے اتنا زیادہ پھسل جاتا ہے جتنا اپنے قدم سے (بھی) نہیں پھسلتا۔ (مشکوۃ المصابیح، ص:۴۱۳، از بیہقی) (۲) حضرت سہل ابن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ جو شخص مجھے اپنے جبڑوں کے درمیان کی چیز (یعنی زبان) اور اپنی رانوں کے درمیان کی چیز یعنی شرم گاہ کو محفوظ رکھنے کی ضمانت دے دے میں اسے جنت (کے داخلہ) کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری) معلوم ہوا کہ دوزخ میں لے جانے میں زبان اور شرم گاہ کو زیادہ دخل ہے اور ان دونوں کی حفاظت جنت کے داخلہ کا بہت بڑا سبب ہے۔

بے کار باتوں سے پرہیز سبب کامیابی ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ. وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ.﴾

”بالتحقیق ان مسلمانوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور لغو باتوں سے برکنار رہتے ہیں۔“ (المومنون، آیت: ۱-۳)

غور فرمائیں قرآن مجید میں کامیاب ہونے والوں کی صفات میں لغو سے اعراض کرنا اور دور رہنا بھی شمار فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی زندگی کو کام میں لگاتے ہیں۔ بے مقصد زندگی نہیں گزارتے فضول اور بے کار مشغلوں میں وقت ضائع نہیں کرتے اگر کوئی دوسرا شخص لغو اور نکمی بات کرے تو اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے ہیں اور اعراض کئے چلے جاتے ہیں۔ ان کو اپنی مؤمنانہ زندگی میں اس کی فرصت ہی نہیں کہ بے فائدہ کاموں میں اور خواہ مخواہ کی باتوں میں مشغول ہوں۔ جسے اپنے محبوب حقیقی کی یاد سے فرصت نہ ہو وہ فضولیات کی طرف کیسے متوجہ ہوسکتا ہے۔ (زبان کی حفاظت، ص: ۱۲-۱۳، ۱۵-۱۶، ۱۹)

مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ

ہر صاحب ایمان کو نہایت ہوشیاری سے اپنی زبان کی نگرانی کرنا لازم ہے اور بجائے

فضول گوئی اور بکواس کے ذکر اللہ، تلاوت قرآن مجید اور تسبیحات وغیرہ میں مشغول رہنا ہی مؤمن کی شان ہے لہٰذا سنت پر عمل کرتے ہوئے زیادہ تر تو خاموش رہنا ہی بہتر ہے اور اس خاموشی میں بھی آخرت کا فکر، دین کی ترویج واشاعت کے لئے عزم اور امت مسلمہ کی زبوں حالی پر کڑھن اور بے چینی واضطراب اعصاب پر سوار رہنا چاہئے لیکن اگر ضرورت پڑے تو صرف بقدر ضرورت گفتگو کی جائے اور وہ بھی نہایت غور وفکر اور خوف خدا کے ساتھ تاکہ یہ زبان کہیں ہمیں جہنم میں نہ گرادے اور ہم غفلت میں ہی پڑے رہیں کیوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ ''انسان بعض مرتبہ اپنی زبان سے اتنا زیادہ پھسل جاتا ہے، جتنا کہ اپنے قدم سے بھی نہیں پھسلتا'' وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر قدم پھسل جائے تو تھوڑی بہت چوٹ لگ جاتی ہے جو دو چار دن میں اچھی ہو جاتی ہے اور اگر زبان لغزش کھا جائے تو اس سے دنیا و آخرت کی تباہی ہو جاتی ہے اگر کفر وشرک کا کلمہ کہہ دیا تو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں گیا۔ اور اگر یہاں کی وہاں لگا دی تو دو خاندانوں میں لڑائی کرادی۔ ظاہر ہے کہ زبان نے ذرا سی حرکت کی اور اتنی بڑی بڑی مصیبتیں اس کے حق میں اور دوسروں کے حق میں کھڑی ہو گئیں۔ اسی لئے زبان کو سختی سے محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کی حفاظت کی توفیق بخشے اور اس کی آفتوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

(۲) بدنظری سے حفاظت

بدنظری سے حفاظت پر حلاوتِ ایمان عطا ہونے کا وعدہ ہے اور حلاوتِ ایمان جب دل کو ایک مرتبہ عطا ہو جائے گی پھر کبھی واپس نہ لی جائے گی پس حُسنِ خاتمہ کی بشارت اس عمل پر بھی ہے۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''تحقیق نظر ابلیس کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے جس بندے نے میرے خوف سے اپنی نظر کو (نامحرم لڑکی سے یا

حسین لڑکے سے) محفوظ رکھا اس کو ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی حلاوت وہ قلب میں محسوس کرے گا۔

(۳) مسواک کرنا

علامہ شامی ابن عابدینؒ ج:ا ص:۸۴ پر رقم طراز ہیں کہ حضورﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''مسواک والے وضو سے جو نماز ادا کی جائے گی اس کا ثواب ستر گنا ان نمازوں سے افضل ہوگا جو بغیر مسواک والے وضو سے پڑھی جائے گی'' (اس کے بعد دوسری جگہ فرماتے ہیں):

﴿و من منافعه تذكير الشهادة عند الموت رزقنا الله تعالىٰ بمنه و كرمه﴾

(شامی، ص:۲۱۵، ج:۱)

''اور مسواک کی سنت کے منافع (فائدوں) میں سے موت کے وقت کلمہ شہادت یاد آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائیں اپنے احسان وکرم سے۔'' (آمین)

(۴) اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا اوران سے محبت کرنا صرف اللہ کے لئے

بخاری شریف کی دو روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس عملِ مذکور سے حُسنِ خاتمہ کا فیصلہ مقدر ہو جاتا ہے۔

روایت (ا): اہل ذکر یعنی صالحین اور اہل اللہ کی شان میں حدیث وارد ہے کہ ''ایک شخص مجلسِ ذکر میں صالحین اور اہل اللہ کے مجمع میں کسی حاجت کے لئے جاتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے ان ذاکرین کی مغفرت کا اعلان فرمایا تو ایک فرشتے نے کہا'' مگر فلاں شخص تو کسی ضرورت سے آیا تھا اور ان میں بیٹھ گیا اور وہ خطا کار بھی ہے۔'' ارشاد ہوا کہ ''هُمُ الْقَوْمُ لَایَشْقیٰ بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ '' یہ ایسے مقبولان حق ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا محروم اور شقی نہیں رہ سکتا۔'' وَ لَهُ، قَدْ غَفَرْتُ '' میں نے اس کو

بھی بخش دیا۔

روایت (۲): بخاری و مسلم میں ہے کہ تین خصائل جس میں ہوں گے وہ ان کی برکت سے ایمان کی حلاوت پائے گا۔ (۱) جس کے قلب میں اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ تمام کائنات سے محبوب ہوں۔ (۲) جو بندہ سے محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے۔ (۳) اور جو ایمان عطا ہونے کے بعد کفر میں جانا اتنا ناگوار سمجھے جیسا کہ آگ میں جانا۔ **لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ والی محبت کی پانچ شرطیں ہیں**: (۱) یہ محبت غرض سے نہ ہو۔ (۲) معاوضہ مطلوب نہ ہو۔ (۳) سامانِ دنیوی مطلوب نہ ہو۔ (۴) دنیوی لطف مطلوب نہ ہو۔ (۵) بشری تقاضے سے پاک ہو۔ (مرقات، ج:۱ص:۷۵)

(۵) ایمانِ موجودہ پر شکر کرنا

یعنی ہر روز موجودہ ایمان پر شکر ادا کرنا اور وعدہ ہے کہ: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ (سورہ ابراہیم، پ:۱۳)۔ اگر تم شکر کرو گے تو ہم اپنی نعمتوں میں ضرور اضافہ کردیں گے پس ایمان پر شکر ایمان کی بقا بلکہ ترقی کا ذریعہ ہے۔

(۶) اذان کے بعد کی دعا

جس کو دعائے وسیلہ بھی کہتے ہیں۔ اذان کے کلمات کا جواب دے دیجئے پھر جب اذان ختم ہو آپ درود شریف پڑھ کر دعائے وسیلہ پڑھیئے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِىْ وَ عَدْتَّه' (بخاری) **اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ**۔ یہ آخری جملہ مسند امام بیہقی میں ہے۔ اس دعا پر وعدہ ہے کہ "**حَلَّتْ لَه' شَفَاعَتِي**"۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، جو اس دعا کو پڑھ لے

گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی اور جب اس دعا پر حضور ﷺ کی شفاعت واجب ہوگی تو ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں: "فَفِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ" اس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت موجود ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ کیوں کہ شفاعت حضور ﷺ کی کافر کو نہیں مل سکتی۔ (مرقاۃ، ج:۲، ص:۱۶۳، باب الاذان)

(۷) غم سے نجات اور استقامت کے لئے اہم دعا

اس دعا کا معمول بنالیں جو حدیث پاک میں ہے۔ استقامت اور حسن خاتمہ کے لئے کثرت سے پڑھتے رہیں:

﴿یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ﴾ (مشکوٰۃ، ص:۲۱۶)

"اے زندہ حقیقی کہ جس کی برکت سے تمام کائنات کی حیات قائم ہے اور ہر ذرّہ کائنات کا بقا جس کے فیض پر منحصر ہے۔ آپ کی رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔"

(۸) شرک خفی سے نجات دلانے والی دعا

حضرت صدّیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: شرک میری امت میں کالے پتھر پر چیونٹی کی رفتار سے زیادہ پوشیدہ ہے۔ (کنز العمال، ج:۲، ص:۸۱۶) یہ سن کر حضرت صدّیق اکبرؓ گھبرا گئے اور عرض کیا: "فَکَیْفَ النَّجَاةُ وَالْمَخْرَجُ مِنْ ذٰلِکَ" اس سے نجات اور نکلنے کا کیا راستہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسی دعا نہ بتلادوں کہ جب تو اسے پڑھ لے تو "بَرِئْتَ مِنْ قَلِیْلِهٖ وَ کَثِیْرِهٖ وَ صَغِیْرِهٖ وَ کَبِیْرِهٖ" تو قلیل شرک سے اور کثیر شرک سے اور چھوٹے شرک اور بڑے شرک سے نجات پا جائے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ ضرور بتایئے اے اللہ کے رسول ﷺ! حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یوں دعا مانگا کرو:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَ اَنَا اَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ﴾ (کنز العمال، ص:۸۱۶، ج:۲)

''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ تیرے ساتھ شریک کروں، اور اس کو میں جانتا ہوں اور تجھ سے معافی چاہتا ہوں کہ میں نہ جانتا ہوں۔''

فائدہ: اس دعا کو معمول بنانے والوں کے لئے شرک سے نجات کی ضمانت ہے اور اخلاص کی دولت سے مالا مال ہونے کی بشارت ہے۔

(۹) استقامت اور خاتمہ بالخیر کے لئے قرآنی نسخہ

ہر فرض نماز کے بعد آہ وزاری سے یہ دعا پڑھنا:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (پ: ۳، آل عمران)

ترجمہ وتفسیر از بیان القرآن

''اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو کج (ٹیڑھا) نہ کیجئے بعد اس کے کہ آپ ہم کو حق کی طرف ہدایت کر چکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمتِ خاصہ عطا فرما دیجئے (اور وہ رحمت یہ ہے کہ راہ مستقیم پر ہم قائم رہیں)۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے استقامت اور حسنِ خاتمہ کی درخواست کا بندوں کے لئے سرکاری مضمون نازل فرمایا ہے اور جب شاہ خود درخواست کا مضمون عطا فرمائے تو اس کی قبولیت یقینی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس دعا کی برکت سے استقامت اور حسن خاتمہ ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور عطا ہوگا۔ (راہِ سکون، متفرق صفحات از ۱۶ تا ۳۴)

(۱۰) ایمان کی حفاظت اور حُسنِ خاتمہ کے لئے چند مسنون دعائیں

اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ (حصن حصین از مسلم ونسائی)
"اے اللہ! پھیرنے والے دلوں کے پھیر (دے) ہمارے دل اپنی طاعت کی طرف۔" (مناجات مقبول سراجی، ص:۲۲) (۲) اَللّٰھُمَّ اھْدِنِی وَ سَدِّدْنِی (حصن حصین از مسلم) "یا اللہ! مجھ کو ہدایت کر اور مجھ کو استوار رکھ۔" (مناجات مقبول سراجی، ص:۲۳) (۳) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَ اَسْئَلُکَ عَزِیْمَۃَ الرُّشْدِ وَ اَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَ حُسْنَ عِبَادَتِکَ (حصن حصین از ترمذی، حاکم، ابن حبان) "یا اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے ثابت قدمی امرِ دین میں اور مانگتا ہوں میں تجھ سے اعلیٰ درجہ کی صلاحیت اور مانگتا ہوں تجھ سے تیری نعمت کا شکر اور تیری عبادت کی خوبی۔" (مناجات، مقبول سراجی، ص:۲۶) (۴) یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ (حصن حصین از ترمذی، نسائی، حاکم، احمد وابویعلیٰ) "اے پلٹنے والے دلوں کے مضبوط رکھنا میرا دل اپنے دین پر۔" (مناجات، مقبول سراجی، ص:۲۹)۔ (۵) اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَ احْفَظْنِی بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَ احْفَظْنِی بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَ لَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا وَ لَا حَاسِدًا (حصن حصین از حاکم وابن حبان) "یا اللہ! اسلام کے ساتھ نگاہ (محفوظ) رکھ مجھے جب کھڑا ہوں اور حفاظت کر میری اسلام پر جب بیٹھا ہوں اور حفاظت کر میری اسلام کے ساتھ جب لیٹا ہوں اور نہ طعنہ کا موقع دے۔ مجھ پر کسی دشمن کو اور نہ حاسد کو۔" (ایضاً بتغیر یسیر، ص:۳۱-۳۲) (۶) یَا وَلِیَّ الْاِسْلَامِ وَ اَھْلِہٖ ثَبِّتْنِیْ بِہٖ حَتّٰی اَلْقَاکَ (طبرانی) "اے مددگار اسلام کے اور اہل اسلام کے ثابت قدم رکھ مجھے اسلام پر یہاں تک کہ میں تجھ سے ملوں۔" (مناجات مقبول سراجی، ص:۳۴)۔ (۷) اَللّٰھُمَّ لَقِّنِّیْ حُجَّۃَ الْاِیْمَانِ عِنْدَ الْمَمَاتِ (حصن حصین از طبرانی) "یا اللہ! سکھا دینا

مجھے حجت ایمان کی موت کے وقت۔'' (مناجات مقبول سراجی، ص:۳۶) (۸) (اَللّٰھُمَّ) اَجِرْنِی مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَحْیَیْتَنَا (حصن حصین عن احمد) ''اے اللہ بچائے رکھ مجھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے جب تک تو ہمیں زندہ رکھے۔'' (ایضا، ص:۳۶) (۹) (اَللّٰھُمَّ) اَھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ (حصن حصین عن مسلم والاربعۃ وابن حبان) ''اے اللہ راہ صواب دکھادے مجھے اپنے حکم سے جس چیز کے حق ہونے میں اختلاف ہو۔'' (مناجات سراجی، ص:۳۹) (۱۰) اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنِیْ اَنْ اَزِلَّ وَ اھْدِنِیْ اَنْ اَضِلَّ '' یا اللہ ثابت قدم رکھ مجھے کہیں پھسل نہ جاؤں اور ہدایت کر مجھے کہیں گمراہ نہ ہوجاؤں۔'' (مناجات مقبول سراجی، ص:۶۸) یا اللہ ان تمام دعاؤں کو راقم الحروف، اس کے والدین، اہل وعیال و متعلقین، اساتذہ، مشائخ واحباب، قارئین و معاونین اور تمام امتِ مسلمہ کے حق میں قبول فرما آمین! ثم آمین!

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه و خاتم انبیائه سیّدنا و مولانا محمد و علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین و علیٰ آله و اصحابه و من اهتدی بهدیه الی یوم الدین والحمد للّٰہ رب العلمین . تمّت بالخیر

۱۰ رمحرم الحرام، یوم عاشوراء ۱۴۲۲ھ مطابق ۵ راپریل ۲۰۰۱ء

(کتابیات)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	مطبع/ناشر	سن طباعت/ایڈیشن
۱	القرآن الکریم			
۲	بیان القرآن	حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ	تاج پبلشرز، دہلی	
۳	جمیتِ قرآن تلخیص مقدمہ تفسیر حل القرآن	حضرت الحاج مولانا مفتی عبد القدوس رومی مدظلہ	انڈین پریس آگرہ / مدرسہ تعلیم القرآن، وزیر پور، آگرہ	
۴	تفسیر عثمانی	حضرت شیخ الہندؒ وعلامہ شبیر احمد عثمانیؒ	مجمع الملک فہد للطباعۃ والنشر (سعودی عرب)	
۵	ترجمان السنۃ- بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد، بیہقی، طبرانی، معانی الآثار، المستدرک، مجمع الزوائد اور دار قطنی وغیرہ پر مشتمل علمِ حدیث کا عظیم الشان مجموعہ	حضرت محدث کبیر مولانا محمد بدر عالم میرٹھیؒ	یونین پرنٹنگ پریس، دہلی / ندوۃ المصنفین، دہلی	جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق اکتوبر ۱۹۶۴
۶	معارف الحدیث (جلد اوّل)	حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ	کاکوری آفسیٹ لکھنؤ / الفرقان بکڈپو، لکھنؤ	
۷	زبان کی حفاظت	حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مدظلہ	ایم ایس پرنٹرس، دہلی	
۸	مناجات مقبول (سراجی)	حضرت مجدد الملۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ	زمزم بکڈپو، دیوبند / جواہر لیتھو پریس، آگرہ	
۹	راہِ سکون	حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ	پاریکھ آفسیٹ پریس لکھنؤ	دوسرا ایڈیشن
۱۰	الاشباہ والنظائر، جلد-۲ (الفن الثانی)	علامہ زین الدین ابن نجیمؒ، المتوفی ۹۷۰ھ	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی	۱۴۱۹ھ
۱۱	غمز عیون البصائر (شرح اشباہ)	علامہ السید احمد الحموی المصریؒ	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی	۱۴۱۹ھ
۱۲	البحر الرائق (جلد ۵)	علامہ زین الدین ابن نجیم الحنفیؒ	مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ	

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر	سنہ
۱۳	بدائع الصنائع (جلد۶)	امام علاؤالدین ابی بکر بن مسعود الکاسائیؒ المتوفی ۵۸۷ھ	مکتبہ زکریا دیوبند	۱۴۱۹ھ، مطابق ۱۹۹۸ء
۱۴	فتاویٰ بزازیہ (علی ہامش الہندیہ، جلد۶)	امام حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن البزاز الکردیؒ، المتوفی ۸۶۷ھ	مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ	۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء
۱۵	فتاویٰ قاضی خاں (علی ہامش الہندیہ، جلد۳)	امام فخر الدین حسن ابن منصور الاوزجندیؒ، المتوفی ۲۹۵ھ	مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ	۱۴۰۳ھ
۱۶	فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) جلد۲	مولانا نظام الدینؒ اور دیگر علماء وفقہاءؒ بحکم اورنگ زیبؒ	مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ	۱۴۰۳ھ
۱۷	المبسوط (جلد ۹، ۱۰)	شمس الائمہ شمس الدین السرخسیؒ	دار الفکر بیروت (لبنان)	۱۴۰۹ھ، مطابق ۱۹۸۹ء
۱۸	مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر (جلد اول)	الفقیہ المحقق عبداللہ بن محمد المعروف بہ داماد آفندیؒ	مؤسسة التاریخ العربی، بیروت (لبنان)	
۱۹	کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعة (جلد۵)	الشیخ عبدالرحمٰن الجزیریؒ	دار الفکر، بیروت، لبنان	۱۴۱۷ھ، مطابق ۱۹۹۶ء
۲۰	اکفار الملحدین	حضرت علامة العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ	المجلس العلمی سملک ڈابھیل	۱۴۰۸ھ، مطابق ۱۹۸۸ء
۲۱	فتاویٰ تاتارخانیہ (جلد۵)	علامہ عالم بن العلاء الانصاری الاندپتیؒ، المتوفی ۷۸۶ھ	ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی	۱۴۱۶ھ
۲۲	جامع الفتاویٰ (علماءِ حق کے فتاویٰ کا مجموعہ)	حضرت مولانا مفتی مہربان علی بڑوتویؒ	ربانی ا پرائزز دہلی، ربانی بکڈپو، لال کنواں، دہلی	
۲۳	عمدة الفقہ (جلد اول)	حضرت مولانا سید زوّار حسین شاہ صاحبؒ	احمد برادرس پرنٹرس، ناظم آباد، کراچی، ادارہ مجددیہ کراچی	۱۴۰۱ھ، مطابق ۱۹۸۱ء
۲۴	جواہر الفقہ (جلد اول)	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ	مکتبہ تفسیر القرآن، عارف کمپنی، سید منزل، دیوبند	محرم ۱۳۹۵ھ
۲۵	آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد اول)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند	
۲۶	احسن الفتاویٰ (جلد اول)	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی مدظلہ	زکریا بکڈپو، دیوبند	نومبر ۱۹۹۴ء
۲۷	ملفوظاتِ محدثِ کبیر کشمیری	حضرت مولانا احمد رضا بجنوریؒ	بیت الحکمت، دیوبند	
۲۸	ردّ المحتار علی الدرّ المختار المعروف بہ فتاوی شامی (ج ۴)	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامیؒ	ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی	
۲۹	منحة الخالق علی البحر الرائق (جلد۵)	علامہ ابن عابدین شامیؒ، المتوفی ۱۲۵۲ھ	مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ	
۳۰	بہشتی زیور	حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ	دار القرآن، دہلی	
۳۱	نقشِ دوام	حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری مدظلہ	فوٹو آفسیٹ پرنٹرس، دہلی، رشاہ اکیڈمی، دیوبند	۱۹۸۸ء

مولانا سید عبدالولیؒ اکیڈمی

تعارف اور منصوبے

وادی گلپوش کشمیر کے علمبرداران توحید وسنت میں سے ایک نمایاں شخصیت مولانا سید عبدالولیؒ کی بھی ہے جنہوں نے کتاب وسنت کی ترویج واشاعت اور باطل عقائد وافکار کی بیخ کنی کے سلسلے میں بے مثال قربانی، حق گوئی اور ثابت قدمی کی نہایت زرّیں تاریخ مرتب کی ہے چنانچہ مولانا مرحوم سے منسوب اس اکیڈمی کا قیام بھی اھلِ حق کی صحیح دینی فکر، داعیانہ کردار اور بے لوث اسلامی خدمات سے امت مسلمہ کو روشناس کرانے اور اس مبارک سلسلہ کو آگے بڑھانے کی خاطر عمل میں آیا ہے جسکے منصوبے اور مقاصد درجِ ذیل ہیں

(۱) بے دینی، بے چینی اور ظلمتوں میں گھرے ہوئے انسانوں کو امن وسلامتی اور اعلیٰ اخلاقی وروحانی قدروں کی ضامن "اسلامی تعلیمات" کی بے لوث دعوت

(۲) احیائے سنّت اور باطل عقائد ونظریات کی بیخ کنی کیلئے موئثر، مختصر اور آسان لٹریچر کی اشاعت

(۳) اسلامی عقائد وشخصیات اور نظام شریعت کے متعلّق غلط پروپیگنڈے اور غلط فہمیوں کا حتی المقدور ازالہ

(۴) دینِ حق کی حکیمانہ وعادلانہ ہدایات کی روشنی میں عصر حاضر کے مسائل ومشکلات کا حل

(۵) عُلمائے حق کی نایاب وفراموش شدہ مفید علمی تحقیقات اور اصلاحی کاوشوں نیز مولانا سید عبدالولیؒ کی سوانح، تعلیمات، مکتوبات اور فتاویٰ کی تدوین واشاعت۔ انشاءاللہ تعالیٰ